﴿خَيرُكُم مَنْ تَعلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَه﴾ (البخاری)

تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھلائے

مجالس

قرآن کریم

افادات

محسن الامت عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد عبد اللہ** صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ

از اجلۂ خلفاء

محی السنہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ **ابرار الحق** صاحب حقی ہردوئی نور اللہ مرقدہٗ

حسبِ حکم

حضرتِ اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد احمد اللہ** صاحب پھولپوری دامت برکاتہم

ناشر: اشرفی کتب خانہ ''مرکزی خانقاہ شاہِ ابرار'' پھولپور، اعظم گڈھ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: **مجالسِ قرآن کریم**

افادات: محسن الامت عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد عبد اللہ** صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ

حسب حکم: مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم، سرائے میر، اعظم گڈھ، یوپی

کمپوزنگ: وکیل احمد کوپا گنج، مئو

سنہ طباعت: ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۸ء

تعداد صفحات: ۱۲۸

تعداد اشاعت: ......

ملنے کا پتہ

دفتر ''فیضانِ اشرف'' مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم

سرائے میر، اعظم گڈھ، یوپی

9936136854

E-mail:baitululoom256029@rediffmail.com

www.phoolpuri.org

فہرست مضامین

مجالس قرآن کریم

نمبر شمار	عناوین	صفحات
١	پیش لفظ	١١
٢	**مجلس نمبر (١)**	١٩
٣	کامل بندہ کامل انسان ہوتا ہے	١٩
٤	انسان کی دو مجبوریاں	١٩
٥	جھوٹے معبودوں کا انجام	٢٠
٦	انسان ساری ترقی کے بعد بندہ ہی رہے گا	٢١
٧	ایک بزرگ کا واقعہ	٢١
٨	انسان کو ایک آئیڈیل اور نمونہ چاہئے	٢٢
٩	**مجلس نمبر (٢)**	٢٣
١٠	ہر پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے	٢٣
١١	اللہ کی ربوبیت کا عجیب نظام	٢٣
١٢	اللہ کی ربوبیت سے وابستہ رہنے والا خسارے میں نہیں رہے گا	٢٤
١٣	حدیث شریف کا ایک واقعہ	٢٥
١٤	اللہ کا نظام تربیت عام ہے	٢٥

۱۵	ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے	۲۶
۱۶	**مجلس نمبر (۳)**	۲۷
۱۷	کتاب اللہ دنیا کی قیمتی ترین شے ہے	۲۷
۱۸	اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر	۲۸
۱۹	یہود و نصاریٰ کی مشابہت میں مسلمان کی کامیابی نہیں	۲۹
۲۰	آج مسلمان اللہ کی باتوں کو سنی ان سنی کر رہا ہے	۳۰
۲۱	حضرت محی السنہ کا ارشاد	۳۱
۲۲	ہر امتی کو قرآن کی عظمت و محبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے	۳۲
۲۳	**مجلس نمبر (۴)**	۳۳
۲۴	کتاب اللہ کعبۃ اللہ سے افضل ہے	۳۳
۲۵	آج ہمارا تعلق قرآن سے کیسا ہے؟	۳۴
۲۶	حضرت محی السنہؒ کی قرآن کے سلسلے میں خاص توجہ	۳۴
۲۷	رحمٰن کا کلام اس کی رحمت کے صدقے میں ملا	۳۵
۲۸	خالق اور مخلوق، قادر اور عاجز کا کوئی جوڑ نہیں	۳۶
۲۹	قرآن کی عظمت کا واقعہ	۳۷
۳۰	قرآن کا صحیح پڑھنا ہر مسلمان پر فرض علی العین ہے	۳۸
۳۱	خالق کا مکتوب مخلوق کے نام	۳۹
۳۲	کلام اللہ کی طاقت کا اندازہ انسان نہیں لگا سکتا	۴۰
۳۳	محبوب کا خط محبوب کے صدقے میں ہر امتی کو مل گیا	۴۱

۳۴	اللہ تعالیٰ نے اپنی شان سے نزول فرما کر بندوں کے لحاظ سے کلام فرمایا	۴۱
۳۵	جس نے قرآن نہیں سیکھا گویا وہ دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا	۴۲
۳۶	جس سے تعلق قوی ہوتا ہے وہ چھوٹتا نہیں	۴۴
۳۷	**مجلس نمبر (۵)**	۴۵
۳۸	قرآن کریم سرچشمۂ حیات ہے	۴۵
۳۹	تلاوت کی کثرت روح کی طاقت کا ذریعہ ہے	۴۶
۴۰	امت کا ایک اہم فریضہ	۴۶
۴۱	قرآن کے ہر ہر حرف پر دس نیکی کا وعدہ ہے	۴۷
۴۲	الفاظ قرآنی خود مقصود ہیں	۴۷
۴۳	حضرت حکیم الامتؒ کا عجیب استدلال	۴۸
۴۴	بہت سے قرآن پڑھنے والے پر قرآن لعنت بھیجتا ہے	۴۸
۴۵	قرآن کریم سراپا برکت ہی برکت ہے	۴۹
۴۶	اللہ تعالیٰ نے دو قرآن نازل فرمایا	۵۰
۴۷	مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادتی علم کے لیے دعا کا حکم	۵۱
۴۸	قرآن میں خرابی کا نظر آنا اس انسان کے اندر خرابی کی علامت ہے	۵۱
۴۹	کتاب اللہ کا سب سے بڑا نفع اہل تقویٰ کی رہنمائی ہے	۵۲
۵۰	خلفائے راشدین سب سے کامیاب حکمراں تھے	۵۳
۵۱	صالحیت صلاحیت پر مقدم ہے	۵۴
۵۲	تقویٰ کی عدم موجودگی میں بڑے عالم کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا	۵۵

۵۳	**مجلس نمبر (٦)**	۵٦
۵۴	قیمتی چیز کی حفاظت اسی اعتبار سے کی جاتی ہے	۵٦
۵۵	قرآن کا نفع از اوّل تا آخر یکساں رہے گا	۵٦
۵٦	شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے	۵۷
۵۷	شیطان جب حائل ہو تو اللہ کا نام پیش کردو	۵۷
۵۸	اللہ تعالیٰ اٹھارہ ہزار عالم کے پالنہار ہیں	۵۸
۵۹	ملا جیونؒ کا واقعہ	۵۹
٦٠	آج تعلق مع اللہ کی کمزوری سے ہر کوئی ہمیں دبا رہا ہے	٦٠
٦١	**مجلس نمبر (۷)**	٦١
٦٢	قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا شعار ہے	٦١
٦٣	قرآن کی اتباع میں تمام عالم کی نجات ہے	٦٢
٦۴	قرآن کریم ہمارے درمیان اللہ کا مشاہد ہے	٦٢
٦۵	قرآن کی عظمت کو صحابہؓ سے پوچھو	٦٣
٦٦	ہر علم کی اہمیت اس کی ضرورت کی حیثیت سے ہونی چاہیے	٦۴
٦۷	دنیا کا قانون ملک کی رعایت کے ساتھ مرتب ہوتا ہے	٦۴
٦۸	کتاب اللہ میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں	٦۵
٦۹	کتاب اللہ کا نفع غیر متقی کو نہیں ملے گا	٦٦
۷٠	قرآن ایمان والوں کی کسوٹی ہے	٦۷
۷١	کتاب اللہ ہماری سربلندی کا معیار ہے	٦۸

۷۲	**مجلس نمبر (۸)**	۶۹
۷۳	قرآن حسنات کا اُبلتا ہوا فوارہ ہے	۶۹
۷۴	خزانۂ الٰہی کی سب سے قیمتی چیز قرآن کریم ہے	۶۹
۷۵	دنیا کے محلات اور کرسیوں میں صراط مستقیم کہیں چھوٹ نہ جائے	۷۰
۷۶	منعم علیہم کا راستہ صراط مستقیم ہے	۷۱
۷۷	انسان خود اپنا دشمن ہے	۷۲
۷۸	اعمال جہنم کے ساتھ جنت کا ملنا مشکل ہے	۷۳
۷۹	ہمارا تعلق قرآن سے کتنا ہے؟	۷۴
۸۰	**مجلس نمبر (۹)**	۷۵
۸۱	قرآن کسی بھی حال میں چھوڑنے کی چیز نہیں ہے	۷۵
۸۲	رب کی شانِ تربیت قرآن کے لفظ لفظ سے جڑی ہوئی ہے	۷۶
۸۳	سارے کمالات کے باوجود انسان جہنم سے بچ نہیں سکے گا	۷۷
۸۴	نبی کو رحمٰن کی رحمت کے سامنے اپنے نفس پر ظلمت دکھائی دی	۷۸
۸۵	انسان کا سارا کمال اللہ کی شانِ ربوبیت کا صدقہ ہے	۷۹
۸۶	دین کو مقدم کرنے سے دنیا بھی آرام دہ ہوگی	۷۹
۸۷	**مجلس نمبر (۱۰)**	۸۱
۸۸	نزول وحی سے قرآن کی طاقت کا اندازہ	۸۱
۸۹	بچوں کو قرآن سے محروم کرنا بہت بڑا المیہ	۸۲
۹۰	تعلیم قرآن بچوں کے لیے سعادتِ عظمیٰ ہے	۸۳

۹۱	دنیا میں نفع اٹھانے کے لیے مالک ہونا ضروری نہیں	۸۴
۹۲	قرآن اپنے تلفظ، معانی، اعمال، اخلاق سب میں مقصود ہے	۸۵
۹۳	حفاظ کو بھی تصحیح قرآن کریم کی رعایت کرنی چاہیے	۸۷
۹۴	نسیان، کثرتِ تلاوت قرآن کا ذریعہ ہے	۸۸
۹۵	آج کل علماء تلاوت سے محروم کر دیئے گئے	۸۸
۹۶	**مجلس نمبر (۱۱)**	۹۰
۹۷	قرآن کا کامل نفع باطن کی صفائی پر موقوف ہے	۹۰
۹۸	مکذبین کو اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا	۹۱
۹۹	اللہ اکبر کی صدا پورے عالم میں سنائی جاتی ہے	۹۱
۱۰۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی اطاعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے	۹۳
۱۰۱	قرآن اپنی شرطوں کے ساتھ نفع دے گا	۹۴
۱۰۲	مسلمان کسے کہتے ہیں؟	۹۵
۱۰۳	جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ ساری دنیا سے ڈرتا ہے	۹۶
۱۰۴	مسلمان کی عزت اسلام سے ہے	۹۶
۱۰۵	پوری دنیا میں اسلام پھیلانے سے پہلے اپنے کو مسلمان بناؤ!	۹۷
۱۰۶	**مجلس نمبر (۱۲)**	۹۸
۱۰۷	حفاظ کرام قابلِ مبارکباد ہیں	۹۸
۱۰۸	اللہ سے ڈرنے کا جو حق ہے اس کو اپنایئے	۹۹
۱۰۹	امانت الٰہی میں خیانت ناراضگی رب کا ذریعہ ہے	۱۰۰

۱۱۰	قرآن مکمل نظام حیات ہے	۱۰۲
۱۱۱	مسلمان اپنے کو مسلمان بتلاتے ہوئے شرماتا ہے	۱۰۲
۱۱۲	اسکول وکالج کے طلبہ کے لیے بھی قرآن کریم کی تصحیح ضروری ہے	۱۰۳
۱۱۳	اسلام ناقدری کے ساتھ کسی گھر میں نہیں رہتا	۱۰۴
۱۱۴	**مجلس نمبر (۱۳)**	۱۰۵
۱۱۵	روزی رحمتِ الٰہی کے صدقے میں ملتی ہے	۱۰۶
۱۱۶	اللہ سے دوری شیطان سے قربت کا ذریعہ ہے	۱۰۶
۱۱۷	شیطان نافرمانوں کا دوست ہے	۱۰۷
۱۱۸	غذائے جسم سے بڑھ کر غذائے روح کی ضرورت ہے	۱۰۸
۱۱۹	فکر مفتاح العمل ہے	۱۰۹
۱۲۰	**مجلس نمبر (۱۴)**	۱۱۰
۱۲۱	انسان کی زندگی عارضی ہے	۱۱۰
۱۲۲	دنیا جہنم کا حصہ ہے	۱۱۱
۱۲۳	جنت تک پہنچنے والی رسی	۱۱۲
۱۲۴	کیا مسلمان آزاد ہوتا ہے؟	۱۱۳
۱۲۵	کتاب اللہ رجال اللہ سے سیکھنے کی ضرورت ہے	۱۱۵
۱۲۶	نفاق کسے کہتے ہیں؟	۱۱۶
۱۲۷	قرآن جنت اور جہنم دونوں میں لے جانے کا ذریعہ ہے	۱۱۷
۱۲۸	انسان تھوڑی توجہ سے نیکیوں کے انبار لگا سکتا ہے	۱۱۸

۱۲۹	مسلمان کی فیکٹری سے یہودی کا مال تیار ہو رہا ہے	۱۱۹
۱۳۰	**مجلس نمبر (۱۵)**	۱۲۰
۱۳۱	سب سے قیمتی تربیت نامہ قرآن کریم ہے	۱۲۰
۱۳۲	مسلمان کبھی اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے صلح نہیں کرتا تھا	۱۲۱
۱۳۳	اگر قرآن نہیں تو جہان نہیں	۱۲۱
۱۳۴	مسلمان بغاوت کے راستے پر	۱۲۲
۱۳۵	آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بروزِ محشر ہمیں پہچاننے میں دشواری نہ ہو	۱۲۳
۱۳۶	زندگی سے غفلت بہت نقصان دہ ہے	۱۲۴
۱۳۷	موت کا تعلق بیماری اور تندرستی سے نہیں ہے	۱۲۵
۱۳۸	**مجلس نمبر (۱۶)**	۱۲۶
۱۳۹	ہمارا دشمن امریکہ نہیں، ہم خود ہیں	۱۲۶
۱۴۰	پڑھنے کے بعد کڑھنے کی ضرورت ہے	۱۲۷
۱۴۱	منٹوں میں کروڑ پتی بننے کا نسخہ	۱۲۷

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد احمد اللہ** صاحب پھولپوری دامت برکاتہم

خلیفہ وجانشین محسن الامت عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد عبداللہ** صاحب پھولپوری نوراللہ مرقدہٗ

نحمد الله العلى العظيم ونصلّى على نبيه الأمين ورسوله الكريم وعلى آله وأصحابه حملة الدين القويم.

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہرہوسناکے نہ داند جام و سنداں باختن

شریعت مطہّرہ وہ لاثانی ولافانی گلشنِ حیات ہے جس کی آبیاری میں فخرِ موجودات، خلاصۂ کائنات، وجہِ تخلیقات، سرورِ انبیاء، سرکارِ دوجہاں فداہ روحی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ اپنے تمام قدسی صفات متاعِ جسم وجان کے ساتھ قربان ہوکر تمام انسانیت کو یہ پیغام دے گئی کہ اس دین پر ساری مخلوقات کا نثار ہوجانا ہی اصل سرِتخلیق ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم نے مافی السموات ومافی الارض کو حضرت انسان کی نفع رسانی اور ان کی خدمت پر مامور بتایا ہے، اور انسان کے مقصدِ تخلیق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ‘‘ انسان کا مقصد حیات بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اپنی

زندگی کو حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے لیے قربان کردے، اس عبادت اور معرفت کا سلیقہ دینے والے نظام عمل کا نام شریعت اور اسلام ہے، چناں چہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دین پر قربان ہونے کے بعد دعوی محبت اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ محبوب کبریاء کے نشانہائے قدم پر ایک نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں جان نثار کردیئے جائیں۔

لٰہذا مذہب اسلام اپنے دامن میں بے شمار ایسے جاں نثاروں کو رکھتا ہے، جنھوں نے یہ کہتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کردیا کہ ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ: اے میرے محبوب دشمنوں کا یہ نصیب نہ بنے کہ وہ آپ کی تلوار سے ہلاک ہوں، بلکہ عاشقوں کا سرِ نیاز حاضر ہے، آپ بہ صد شوق خنجر آزمائی فرمائیں۔

خادمانِ اسلام کی اس طویل فہرست میں ایک نامِ نامی اسم گرامی محسن الامت عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوریؒ نوراللہ مرقدہٗ کا بھی ہے، جن کی حیاتِ مستعار کا باشعور دور محض اشاعت دین اور احیائے سنت کی مبارک مساعی جمیلہ سے روشن ہے، حضرت والا کی کتاب زندگی کے ہر ہر ورق کو کھولنے کے لیے ایک دفتر کی ضرورت ہے، مختصراً اتنا عرض ہے کہ حضرت والا کی زندگی دین کا درد، اصلاحِ خلق کا جذبۂ بے کراں، اللہ اور اس کے رسول کے ناموں کی سربلندی اور اسلام کے بول بالا کی فکر سے لبریز تھی، آپ ایک وارث نبی ہونے کی حیثیت سے اپنے سینے میں اس غم کا ایک حصہ رکھتے تھے، جس کو قرآن کریم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرماتا ہے ''لَعَلَّکَ بَاخِعٌ

نَـفْسَکَ اَلَّا یَـکُـوْنُـوْا مُـؤْمِـنِیْـنَ ‘‘(الشعراء:۳)(شاید آپ خود کو اس غم میں ہلاک کر ڈالیں گے کہ کفار ایمان نہیں نہیں لاتے) چناں چہ دیکھا گیا کہ فریضۂ تدریس ہو یا مشغلۂ اہتمام اور مسندِ ارشاد، گھریلو زندگی ہو یا دوست احباب کی مجلسیں، سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا مرض، فقر ہو یا خوش حالی، ہر موافق ناموافق حالت میں آپ کا مرکب عمل خدمتِ دین کی جانب رواں دواں رہا، اور حضرت والا کی پاک طینت میں قسام ازل جلّ شانہٗ نے وہ صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں جن کی بدولت اصلاح خلق کا مشکل ترین کام قلیل مدت میں بہت تیزی سے مختلف جہات میں پھیل گیا۔عوام وخواص، علماء وطلبہ، مدارس وخانقاہیں، دیہاتی وشہری، اہل سیاست واہل تجارت ہر ایک کے غافل دلوں تک آپ کی صدائے درد پہنچی، اور نہ جانے کتنوں کی گناہوں سے تاریک زندگی ہدایت کے نور سے جگمگانے لگی۔

اہل علم حضرات اور طلبائے کرام میں علم کو مقرون بالعمل کرنے کی محنت اور ان کے اندر مؤثر وقائدانہ کردار کی صلاحیت پیدا کرنے کی سعی بلیغ فرماتے۔

عوام کے اندر نماز کی پابندی، تصحیح قرآن کریم، شرعی ڈاڑھی اور شرعی لباس، نیز اہل علم سے ربط اور اہل صلاح وتقویٰ کی خدمتوں میں گاہے بگاہے حاضری کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔متعدد مدارس اور مکاتب آپ کی زیر سرپرستی چلتے تھے، ہر جگہ آپ کی ہدایت تھی کہ مال کے آمد اور خرچ کا نظام نہایت شفاف اور اصول صحیحہ کے مطابق ہونا چاہیے، نیز فرماتے کہ مدارس اور مکاتبت کا مقصد محض زیورِ علم سے آراستہ کرنا نہیں ہے، بلکہ جب تک ذمہ دار حضرات انتظامیہ ہوں یا اساتذہ علم کو عمل سے مربوط کرنے کی کوشش خود اپنے اندر اور طلبہ کے اندر جاری کرنے کی فکر نہیں کریں گے، اپنے فرائض منصبی سے ہرگز ہرگز سبکدوش نہیں ہوسکتے، چناں چہ مدرسہ بیت العلوم میں حضرت والا کا کوئی بھی خطاب خواہ طلبہ

سے ہو یا اساتذہ سے علم مع العمل کی تحریض سے خالی نہیں ہوتا تھا۔

خانقاہی نظام کی ترویج اور اس کی نشاۃ ثانیہ کا عمل بھی آپ کی دینی خدمات کا ایک نمایاں حصہ ہے، حضرت کی دیرینہ خواہش تھی کہ ہندوستان میں کم از کم سو جدید خانقاہیں معرض وجود میں آجائیں، اور اس عزم کا اظہار آپ اپنے شیخ حضرت محی السنہ علیہ الرحمہ سے بھی فرما کر ان کی دعاؤں سے تائید غیبی حاصل کر چکے تھے، چناں چہ آپ کا یہ خواب بھی یوں شرمندۂ تعبیر ہوا کہ ''مرکزی خانقاہ شاہِ ابرار پھولپور بیادگار مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری علیہ الرحمہ'' کے علاوہ ملک کے طول وعرض میں تقریباً پچیس خانقاہیں وجود میں آئیں، اور اذکار واشغال کے پرنور ماحول سے آباد ہوگئیں۔

حضرت والا کا نظریہ سیاست کے بارے میں لعبۂ باطل اور گندی سیاست کہہ کر نظرانداز کرنے کا نہیں تھا، بلکہ ''اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ'' (الحج:۴۱) (ایمان والوں کو اگر ہم زمین میں حکومت عطا کریں گے تو وہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام جاری کریں گے) کے پیش نظر اہل سیاست کی اصلاح اور مسلمانوں کی اس میں حصہ داری کے بھرپور داعی اور حامی تھے، گاہے بگاہے عملاً بھی اس کی کوشش فرمایا ہے، نیز آپ کا یہ برحق خیال تھا کہ اگر مسلمان سیاست سے یکسر بے دخل ہوگئے یا کردیئے گئے تو ہندوستان میں نہ مسجدوں اور مدرسوں کا نشان رہے گا، نہ ہی نماز روزہ کا تذکرہ رہے گا، چناں چہ اس خالص جذبہ کا اثر یہ تھا کہ اہل سیاست بھی حضرت والا کے مفید مشوروں اور دعاؤں سے خوب مستفید ہوتے رہے، خصوصاً الیکشن کے دنوں میں تو آئے دن لیڈرانِ قوم کی آمد ہوتی رہتی، حضرت والا ہر ایک سے قوم کی وفاداری بالخصوص مسلمانوں کے مسائل سے متعلق قول وقرار لیتے۔

حضرت والا کی غایت توجہ اہل مال کی اصلاح کی طرف اس لیے منعطف رہتی کہ

حدیث شریف میں آیا ہے ''حُبُّ الدُّنیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیئَةٍ''(دنیا کی محبت ہر برائی کا پیش خیمہ ہے)اور فرماتے کہ یہ قابل رحم لوگ ہیں، حبّ دنیا میں مفتون ہوکر آخرت کی دائمی زندگی سے غافل ہو چکے ہیں، اس لیے ان کو دنیا سے دین کمانے کا ڈھنگ سکھانا ضروری ہے، لیکن اہل مال سے قرب نے نگاہِ استغناء کو زرہ برابر متأثر نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ اس آیتِ کریمہ پر نظر رہتی ''وَلَاتَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ إِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا''(اے نبی! آپ اپنی نگاہوں کو اہل دنیا کے مال ومتاع کی طرف نہ دراز کیجیے جن سے ہم نے ان کے مختلف لوگوں کو نفع پہونچایا ہے، یہ دنیوی زندگی کی ظاہری زیب وزینت ہے) گویا اس شعر کے مصداق کامل تھے ۔

دنیا میں تو رہتا ہوں طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں

ان کی اصلاح، دنیا کی مذمت، اہل دنیا کی زبوں حالی اس کے مقابلہ میں دین کی عظمت اور دائمی زندگی کی ترغیب وتحریص کے ذریعہ فرماتے، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ بکثرت اہل مال نیازمندانہ درِ دولت پر حاضری دیتے اور حضرت والا ان کے مال سے کمال درجہ اعراض فرماتے ہوئے بصد شفقت ومحبت ان کی اصلاح کی جانب متوجہ رہتے، گویا اہل مال کے ساتھ حضرت والا کا معاملہ ایسا رہتا کہ ۔

با من آویزش او الفت موج ست و کنار
دم بہ دم با من و ہر لحظہ گریزاں از من

ترجمہ: اس کے ساتھ میرا تعلق ایسا ہی ہے، جیسے موج کا تعلق ساحل دریا سے رہتا ہے، کہ موج کے دھارے لبِ ساحل تک آتے بھی ہیں اور فوراً دور بھی ہو جاتے ہیں۔

سطورِ بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت والا کسی ایک طبقہ کے لیے نہیں بلکہ مسلمانوں کے تمام ملی وسماجی، دینی ومذہبی، عائلی وشخصی مسائل میں شریعت کی رہنمائی کے خواہاں تھے، اس کے ماسویٰ یونیورسٹی کا قیام، رفاہِ عامہ کے لیے ٹرسٹ، بچیوں کی اسلامی نہج پر دینی وعصری تعلیم کے واسطے مدرسہ صُفّۃ الصالحات اور اسلامک اسکول اور غریبوں کے مفت علاج کے لیے ہاسپٹل وغیرہ کا قیام حضرت والا کے نیک منصوبوں میں شامل تھا، خدا کرے یہ سارے خواب ہم اولاد واحفاد کے ذریعہ شرمندۂ تعبیر ہوں ''وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیْزٍ''۔

شانِ ولایت کے دو پہلو ہوتے ہیں، توجہ الی الخلق اور توجہ الی الخالق، امور مذکورہ بالا تو توجہ الی الخلق کے ترجمان تھے، توجہ الی الخالق کی کماحقہٗ شانِ واقعی بیان کرنا تو درحقیقت خدا کے ماسویٰ کسی کے بس میں نہیں، اس لیے کہ ''فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّۃِ أَعْیُنٍ''۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست　　　کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

(عاشق ومعشوق کے درمیان وہ اسرار ہوتے ہیں جن کی خبر کراماً کاتبین کو بھی نہیں ہوتی)

البتہ ظاہری احوال سے بالیقین یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت والا گو بظاہر کسی بھی حالت میں ہوں، مگر باطن میں محبوب حقیقی کے ساتھ ہمہ وقت راز ونیاز کی ہنگامہ آرائی رہتی تھی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے وقت بار بار آنکھوں کو بھیگ جانا، رخسار پر آنسوؤں کا چھلک جانا، دورانِ بیان کثرتِ گریہ سب اس بات کی غمازی کرتے تھے کہ ؎

مری زندگی کا حاصل ترے غم کی پاسداری
ترے غم کی آبرو ہے مجھے ہر خوشی سے پیاری

نیز حضرت کے باطنی مقام کی ترجمانی کے لیے ان کے شیخ، شیخ العلماء والمشائخ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی نور اللہ مرقدہٗ کا وہ مستند ارشاد نقل کر دینا

شاید کافی ہوگا جسے ہردوئی کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت والا کو بیان کرنے کا حکم دینے کے بعد تعارفاً فرمایا تھا ''یہ مفتی عبداللہ صاحب پھولپوری ہیں، میرے مجاز بیعت ہیں ان کے داداجان سے جو دولت مجھے ملی تھی وہ میں نے ان کو دیدی ہے، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب مدظلہ سے اصلاح امت کا کام لے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی سے عمر دراز فرمائے'' (واضح رہے کہ حضرت ہردوئی علیہ الرحمہ نے حضرت والا کے داداجان حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری علیہ الرحمہ سے ان کی آخر حیات تک اصلاحی تعلق قائم رکھ کر اپنی تربیت کی تکمیل فرمائی، اسی جانب اشارہ فرمایا کہ ان کے داداجان سے جو دولت مجھے ملی تھی۔ الخ)

یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ حضرت والا اپنے تمام اصلاحی اموراور دینی خدمات میں مشربِ تھانوی کے ترجمان اور مسلکِ تھانوی کے نمائندہ تھے، سلسلۂ تھانوی میں اجازت یافتہ ہونے کی بنا پر حضرت حکیم الامت کی ذاتِ والا صفات کو اپنا آئیڈیل اور تعلیماتِ تھانوی کو منہاجِ کار بنایا تھا۔

چناں چہ سلسلہ کی اشاعت میں تیز رفتاری، مقبولیت اور برکتیں سب نسبت تھانوی کی رہینِ منت تھیں، حضرت والا کے دورِ شباب کا ایک معتد بہ حصہ حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کی کتابوں کے مطالعہ میں گذرا، اور شاید ہی حضرت تھانوی کی کوئی ایسی کتاب رہ گئی ہو جس کا مطالعہ بالتفصیل یا بالاجمال نہ کیا ہو، اسی کی برکت تھی کہ آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے ایسی نکتہ آفرینی فرماتے کہ اہل علم حضرات بھی ششدر رہ جاتے، ایک دفعہ حضرت والا اپنے شیخ کی خدمت میں ہردوئی حاضر ہوئے تو حضرت ہردوئی علیہ الرحمہ نے حضرت والا کے بارے میں فرمایا کہ ''قطب آگیا ہے اسے کتب خانے میں رکھ دو''۔

الغرض۔ ع: سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

اس مبارک موقع پر جب کہ حضرت والا کے بیانات کا ایک مجموعہ منظر عام پر آرہا ہے، گوشہائے خیال سے طائرانہ مدد لے کر حضرت والا کے کچھ احوال زندگی سپرد قرطاس کردیا، تاکہ صاحب کتاب کی عظمت سے کلام کی اہمیت کا اندازہ لگے، یہ مجموعہ بیانات جو ''**مجالسِ قرآن کریم**'' کے نام سے موسوم ہے، حضرت والا کے ان بیانات کا مجموعہ ہے جو مدرسہ بیت العلوم میں تکمیل حفظ قرآن کریم کی مجلسوں میں کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا محمد صفات صاحب فاضل مدرسہ وسابق استاذ مدرسہ ہٰذا کو جزائے خیر دے، کہ انھوں نے ان تمام بیانات کو بذریعہ موبائل محفوظ کر کے قسط وار ''رسالہ فیضانِ اشرف'' کے حوالے کیا، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور زندگی میں برکتیں عطاء فرمائے۔ (آمین)

اب ان تمام بیانوں کو یکجا کر کے اشرفی کتب خانہ پھولپور کی جانب سے کتابی شکل میں آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہماری اس معمولی کاوش اور قدرے حقِ بنوت کی ادائیگی کو شرف قبولیت سے نوازے، حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہٗ کی روح کو ہم تمام اولاد واحفاد سے خوش فرمائے اور بقیہ تمام علمی افادات کی اشاعت کو پائے تکمیل تک پہنچانے کا حوصلہ اس کام میں اخلاص اور مقبولیت عطا فرمائے۔

(مفتی) **محمد احمد اللہ** پھولپوری غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ (یوپی)

۲۳؍محرم الحرام بروز پنجشنبہ ۱۴۴۰ھ

مجلس نمبر(۱)

الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلامضل له ومن يضلله فلاهادى له ونشهد أن لا اله إلّا الله وحده، لاشريک له، ونشهد أن سيدنا ومولٰنا محمداً عبده، ورسوله، . أمّا بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم. "فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ"(المرسلات:۵۰). صدق الله العظيم.

کامل بندہ کامل انسان ہوتا ہے:

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس وقت بچوں نے جو آیتیں تلاوت کی ہیں میں نے اس میں سے ایک مختصر سی آیت تلاوت کی ہے، اس مختصر آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم کسی کا حکم تو مانو گے، کسی کے آگے تو سر تسلیم خم کرو گے، کیوں کہ تمہارا مزاج ہے کسی کی مان کر چلنا۔

انسان کی دو مجبوریاں:

انسان کی دو مجبوری ہے ایک تو اس کے اندر بندہ ہونے کی صفت ہے، اس لیے اس صفت کا تقاضا ہے کہ اس کو آقا چاہیے، لہٰذا بڑے سے بڑا انسان کسی کے حکم کا انتظار کرتا ہے ، اگر صحیح آقا تلاش نہیں کیا تو شیطان آقا بن جاتا ہے، یعنی شیطان نما انسان آقا بننے کے دعویدار ہو جاتے ہیں۔

انسان کی دوسری مجبوری یہ ہے کہ انسان کوئی بھی کام کرنے کے لیے نمونے کا محتاج ہے کام کیسے کرے؟ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں مجبوریوں کی کفالت کی ہے اور اپنے جیسا کریم مالک دیا اور قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ''اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ'' (الزمر:۳۶) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ یقیناً اللہ اپنے بندے کے لیے کافی ہے اس لیے کسی دوسرے مولیٰ اور آقا کی جستجو اور تلاش بیکار ہے، آپ کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا مالک ہونا ، حاکم ہونا، قادر ہونا بہت کافی ہے، کسی دوسرے حاکم کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں، آج ہمارا حال کیا ہے؟ جس کے پیچھے ہوگئے چل پڑے پوری پوری زندگی نفس کی اطاعت میں گزار دی، پوری پوری زندگی شیطان کی بات ماننے میں گزر گئی، یہود ونصاریٰ کو آئیڈیل اور نمونہ بنا کر زندگی گزارنے لگے۔

جھوٹے معبودوں کا انجام:

''اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنۡتُمۡ لَهَا وَارِدُوۡنَ'' (الانبیاء:۹۸) اور جنکی تم عبادت کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر وہ سب جہنم کا ایندھن بنیں گے تم اس میں ضرور جاؤ گے) اس لیے اگر کسی نے اپنے نفس کو معبود بنایا تو قاعدہ کے مطابق اس کا نفس بھی جہنم میں جائے گا، جہنم کا ایندھن بنے گا اس کو جہنم میں جانے سے اور گرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا ، اللہ کے علاوہ جتنے معبود بنائے گے ہیں سب کے سب جہنم کا ایندھن بنیں گے، حتیٰ کہ آپ اندازہ لگایئے حدیثوں میں آتا ہے کہ اگر کسی نے چاند اور سورج کی پوجا کی ہوگی تو چاند اور سورج کو بھی جہنم میں ڈالا جائے گا۔

حالاں کہ ان کا کوئی قصور نہیں صرف معبود بنائے جانے کی سزا میں ان کے جسموں کو اس وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا، تا کہ کفار کی مزید رسوائی ہو اور معلوم ہو کہ جس چیز کو اپنا

مددگار اور پروردگار سمجھا تھا آج وہ خود ہی پا بہ زنجیر یہاں پڑے ہوئے ہیں تو ہمارے کیا کام آسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ ''(الفرقان:۴۳) کیا تم نے نہیں دیکھا جس نے اپنے نفس کی خواہشات کو معبود بنالیا، کسی آدمی سے پوچھا جائے ارے بھائی یہ کیا کررہے ہو؟ کہتا ہے کہ ہمارا جی چاہتا ہے، کیا تمہارا جی معبود ہے جو جی چاہے کرلو؟ معلوم ہوا کہ یہ چیز غلط ہے، ہر انسان کو اللہ نے بندہ بنایا ہے تو وہ بندہ ہی رہے گا ،حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو جو سب سے بڑا خطاب اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ ''عبدہ' و رسولہ''فرمایا۔

انسان ساری ترقی کے بعد بندہ ہی رہے گا:

اللہ کے رسول ﷺ اتنے بڑے ہوکر بھی کہتے تھے کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، انسان آسمان پر پہنچ جائے کیسی ہی ترقی کرجائے کیا بندہ ہونے سے نکل سکتا ہے؟ نہیں نکل سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے جیسا مالک حکم دے رہا ہے، میری مالکانہ شان تمہیں معلوم نہیں اس پر یقین نہیں ''فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ''اللہ سے بڑا کوئی نہیں، بھلا اس اللہ کی بات نہیں مانوگے تو کس کی مانوگے؟

ایک بزرگ کا واقعہ:

ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے میں نہ تیرا بندہ، نہ تو میرا خدا، میں تیری کیسے مانوں، کسی نے دیکھا تو ان سے پوچھا آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ میرا نفس مجھ سے گناہ کے لیے کہہ رہا تھا گناہ کا تقاضا کررہا تھا تو میں نے اس

سے کہا کہ تم تو میرے معبود نہیں ہو، میرے خدا نہیں ہو، تمہاری بات کیسے مانوں اگر آپ یہ طے کرلیں کہ مجھے اللہ کی بات ماننی ہے، ہم نفع ونقصان کے ذمہ دار نہیں تو آپ کو اسی دنیا میں عیش کی زندگی نصیب ہوگی اور جنت بھی ملے گی۔ انشاءاللہ۔

انسان کو ایک آئیڈیل اور نمونہ چاہیے:

کوئی عمل کرنے کے لیے انسان کو ایک آئیڈیل اور نمونہ چاہیے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا، پھر وہ کسی کی عبادت کرے گا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو بتلایا اگر تم اللہ کی فرماں برداری پر آجاؤ، محمد عربی ﷺ کے نمونہ کے مطابق زندگی گزارنے کا فیصلہ کرلو تو یہ مختصر سی زندگی ایک بہت بڑی جنت کا پیش خیمہ بن جائے گی، بہت بڑی جنت کے تم مالک ہوجاؤ گے۔

بات بہت ہوگئی صرف اتنا کہنا تھا کہ بندہ کو کیا چاہیے؟ آقا! اس کے لیے بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کوئی نقلی خدا نہ مل جائے، دوسرا ایک کام یہ کرنا ہے کہ کام کیسے کرے اس سے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہیں نقلی اسوہ اور نمونہ نہ مل جائے، ایسا نہ ہو کہ نقلی آئیڈیل مل جائے اگر ان دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑ لو تو اللہ تک پہنچنے سے کوئی چیز روکنے والی نہیں ہے، اسلیے جب کوئی بات آئے تو پوچھو سوچو کہ اس معاملے میں اللہ کا حکم کیا ہے اور کیسے کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق سے نوازیں۔ وما علینا الّا البلاغ

مجلس نمبر (۲)

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. مَلِکِ النَّاسِ. اِلٰهِ النَّاسِ" صدق اللہ العظیم.

ہر پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے:

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے آخری سورت "سورۃ الناس" میں لفظ "رب" کو استعمال فرمایا اور ربوبیت بندے کی محبت کو ثابت کرتی ہے اسی لیے اللہ رب العزت نے کثرت سے اس لفظ کو نازل فرمایا اور اس کا تکرار بار بار فرمایا اور ہر پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے، بیٹے کو اتنا بتلا دینا کافی ہے کہ تمہارے باپ ہیں، حالاں کہ بیٹے کے لیے بہت سی نافرمانی اور گستاخی سے بچانے کے لیے ایک لفظ "اَبٌ" کا بتلانا (یہ تمہارا باپ ہے) کافی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ رب کو بیان کر کے سب کو بتلا دیا کہ میں تمہارا رب ہوں، لہٰذا رب ہونا ہی میری فرماں برداری کے لیے کافی ہے، میں نے تمہیں کیسے پالا، کیسے بنایا، کتنی رحمتیں بھیجیں جو ہر موقع پر شامل حال رہیں۔

اللہ کی ربوبیت کا عجیب نظام:

"وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا" (النحل: ۷۸) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں

نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے (بیان القرآن) اللہ رب العزت نے یہاں پر فرمایا کہ میں کون ہوں؟ میں ایسا رب ہوں کہ اتنی اندھیری، پردے در پردے، تاریکی در تاریکی میں تم کو رکھا جب کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے، تمہیں جاننے کے لیے کتنی بڑی دنیا فراہم کی، جاننے کے لیے تمہیں آلاتِ علم دیا، بولنے کے لیے زبان دی، سمجھنے کے لیے دماغ دیا، پہچاننے کے لیے قلب دیا، کیسی بے شمار نعمتیں میں نے تم کو دیں، آگے فرماتے ہیں ''وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيْلاً مَّا تَشْكُرُوْنَ'' (النحل:۷۸) میں نے کیسے قیمتی آلاتِ علم عطا فرمائے لیکن پھر بھی تم شکرگزاری نہیں کرتے مگر تھوڑی، میں نے تمہیں پالا ہے میری پالنہاری اور پرورش تمہاری وفاداری کے لیے کافی ہے، قرآن کریم کے ابتداء میں ''رب العالمین'' سے اپنا تعارف دیا تھا فرمایا تھا الحمد للہ رب العالمین کہ میں سارے عالم کا پالنہار ہوں، اور قرآن کے انتہا میں اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کی پالنہاری اور لفظ رب کو پھر بیان کر کے انسان کو پھر وہیں جوڑ دیا جہاں سے شروع کیا تھا وہیں لا کر پہنچا دیا۔

اللہ کی ربوبیت سے وابستہ رہنے والا خسارے میں نہیں رہے گا:

اللہ رب العزت کے اسی کارخانہ ربوبیت میں سارے انسان چل رہے ہیں، آپ اندازہ لگائیے جس کارخانے میں کسی چیز کی تعمیر ہوتی ہے، کوئی چیز بنائی جاتی ہے وہیں پر اس کے ری ایکشن اور مضر اثرات بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں مضر اثرات سے بچنے کے لیے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے چمٹے رہو گے مجھ سے وابستہ رہو گے، مجھ سے جڑے رہو گے، میری نشاندھی اور بتلائی ہوئی چیزوں پر رہو گے تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم پریشان نہیں ہوگے، اسی کے لیے ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' ہے، اس کائنات میں کتنی متضاد چیزیں ہیں، اگر اس کی تشریح کی جائے اس کے لیے بہت وقت

چاہیے، اس وقت اس کی تفصیل کی کوئی گنجائش نہیں، اتنا سمجھ لیجئے کہ ایک پالنہار کو اپنی پالی ہوئی چیز سے کیسی محبت ہوتی ہے۔

حدیث شریف کا ایک واقعہ:

اس محبت کا اندازہ حدیث پاک کے اس واقعے سے پتہ چلتا ہے، احادیث صحیحہ میں یہ روایت موجود ہے، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت قیدی بن کر آئی اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا وہ مسلمان ہوگئی تھی وہ عورت قید خانے میں کھانا پکا رہی تھی، قید خانے میں کھانا پکانے کا انتظام کیسا ہوگا؟ وہ باہر آگ جلا کر کھانا پکا رہی تھی اس کا چھوٹا بچہ آگ کی طرف بڑھنے لگا عورت تھوڑی دور تھی، بہت بے چین و بے قرار ہوگئی (حضرت والا دوران واقعہ روتے رہے گریہ طاری رہا) بچہ جتنا آگ سے قریب ہوتا رہا ماں کا کلیجہ نکل رہا تھا، لپک کر ماں نے بچہ کو اٹھایا اور نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں پہنچی اور ایک جملہ اس نے کہا "اَلَیْسَ اللّٰہُ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" کیا اللہ ارحم الراحمین نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، اللہ ارحم الراحمین ہے، تو عورت نے کہا یہ میرا چھوٹا بچہ آگ کی طرف بڑھ رہا تھا تو میں ماں ہوکر بے قرار ہوگئی کیا اللہ ارحم الراحمین ہوکر اپنے بندوں کو آگ میں جاتے ہوئے رحم نہیں فرمائیں گے۔ (ابن ماجہ: ۳۱۸)

اللہ تعالیٰ بے شک ارحم الراحمین ہیں اور رحم فرماتے ہیں اور رحم ہی کے صدقے میں ہمارا اور پوری دنیا کا وجود ہے، بس شرط ہے کہ رحم والے مالک سے ہم مضبوطی سے جڑے رہیں۔

اللہ کا نظام تربیت عام ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جیسے ایک چھوٹے پودے کی پرورش کرتا ہوں وہیں پر

ایک بہت بڑے درخت کی پرورش کرتا ہوں جہاں میں ایک چھوٹے سے بچے کی پرورش کرتا ہوں وہیں پر ایک بوڑھے کی پرورش کرتا ہوں، جہاں میں ایک جوان کی پرورش کرتا ہوں وہیں ادھیڑ کی پرورش کرتا ہوں میری ربوبیت اور پرورش کے کارخانے میں ہر طرح کے انسان کی پرورش ہوتی ہے، ہر انسان کے مختلف تقاضے ہیں کسی کو کچھ چاہیے تو کسی کو کچھ ضرورت ہے، لیکن اگر تم مجھ سے جڑے رہے اور میری پناہ میں رہے تو تمہیں کسی بھی چیز کا زیغ وضرر کسی چیز کی برائی لاحق نہیں ہوگی۔

ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تم کو کتنی متضاد چیزوں میں پلنے والے کارخانے سے صاف شفاف نکال کر دنیا سے باہر کر کے برزخ میں اور برزخ سے باہر کر کے محشر میں اور محشر سے باہر کر کے پل صراط سے پار کر کے جنت میں پہنچا دوں گا۔

بس میری ربوبیت سے وابستہ رہنا میری شان ربوبیت سے الگ ہونے کی کوشش مت کرنا ورنہ تم کو کہیں شیطان اچک لے گا اور کہیں شیطان نما انسان اچک لے گا دنیا کی دوسری مضر چیزوں کا شکار ہونا پڑے گا، یقیناً یہ انسان اپنے بڑے اور حاکم کی نافرمانی کر جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا نقصان اٹھانا پڑ جاتا ہے، حدیث شریف میں ایک بات سمجھائی گئی ہے کہ دیکھو جو بکری ریوڑ سے الگ ہو کر چرتی ہے ہمیشہ وہ بھیڑیا کا شکار ہو جاتی ہے۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۲۷۵۱)

اس لیے ہم تمام مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے کو اللہ تعالیٰ سے اور اس کی شان ربوبیت سے جوڑے رکھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ توفیق سے نوازے۔ (آمین) وماعلینا الا البلاغ

مجلس نمبر (۳)

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. ’’إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ‘‘(بنی اسرائیل: ۹) قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَاهَدُوْا الْقُرْآنَ فَإِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ. (البخاری کتاب فضائل القرآن باب استذکار القرآن وتعاھدہ:۲/۷۵۳،الرقم:۵۰۳۳)

کتاب اللہ دنیا کی قیمتی ترین شئ ہے:

اس کائنات میں قرآن کریم سب سے زیادہ عظیم اور قیمتی نعمت ہے اس سے زیادہ قیمتی اس دنیا میں اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی چیز نہیں ہے، مسجد سے بھی زیادہ قیمتی، کعبے سے بھی زیادہ قیمتی، مسجد نبویؐ سے بھی زیادہ قیمتی، آپ کے گھروں میں رکھا ہوا قرآن ہے، اس سے زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں مسئلہ بالکل منقح ہے جناب نبی کریم ﷺ نے اس دنیا سے روانگی کے وقت صحابہ کرامؓ کا خیال فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا جسے امام بخاری نے نقل کیا ہے ’’تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ‘‘(موطاامام مالک کتاب القدر باب النہی عن القول بالقدر:ص۳۶۳) میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں جسکو تم مضبوطی سے پکڑے رہوگے تب تک دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ترقی سے روک نہیں سکتی، گمراہ اور بے راہ نہیں کرسکتی آپ ﷺ کو امت کی حفاظت کا جو غم تھا، امت کے منتشر ہوجانے کا جو خطرہ تھا اس خطرے کا احساس کرتے ہوئے ایک جامع نسخہ عطا

فرمادیا اور فرمایا کہ تمہارے پاس تمام خطرات و پریشانی کا حل ہے تم اگر چاہو تو اپنے کو گمراہی سے بچا سکتے ہو اپنے آپ کو ضلالت اور بے راہ روی سے محفوظ رکھ سکتے ہو، بس تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔

اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر:

اس دنیا میں جب تک ہمارا تعلق قرآن سے مضبوط تھا اس وقت تک دنیا کی تمام طاقتیں ہمارا کچھ نہیں کرسکیں، آج بھی اگر تمہارا تعلق وہی پہلے والا ہو جائے تو یہود و نصاریٰ کی تمام چال بازیاں دنیا کی گمراہ کن تمام طاقتیں تمہارا کچھ نہیں کرسکتیں تمہارا بال بیکا نہیں کرسکتیں، آپ علیہ السلام کو جو غم تھا وہ یہی غم تھا کہیں امت کے ہاتھ سے قرآن نہ چھوٹ جائے، امت کی زندگی سے قرآن نکل نہ جائے۔ قرآن کی شرح سنت ہے جس کو میں نے بیان کیا قرآن عملی طور پر آپ علیہ السلام کی ذات ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ امت اس کی اہمیت اور عظمت سے غافل ہو جائے، نا آشنا ہو جائے، آہستہ آہستہ یہ کتاب اس سے دور چلی جائے اور ہٹ جائے اور یہ گمراہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ آج امت کا اکثر و بیشتر طبقہ قرآن سے نا آشنا نامانوس ہوتا جا رہا ہے، قرآن پڑھنے کا سلیقہ نہیں، قرآن بولنے کا سلیقہ نہیں، قرآن پر عمل کرنے کا سلیقہ نہیں، قرآن کے حکموں کے ماننے کا سلیقہ نہیں، آج مسلمان کچھ دنیاوی ڈگریوں اور مفادات دنیا کو سامنے رکھ کر اپنی کتاب کو بالکل چھوڑے جا رہا ہے اور کتاب اللہ سے دور ہوتا جا رہا ہے، یقیناً یہ اس کی گمراہی اور دنیا میں پریشانی کا بڑا واضح سبب ہے اس کو دوبارہ قرآن و سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی ضرورت ہے۔

آج ہر طرف سے مسلمانوں کی پریشانی کی خبریں آ رہی ہیں، پوری دنیا میں آپ دیکھیں جہاں حکومت ہے مسلمانوں کی بادشاہی اور بالادستی ہے وہاں بھی ذلت و رسوائی ہے، مسلمان دست نگر بنا ہوا ہے، دنیا کے سامنے جھکا ہوا ہے اسی کتاب سے مسلمانوں کو سربلندی

کا انعام دیا گیا تھا، آج اس کتاب کے ہوتے ہوئے ذلت کی زندگی گزار رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے بڑے صاف لفظوں میں فرمایا کہ ''وَاَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ'' (آل عمران:۱۳۹) تمہیں سر بلند رہو گے اگر تم مؤمن رہے اگر ایمان کے تقاضے کو تم پورا کرو تو تمہاری سربلندی کو کوئی چیز روک نہیں سکتی، قرآن نے دوسری جگہ صاف صاف بیان فرمایا ہے ''إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ'' (بنی اسرائیل:۹)

یہ قرآن قوموں کی ہدایت کے لیے آیا ہے، یہ طریقہ نہایت مضبوط طریقہ ہے، اللہ کا بھیجا ہوا اللہ تک پہنچانے کا صراط مستقیم ہے لیکن اس طریقے اور راستے پر چلنے والے کو ہی فائدہ پہنچائے گا، ایک آدمی لکھنؤ کا ہائی وے چھوڑ کر کھتاڑی اور پگڈنڈی پر اتر جائے اور کہے کہ ہماری گاڑی نہیں چل رہی ہے، دنیا اس کو سمجھائے گی اور کہے گی بھائی ہائی وے بنا ہوا ہے اس کو پکڑو تم کو لکھنؤ تک پہنچا دے گا، اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے ''يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ'' جو اس طریقے پر چلتا ہے اور طریقہ کیسا؟ بڑا ہی مضبوط، سیدھا، اللہ تک پہنچانے والا راستہ ہے اور اسے اگر چھوڑا تو پریشان رہو گے اور اگر اس صراط مستقیم والے ہائی وے پر چلتے رہے تو منزل تک آسانی سے پہنچ جاؤ گے۔

یہود و نصاریٰ کی مشابہت میں مسلمان کی کامیابی نہیں:

آج آپ دیکھیے خود ہمارے گھروں میں ہمارا معاملہ قرآن کریم کے ساتھ کیسا ہے؟ ہم نے قرآن کو قرآنی اعمال کو چھوڑ دیا، ہماری شکل وصورت کو دیکھو، ہمارے لباس کو دیکھو، ہماری شادی بیاہ کو دیکھو، ہمارے طور طریق کو دیکھو، جو لوگ یہود و نصاریٰ کا رونا روتے ہیں آج وہی مسلمان یہود و نصاریٰ کا اتارا ہوا کپڑا پہننے پر فخر محسوس کرتے ہیں، سروں پر انگریزوں کا بال، انگریزوں کا خد و خال، ان کی جیسی شادی ان کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ شاید کوئی افسر سمجھے، یاد رکھیے، شعر۔

جسے فضول سمجھ کر بجھا دیا تو نے   وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

اسلام مسلمانوں کو روشنی دیتا ہے اور یہ روشنی اسلام کے احکام پر عمل کرنے سے ملتی ہے، آج مسلمان سننے کا عادی ہوگیا ہے، بہت بڑے بڑے جلسوں میں جانے کا شوق ہے لیکن وہاں سے کچھ لینے کا شوق نہیں رہا، وہاں سے عبرت پکڑنے کا خیال نہیں رہا، تبلیغ میں گئے چلے آئے، مولانا نے تڑک کر باتیں کردیں، آپ نے سن لیں لیکن کہا کیا گیا، کس سے کہا گیا، کس کے لیے کہا گیا، ہماری اپنی زندگی میں کچھ تبدیلی آئی یا نہیں؟ اس کی فکر نہیں ہے۔

آج مسلمان اللہ کی باتوں کو سنی اَن سنی کر رہا ہے:

ابھی آپ کو کوئی خبر دے کہ کوئی صاحب سعودی، قطر وغیرہ کا ویزا لے کر آئے ہیں پچاس ہزار کا انتظام کرنا ہوگا اور ویزا آپ کو مل جائے گا، ایک چھوٹے سے اخبار میں خبر پڑھیں گے اس کے گھر پر گر پڑیں گے، اس کا گھیراؤ کرلیں گے، اس کے تمام اثرات ورسوخ کو استعمال کریں گے، بڑے لوگوں سے سفارش کروائیں گے تاکہ کسی طریقے سے ویزا مل جائے اس خبر کو آپ ان سنی نہیں کرتے، اس بات کو آپ نظرانداز نہیں کرتے، کیوں؟ اس لیے کہ اس کی اہمیت دل میں بیٹھی ہوئی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے بشارتیں سنائی ہیں، قرآن کو پڑھنے، قرآن کو اپنانے، قرآن کے عمل پر آنے کی جو خبریں دی ہیں اس کو آج کا مسلمان سنی کو ان سنی کر رہا ہے، پڑھے کو ان پڑھے کی طرح گزار رہا ہے، نظرانداز کر رہا ہے معلوم ہوا کہ اسے یقین نہیں رہا حالاں کہ ہمارے مالک کی شان ''**لَایُخْلِفُ الْمِیْعَادَ**'' ہے، وہ ''**اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ**'' ہے، بھلا وہ جھوٹ بولے گا بھلا وہ کہہ کر مکر جائے گا، کیا اس کی خبریں جھوٹی ہیں؟ آج مسلمانوں کو ایک جھوٹے انسان سے زیادہ اپنے مالک پر اعتماد نہیں رہا اگر انسان قسم کھا کر کوئی بات کہتا ہے اگرچہ وہ جھوٹا ہی سہی لوگ اس کی بات مان لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن میں قسمیں کھا رہا ہے، قسمیں کھا کر بندوں کو سمجھا رہا ہے، مالک ہو کر قسم کھا رہا ہے لیکن

یہ محتاج اور بندہ ہوکر اس کی قسم پر اعتبار نہ کرے اس سے زیادہ ہمارے لیے کیا خرابی ہوسکتی ہے؟ ہمیں اس کی قسم پر یقین نہیں رہا اس کی باتوں کو نظر انداز کرنے کی برائی لگ گئی، ہمیں ان برائیوں کو دور کرنا چاہیے۔

حضرت محی السنہ کا ارشاد:

میں کہا کرتا ہوں کہ ہم اپنی مصیبت کے خود ذمہ دار ہیں ہمارے حضرت مولانا شاہ ہردوئی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ آج تمام مساجد میں دعائیں ہورہی ہیں حرمین میں امام حرم چیخ چیخ کر دعا کررہے ہیں مسلمانوں کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں، حضرت نے فرمایا غلطی کوئی کررہا ہے اور دعا کوئی مانگ رہا ہے مسلمانوں کی اکثریت جو شراب وکباب میں پڑی ہے غفلت میں پڑی ہے، یہود ونصاریٰ کے طریق کو بڑے فخر سے اپنا رہی ہے، ان کو خیال بھی نہیں آتا کہ ہم کوئی گناہ کررہے ہیں، غلطی کوئی کرے معافی کوئی مانگے تو معافی نہیں ہوتی، معافی جب ہوتی ہے کہ جب خطا واروں کو غلطی کا احساس ہو، اور فرمایا کہ یہ ہماری لائی ہوئی اور کمائی ہوئی مصیبت ہے، آڈر کا مال ہے اگر آپ دوکان کے لیے آڈر دیتے ہیں تو یقیناً وہ مال آئے گا ایسے ہی مسلمان مصیبتوں کو بلا رہا ہے اگر ہم اپنے حالات کو نہیں بدلیں گے تو حالات پر حالات آتے رہیں گے، ظفر علی خان نے اسی کو کہا ہے، شعر؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

جس کو اپنی حالت کے بدلنے کا، درست کرنے کا خیال نہ آئے اللہ کی رحمت تو برستی رہے گی جیسے بارش پہاڑ پر ہو اور بہہ کر نالے میں چلی جائے ایسے ہی رحمت برستی رہیگی اور ہمیں فائدہ حاصل نہیں ہوگا، ہم کو اس کو لینے کا خیال نہیں اس کو اٹھانے کا خیال نہیں، اس کو پکڑنے کا خیال نہیں تو یقیناً نفع نہیں مل سکتا۔

ہر امتی کو قرآن کی عظمت ومحبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے:

آج مسلمانوں کے دلوں سے کتاب اللہ کی عظمت ومحبت نکل گئی، ضرورت ہے کہ ہر ہر فرد اس کی عظمت ومحبت کو اپنے دلوں میں پیدا کرے، قرآن کریم کا صحیح پڑھنا ایک فریضہ ہے ناظرہ صحیح پڑھنا فرض ہے، حافظہ ایک فضیلت کی چیز ہے ماشاء اللہ ان بچوں نے قرآن حفظ کیا ایک فضیلت کی چیز حاصل کی یہ جذبہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونا چاہیے، کسی بھی طریقے سے قرآن سے رشتہ کمزور نہیں ہونا چاہیے، نہ پڑھنے میں کمزور ہو، نہ سمجھنے میں کمزور ہو، نہ اعمال میں کمزور ہو اور جب اس کا رشتہ قرآن سے مضبوط ہو جائے گا، حدیث میں صاف فرمایا گیا روایت میں آتا ہے کہ ''اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ أَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ'' (ابن ماجہ:ص۲۰) یہی کتاب مسلمانوں کو ترقی دینے کے لیے اس کو اٹھانے کے لیے اقوام عالم کو سربلندی پر پہنچانے کے لیے کافی ہے شرط ہے اس کا رشتہ مضبوط رہے تو پھر اس کو ترقی سے کوئی روک نہیں سکتا، سب کچھ حاصل کرنے کے بعد اگر قرآن سے رشتہ نہیں جڑا ہے تو اس کو اوندھے منہ گرنے سے بھی کوئی بچا نہیں سکتا، اس لیے بہت خیال رکھنا ''تَعَاھَدُوا الْقُرْآنَ'' اس سے بہت ہی ہوشیار اور چوکنا رہنا اس سے تازہ تازہ معاہدہ کرتے رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلت سے تمہارے سینوں سے نکل جائے جیسے اونٹ رسی ڈھیلی ہوتے ہی فرار ہو جاتا ہے اگر تمہارا رشتہ قرآن سے حفظ کا ہے تو اس کو خوب پڑھتے رہو اگر ناظرہ کا ہے تو اس کی تلاوت کرتے رہو ورنہ بھول جائیگا اور حافظ کے لیے تو کہا جاتا ہے کہ جب حافظ پابندی سے دس سال تک تلاوت کرتا ہے تب جا کر قرآن اس کے سینے میں متمکن ہوتا ہے اس قرآن کو یاد کر لینا کافی نہیں اس کے رشتے کو بہت ہی مضبوط کرنا ضروری ہے، اس کے تعلق کو خوب بڑھاتے رہنا خوب بڑھاتے رہنا تب اس کا نفع حاصل ہوگا اللہ ہمیں توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین) وماعلینا الّا البلاغ

مجلس نمبر (۴)

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

اعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. ''اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْآنَ. خَلَقَ الإِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ''صدق اللّٰہ العظیم.

کتاب اللہ کعبۃ اللہ سے افضل ہے:

میرے محترم بزرگواور دوستو! قرآن وسنت سے بات ثابت شدہ ہے کہ اس کائنات میں اس وقت مسلمانوں کے پاس سب سے قیمتی چیز کتاب اللہ ہے، اس سے زیادہ قیمتی کوئی شئ نہیں، تمام مساجد سے مسجد نبویؐ اور کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ قیمتی مسلمانوں کے ہر گھر میں موجود قرآن کریم ہے حتی کہ علماء ایک بحث لکھتے ہیں کہ نبی افضل یا قرآن؟ اس کا جواب لکھا اور دیا جاتا ہے کہ جب نبی دنیا میں موجود ہوں تو نبی افضل ہوتے ہیں اور وہ مسئلہ بھی بالکل صاف ہوگیا کہ نبی علیہ السلام اس دنیا سے پردہ فرما چکے یہ بحث بھی ختم ہوچکی۔

اب اتفاقاً اور اجماعاً ایک ہی بات ہے کہ مسلمانوں کا سب سے قیمتی سرمایہ قرآن کریم ہے، اس بات کے ثابت ہوجانے کے بعد مسلمان کا اس قیمتی سرمایہ کے ساتھ تعلق اور معاملہ کیسا ہے؟ سونے چاندی کی حفاظت کیسے کرتا ہے؟ دنیا کے ساتھ اس کا برتاؤ، تجارت کے ساتھ اس کا معاملہ، نوکری اور ملازمت کی اہمیت کیسی ہے؟ اور قرآن جیسے قیمتی سرمائے کی حفاظت، اس کے ساتھ برتاؤ اس کے ساتھ معاملہ اور اس کی اہمیت وعظمت کیسی ہے؟

آج ہمارا تعلق قرآن سے کیسا ہے؟

ہمارا تعلق قرآن سے سوتیلے پن جیسا ہے اور یہ ساری چیزیں بالکل سب پر واضح اور کھلی ہوئی ہیں، سونے چاندی کی حفاظت کے لیے کیسے قیمتی بکس بنوائے جاتے ہیں، ہیرے جواہرات رکھنے کے لیے کیسے کیس بنوائے جاتے ہیں، انسان جس چیز کی اہمیت اور عظمت دل میں رکھتا ہے اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے یہ تو خود غور وفکر کرنے کی بات ہے، سال میں کہیں عرس کی طرح زیارت کرلیا، کبھی شب برأت میں پڑھ لیا، کبھی کسی کے مرنے کے وقت قرآن کے الفاظ دھرا لیے کچھ سورتیں پڑھ لیں، یہ چند رسمی تعلقات کے علاوہ کیا ہے؟ اس سے زیادہ خراب تعلق قرآن کے ساتھ ہمارا کیا ہوسکتا ہے؟

حضرت محی السنہؒ کی قرآن کے سلسلے میں خاص توجہ:

ہمارے حضرت والا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی ہردوئی قدس سرہٗ قرآن کے سلسلے میں بہت توجہ دلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے لباس کی ہر وقت فکر کرنے والو ذرا دیکھو قرآن پر جزدان، غلاف چڑھا ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیسا ہے؟ اس کو کتنے دنوں میں دھلتے ہو؟ قرآن پاک کی جلدیں ٹوٹ گئی ہیں تمہارا اس کے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟ کسی کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس کے لیے کتنی جلدی افاقہ کی کوشش کرتا ہے، بڑے بزرگوں اور اپنے محترم کے ساتھ کیسا اہتمام کرتا ہے؟ اور قرآن کے ساتھ کیسا اہتمام ہے؟ قرآن کی جلدوں کی فکر نہیں! غلاف اور جزدان کی فکر نہیں! رحل کی فکر نہیں! ٹوٹی ہے تو اسی طرح استعمال ہورہی ہے، یہ سب ہمارے سوتیلے پن کا ظہور اور مظاہرہ ہے، یہ سب چیزیں پکار کر بتلا رہی ہیں کہ اس کے ساتھ ہمارا تعلق نہایت کمزور ہے۔

رحمٰن کا کلام اس کی رحمت کے صدقے میں ملا:

میں نے شروع میں جو آیت پڑھی ہے وہ سورۂ رحمٰن کی ابتدائی آیت ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ اے انسانو اللہ کی رحمت اور رحمٰن کی مہربانی تھی کہ تم کو اس نے قرآن سکھلا دیا ورنہ حق تو یہ تھا کہ نہ تم قرآن سیکھ سکتے اور نہ بول سکتے تھے، اس لیے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، قرآن اللہ کی بولی ہے، خالق کی بولی مخلوق کیسے بول سکتی ہے، ایک جانور کی بولی ایک چڑیا کی بولی بولنے میں کیسی دشواری ہوتی ہے، ایک جانور کو انسان کی بولی بولنے میں کیسی تکلیف ہوتی ہے، طوطا کو دو ایک جملے رٹائے جاتے ہیں تو طوطا اور مینا بولتا ہے ''میاں مٹھو'' تو آپ خوش ہوتے ہیں اور کہیں آپ سنیں کہ کتا انسان کی بولی بول رہا ہے، بھیڑیا انسان کی بولی بول رہا ہے تو انسان کے لیے تعجب کی چیز ہوتی ہے، چناں چہ احادیث مبارکہ میں ایک بھیڑیئے کا واقعہ جس نے نبی کریم ﷺ کی گواہی دی تھی نقل ہے، بھیڑیا کوئی جانور شکار کر کے بھاگا جا رہا تھا، لوگوں نے بھیڑیئے سے جانور چھڑا لیا بھیڑیا کہنے لگا میرا رزق میرے اللہ نے مجھ کو دیا تھا تم نے کیوں چھڑایا تم کو کیا پریشانی تھی لوگوں نے کہا ''هٰذَا ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ'' یہ بھیڑیا بول رہا ہے، بھیڑیئے نے برجستہ جواب دیا اس سے زیادہ تعجب کی بات تمہیں معلوم نہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ مدینے میں موجود ہیں، اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور لوگ ان کو ماننے کے لیے تیار نہیں، اس بات کے سننے کے بعد وہ شخص آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (بخاری شریف کتاب الانبیاء باب (بلا ترجمہ) بعد باب حدیث الغار: ۱/۴۹۴، الرقم: ۳۴۷۱)

معلوم کیا ہوا کہ ایک بھیڑیا کی زبان سے ایک انسان کی بولی نکل گئی، بہت حیرت کی بات ہے، ایک کتے اور بلی سے انسان کی بولی نکل جائے تو بڑے استعجاب کی بات ہے تو

ایک انسان کی زبان سے رحمٰن کی بولی نکلے تو تعجب کی بات نہیں ہوئی؟ اس تعجب کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔

خالق اور مخلوق، قادر اور عاجز کا کوئی جوڑ نہیں:

انسان اور حیوان تو بہت سی صفتوں میں ملتے جلتے ہیں بہت سی خصوصیات ملتی جلتی ہیں لیکن خالق اور مخلوق کا کوئی میل نہیں، کہاں خالق کہاں مخلوق کہاں وہ قادر کہاں یہ عاجز، کہاں وہ ساری نعمتوں سے مستغنی، کہاں یہ ساری نعمتوں کا محتاج، ان دونوں میں کیا جوڑ ہے لیکن اللہ کا کلام انسان کی زبان سے نکلتا ہے، اس سے بڑا دنیا میں کوئی کمال نہیں، یہ بات میں سنا تا رہتا ہوں کہ انسان کے اعمال اور افعال میں سب سے قیمتی چیز کلام کرنا ہے، شاید لوگ سمجھتے نہیں کسی نے ٹرکٹر بنادیا تو بہت بڑا کمال کردیا، کسی نے سائیکل بنادی تو سوچتے ہیں بڑا انجینئر ہے بڑا ماہر ہے لیکن انسان کے سارے اعضاء وجوارح سے صادر ہونے والے اعمال میں سب سے زیادہ قابل تعجب اور کمال کی چیز انسان کی زبان سے جاری ہونے والا کلام ہے، اس سے زیادہ مشکل الوجود کوئی عمل نہیں، لیکن چوں کہ لوگ سرسر بولتے رہتے ہیں سنتے رہتے ہیں، اس لیے کبھی خیال بھی نہیں جاتا کہ یہ کلام کتنی محنت سے نکلتا ہے، کتنی قیمت سے پیدا ہوتا ہے، کتنی صلاحیتوں کو چاہتا ہے، کتنی صلاحیتوں کے بعد یہ کلام انسان کی زبان سے نکلتا ہے، جب آپ فلسفہ پڑھیں گے تب سمجھ میں آئے گا اس کا فلسفہ کیا ہے؟ اس کی تھیوری کیا ہے؟ تب معلوم ہوگا کہ انسان بلا ہرے فکری کے بول لیتا ہے، آپ نے حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہوگا اور فضائل اعمال میں بھی یہ روایت ہے کہ جہاں مسلمان ذکر کرتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں وہاں فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں، بڑے تعجب سے اس کو دیکھتے ہیں کہ یہ انسان عاجز، کمزور، ناپاک اس کی زبان سے رحمٰن کا کلام نکل رہا ہے اس کو عجوبہ سمجھکر زمین

سے آسمان تک فرشتے اس کی گھیرا بندی کر لیتے ہیں اس کا راز کیا ہے؟ اس کا راز یہی ہے کہ انسان کے منہ سے رحمٰن کی بولی نکل رہی ہے۔

قرآن کی عظمت کا واقعہ:

حکیم الامت حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے ایک واقعہ لکھا ہے جس سے قرآن کی عظمت کا پتہ چلتا ہے، واقعہ بہت پہلے کا ہے، اب تو ترقی کا زمانہ ہے ہندوستان سے کسی دیہات کا رہنے والا حج کو گیا وہاں سے واپسی پر لوگوں نے اس سے پوچھا عرب کے لوگ کیسے ہیں اس نے کہا بھیّا وہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں لوگوں نے پوچھا کیوں؟ وہ کہنے لگا وہ جب بولتے ہیں قرآن ہی بولتے ہیں اس کے دل میں قرآن کی ایک عظمت تھی اس لیے ان کی اچھائی اور برائی کے لیے اس نے یہی چیز کافی سمجھی کہ ان کی زبان سے اللہ کا کلام ہی ہر وقت نکلتا ہے۔

آج ہمارے دلوں سے قرآن کی عظمت نکل گئی، کبھی ہم نے ایسے قیمتی سرمایہ کو پڑھنا بھی سیکھا؟ کیا ہم قرآن صحیح پڑھ سکتے ہیں؟ کیا ہم نے قرآن کو سمجھنا سیکھا؟ قرآن ہم سے کیا کہہ رہا ہے؟ کوئی ہندی، انگریزی کا رسالہ آ گیا تو ہمیں بہت جذبہ پیدا ہوجاتا ہے کہ یہ انگریزی زبان ہم سے کیا کہہ رہی ہے؟ اور یہ انگریز ہم سے کیا کہہ رہا ہے؟ ہم بھی جان لیتے، ہندی اور سنسکرت بولنے والا جب بولتا ہے تو آپ کو جوش اٹھتا ہے آپ کا یہ جوش اور جذبہ ٹھیک ہے لیکن کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟ ہم سے کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم بندے ہیں محتاج ہیں مالک کے کلام کو ہمیں سمجھنا چاہیے چلو سمجھنے کی صلاحیت نہیں تو سمجھنے والے سے کبھی سننے کا خیال پیدا ہوا؟ سمجھنے والے سے پوچھ کر کہ اللہ میاں ہم سے کیا چاہ رہے ہیں اس کا خیال اور جذبہ دل میں اٹھا؟ کس قدر

ہمارا تعلق گھٹتا جارہا ہے۔

قرآن کا صحیح پڑھنا ہر مسلمان پر فرض علی العین ہے:

قرآن کے ساتھ ہمارے تعلق کی کمزوری کھلی ہوئی ہے، قرآن کھونٹی پرٹنگا ہوا ہے، الماری میں رکھا ہوا ہے، ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں اس سے شادی بیاہ میں نہین پوچھتے اپنی تجارت، زراعت، ملازمت میں اس سے نہیں پوچھتے، اپنی زندگی گزارنے میں نہیں پوچھتے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے کچھ کہہ رہے ہیں اس کو پڑھ کر سمجھنے کا اور سمجھ کر عمل کرنے کا ہمارے اندر داعیہ ہی نہیں پیدا ہورہا ہے جب کہ حضرت تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قرآن کا صحیح پڑھنا ہر بوڑھے جوان، بچے مسلمان پر فرض ہے، خواہ وہ دیہاتی ہو یا شہری ہو، کسی ملک کا ہو قرآن کا صحیح پڑھنا فرض علی العین ہے، صحیح پڑھنے کی فکر اگر پیدا ہوجائے تو صرف ایک مہینے میں اس کو صحیح پڑھنا آجائے (الحمد للہ حضرت والاؒ کی توجہ سے ہمارے یہاں تصحیح قرآن کریم کا تمام عمر کے افراد کا نظم ہے، اللہ جسے توفیق دے اس فریضے کی ادائیگی بسہولت ادا کرسکتا ہے: از مرتب) آپ حضرات دیکھتے ہیں اعلان آیا کہ تین مہینے میں انگریزی بولنا سیکھئے تو سب لوگ داخلہ لینا شروع کردیتے ہیں اور پیشگی فیس بھی جمع کرتے ہیں اور سیکھنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ ایک مہینے میں قرآن صحیح ہوجائے گا لاؤ ایک مہینہ قرآن صحیح کرنے کے لیے نکال لیں، اگر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ میرے کلام کو تم نے پڑھنا بھی نہیں سیکھا، میری زبان بولنے کا بھی خیال نہیں آیا، میری زبان سمجھنے کا بھی خیال نہیں آیا، کیسے تم چاہنے والے تھے ایک محبوب کا خط اگر تمہارے سرہانے رکھا ہو پوری زندگی گزرجائے اور اس کو پڑھنے کی نوبت نہ آئے اس کو سمجھنے کی نوبت نہ آئے، خط جس زبان میں ہے اس زبان والے سے رجوع کرکے اس کی بات سننے

کا داعیہ نہ پیدا ہو یہ کیسا تعلق والا ہے؟ کیسی محبت والا ہے؟

خالق کا مکتوب مخلوق کے نام:

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ کتاب اللہ کے معنی ہی آتے ہیں اللہ کا خط، کتاب اللہ بمعنی مکتوب اللہ کے ہیں، اللہ کا خط بنام مخلوق آیا ہے، مخلوق اور چاہنے والے کو خیال بھی نہیں آیا کہ خالق اس مکتوب میں ہم سے کیا کہہ رہے ہیں؟ جب کہ اللہ نے اپنے اس مکتوب یعنی کلام کے بھیجنے کے لیے کیسا انتظام فرمایا سب سے طاقتور فرشتہ جو جبرئیل ہیں سارے فرشتوں کے سردار ہیں ان کی طاقت کا حال یہ ہے کہ چھ سو پر پرواز رکھتے ہیں، ایک پر میں اتنی طاقت ہے کہ ساتوں زمین اور آسمان کو اٹھا کر جس میں امریکہ، روس، چین سب چیں چیں کرنے لگیں اور روئی کی طرح اڑنے لگیں ان کو اس طرح اٹھا کر جھٹک دیں جس طرح والی بال جھٹکا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذمے بہت کام لگائے ہیں کچھ فرشتے ایسے ہیں جو آسمان کو سروں پر اٹھاتے ہیں، کچھ فرشتے رکوع اور سجدے میں لگے ہوئے ہیں، کچھ فرشتے عرش کو اٹھانے والے ہیں، انھیں حاملین عرش کہا جاتا ہے، کچھ فرشتے زمین کو اٹھائے ہوتے ہیں، کتنا بڑا کام ہے لیکن اسمیں وہ طاقت کی ضرورت نہیں تھی جو جبرئیل کو دی گئی ملائکہ میں سب سے طاقتور جبرئیل امین ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام اپنا خط پہنچانے کے لیے جبرئیل کو منتخب کیا اتنے طاقتور ہیں کہ درمیان میں کوئی مقابل نہیں آسکتا کوئی پتہ نہیں لگا سکتا دنیا کے سارے طاغوتی نظام پتہ نہیں لگا سکتے، کسی کی ہمت نہیں کہ جبرئیل کو روک کر چک کرلے، جبرئیل کی قوت کو کوئی سنبھال سکے، اتنے طاقتور ہیں کہ ساری چیزوں کو چھلانگتے پھلانگتے اللہ کے پیغام کو اس کے رسول تک پہنچا کر آجاتے ہیں۔

کلام اللہ کی طاقت کا اندازہ انسان نہیں لگا سکتا:

کلام اللہ میں کتنی طاقت ہے اس کا اندازہ کسی انسان کے بس کا نہیں کچھ اس کی قوت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ سب سے طاقتور فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کلام کے لانے کے لیے متعین کیے گئے اور آپ کے لیے شاید یہ بات اور تعجب کی ہو کہ جب اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں تو جبرئیل سمیت سب فرشتے غش کھا کر گر جاتے ہیں، بے ہوش ہو جاتے ہیں، کسی کو پتہ نہیں ہوتا کہ کیا ہوا؟ جیسے پرندے گرتے ہیں سارے کے سارے سر زمین پر رگڑ کر گر پڑتے ہیں اور انھیں پتہ نہیں چلتا جب سر اٹھاتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے کیا آڈر جاری فرمایا اس لیے کہ وہ اتنا بڑا مالک ہے کہ ایک کلمہ کن سے سارے نظام کو درہم برہم کردے، اس نے لفظ کن کہہ دیا تو زمین، آسمان اور اس کے مابین کی ساری چیزیں ختم ''إذا اراد شیئاً أن یقول له کن فیکون '' وہ ایسا مالک ہے کہ سکنڈوں میں کسی کو کہاں پہنچاتا ہے کسی کو کہاں سے گراتا ہے، سکنڈوں میں انسان کو بام عروج تک پہنچاتا ہے، لمحوں میں ثریا سے لاکر زمین پر پٹک دیتا ہے ایسے مالک کا کلام شروع ہو فرشتے سوچتے ہیں کہ نہ جانے کیا آڈر ہو جائے قیامت برپا ہو جائے کسی کے متعلق کیا فیصلہ ہو جائے، خود نبی کریم ﷺ کے لیے آتا ہے کہ آپ گھر میں اندر باہر آتے جاتے پریشانی سی محسوس ہوتی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پوچھتی ہیں کہ کیا بات ہے؟ فرماتے کہ تم دیکھتی نہیں ہو بادل آرہا ہے، کہیں کچھ ہو جائے کتنے بڑے مالک کا آڈر ہے نہ جانے کیا حکم ہو جائے دنیا میں کسی نے اللہ کی نافرمانی کی ہو اور اللہ کو جلال آجائے اور حکم کردے کہ دنیا کو ختم کردو آگ برسادو اس سے کون پوچھنے والا ہے نبی کریم ﷺ بالکل پریشان ہو جاتے تھے، اور یہ نبی کی معرفت تھی، نبی اللہ کی شان کو پہچاننے والے تھے، آپ جب نہیں پہچانتے تو چاہے

جاڑا آئے چاہے گرمی آئے چاہے طوفان گزرے چاہے زلزلہ آئے ایسے ہی پڑے ہیں، نہ نماز کی فکر نہ اپنی زندگی سدھارنے کی فکر نہ صراط مستقیم پر آنے کی فکر، سن لیا ۲ر لاکھ آدمی ہیتھی میں مرگئے کہا چلو کھیتی ختم ہوگئی، آپ کو خیال آیا کہیں یہاں بھی کھیتی نہ الٹ دیں کبھی خیال آتا ہے؟ آپ کو اللہ کی قدرت کا کچھ پتہ ہے ہی نہیں۔

محبوب کا خط محبوب کے صدقے میں ہر امتی کو مل گیا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''الرحمٰن علم القرآن '' کہ رحمت والا مالک ہے اس نے اپنی رحمت کے صدقے میں تمہیں قرآن سکھایا ورنہ حق تو یہ تھا کہ نہ تو تم قرآن سیکھ سکتے ، نہ قرآن پڑھ سکتے، نہ قرآن بول سکتے، نہ قرآن سے نفع اٹھا سکتے تھے اللہ کی رحمت تھی محمد ﷺ کا صدقہ تھا اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے میں اتنا بڑا خط جو محبوب کو دیا تھا محبوب کی محبت کی تکمیل کے لیے دیا تھا، سارا کا سارا خط ہر ہر مسلمان کو غریب سے غریب تر کے ہاتھ میں، دیہات کے رہنے والوں کے ہاتھ میں، ہر کونے کنارے رہنے والے کے ہاتھ میں پہنچا ہوا ہے، دنیا کی سب سے قیمتی چیز اور سب کو حاصل، سب سے قیمتی چیز سب کے پاس موجود، سب سے قیمتی چیز اور ساری دنیا کو اللہ کی طرف سے ہواؤں، فضاؤں کی طرح نور کی روشنی کے ساتھ سپلائی ہے، لیکن اس کی اہمیت وعظمت سے دور ہوتا جا رہا ہے اس کو شناخت نہیں اس کو ہر زبان آتی ہے، قرآن پڑھنے کا ڈھنگ نہیں کیوں؟ اس لیے کہ اس کی عظمت دل میں پیدا نہیں ہوتی اس کو سیکھا نہیں، جیسا تیسا کسی نے سکھا دیا ویسے ہی بول رہا ہے، بس!!!

اللہ تعالیٰ نے اپنی شان سے نزول فرما کر بندوں کے لحاظ سے کلام فرمایا:

معلوم ہوا کہ انسان کا سب سے بڑا کمال قرآن کا پڑھنا ہے اس کی مزید وضاحت

کے لیے کافی وقت کی ضرورت ہے، مضمون بھی مشکل ہے، ہر ایک سمجھ بھی نہیں سکتا، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مخلوق کی رعایت کر کے بہت نیچے اتر کر کلام فرمایا ہے، بندوں کے لحاظ سے بہت سہل کلام فرمایا ہے اگر اللہ کی شایان شان کلام ہوتا تو کسی کو پتہ نہیں چلتا، سر سے اڑ جاتا دماغ فیل ہو جاتا، مولانا نے آگے بہت عجیب مثال دی فرمایا کہ بڑے لوگ جب بچوں کو سکھلاتے ہیں تو کہتے ہیں ''لُو تی لے لُو'' بچوں کی تتلی زبان میں بڑا بولتا ہے، کیوں بولتا ہے؟

فرمایا کہ اس کو زبان پکڑانے کے لیے سکھلانے کے لیے بچوں کی رعایت کر کے اس کی تتلی زبان میں بات کرتا ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس کلام میں اس قدر نزول فرمایا، اس قدر نزول فرمایا کہ ایک دیہاتی بھی اللہ کے کلام کو پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے، لیکن بھائی:......ع

تو ہی اگر نہ چاہے بہانے ہزار ہیں

کہتے ہیں کہ ہمیں کہاں موقع ہے ہم یہ کام کرتے ہیں وہ کام کرتے ہیں، قرآن کیسے سیکھیں فرصت نہیں!

جس نے قرآن نہیں سیکھا گویا وہ دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا:

یاد رکھیے قرآن نے آگے بہت عجیب بات کہی ہے فرمایا ''اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ'' اس میں علماء عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پڑھنے کا تذکرہ پہلے فرمایا اس کے بعد انسان کے پیدا ہونے کا تذکرہ فرمایا اسمیں اشارہ ملتا ہے کہ اگر کسی نے قرآن نہیں پڑھا، گویا کہ وہ دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا، آیا ہی نہیں، اگر دنیا میں آ کر اس نے قرآن نہیں سیکھا گویا اس نے کچھ بھی نہیں سیکھا سب ضائع کر دیا، سب سے قیمتی

چیز ہی اگر اس کو حاصل نہیں ہوئی تو کیا حاصل ہوا؟ کچھ ملا؟ کچھ نہیں ملا بھائی اللہ تعالیٰ نے کتنی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے اس کی قدر کرنے کی ضرورت ہے اس کی اہمیت دل میں بیٹھانے کی ضرورت ہے اس کی حفاظت کی ضرورت ہے، ابھی جو بچے حافظ ہوئے ہیں اس کو باقی رکھنے کے لیے دس دس بیس بیس سال رٹنے کی ضرورت ہے تب جا کر اللہ کا کلام زبان پر کچھ مانوس ہوگا ورنہ چڑھتا ہے اتر جاتا ہے اِدھر چڑھا اُدھر اترا، دیکھا دیکھ کر ایک پارہ سنایا، ادھر ناغہ ہوا چلا گیا۔

قرآن سے مانوس ہونے کے لیے کہا جاتا ہے جب حافظ قرآن خوب یاد کرلے اور کثرت سے تلاوت کرتا رہے ایک دو روز نہیں مہینہ دو مہینہ نہیں بلکہ دس دس سال پابندی سے تلاوت کرتا ہے تب جا کر قرآن زبان پڑ چڑھے گا اور اس کے الفاظ مانوس ہوں گے ورنہ قرآن نامانوس ہی رہے گا اور اسی طرح چلا جائے گا، قرآن کے ختم پر ایک دعا پڑھی جاتی ہے ''اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ'' اے اللہ اس قرآن کو مانوس بنا دیجیے اگر اس سے دوستی زندگی میں کیئے رہو گے تو اس کی دوستی قبر میں کام آئے گی اگر تمہارا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں، کوئی جان پہچان نہیں، جیسے ایک آدمی ٹرین میں جا رہا ہے اس میں سو آدمی بیٹھے ہیں بالکل بیکار ہیں کوئی انس نہیں مل رہا ہے اسی میں ایک آدمی جان پہچان والا مل گیا، دوست مل گیا تو تین تین دن ہفتے بھر کا سفر کتنی آسانی سے کٹ جاتا ہے، کہتے ہیں بڑا اچھا سفر کٹ گیا آپ کے ملنے کی وجہ سے کیوں؟ اس لیے کہ پہلے سے جان پہچان اور تعلق تھا اسی طریقے سے اگر قرآن سے پہلے سے دوستی قائم ہوگی تب اس کی دوستی کا فائدہ آپ کو ملے گا تب انسیت حاصل ہوگی، پتہ چلا یہاں اعوذ باللہ۔ بسم اللہ صحیح نہیں تھی تو قرآن کا فیض کیسے پہنچ جائے گا؟ نہیں پہنچے گا، اس کے لیے ضرورت ہے کہ مسلمان کا ہر ہر فرد خواہ وہ بوڑھا ہو، بچہ ہو، جوان ہو، تاجر ہو، غریب ہو امیر ہو، دیہاتی ہو شہری ہو، اس کا تعلق قوی تر رہنا چاہیے۔

جس سے تعلق قوی ہوتا ہے وہ چھوٹتا نہیں:

ہر ایک کو کوشش کے ساتھ دعا کرنا چاہیے کہ ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کے ساتھ قوی تعلق حاصل ہوجائے ایسا کمزور تعلق نہ ہو کہ کوئی جھٹکا لگے قرآن سے تعلق چھوٹ جائے کوئی موقع آئے قرآن پیچھے، جس سے تعلق کمزور ہوتا ہے چھوٹ جاتا ہے، جس کا تعلق قوی ہوتا ہے وہ چھوٹتا نہیں مرتے مرتے پکڑے رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا'' (آل عمران:۱۰۳) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو تاکہ دنیا میں کتنا ہی اونچ نیچ اور اتار چڑھاؤ آئے سب کچھ تم سے چھوٹ جائے، لیکن قرآن تم سے نہ روٹھے اور نہ چھوٹے اور تمہاری زندگی میں تم سے وابستہ رہے، لیکن آج سب سے پہلے قرآن چلا جاتا ہے جھٹکا لگتا ہے تو سب سے پہلے دین چھوٹتا ہے نماز چھوٹتی ہے، تلاوت چھوٹتی ہے، مصیبت میں آگئے سب سے پہلے اچھے کام چھوٹتے ہیں کیوں؟ تعلق بڑا کمزور ہے ''نزلہ برعضوضعیف'' کمزور اور ضعیف عضو پر نزلہ گرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم سے مضبوط تعلق نصیب فرمائے۔ (آمین)

....

یہ جانتا ہوں کہ کچھ نہیں ہے متاع علم و کمال میری
مگر یہ ہے تیری دسترس میں خذف کو موتی کو رنگ دیدے
عروج آئے وہ پستیوں پر بلندیاں عرق عرق ہوں
خزاں کی ویران وسعتوں کو بہار کا جلترنگ دیدے

(عامر عثمانیؒ)

مجلس نمبر (۵)

الحمدللہ نحمدہ، ونستعینہ، الخ. اعوذباللہ من الشیطان الرجیم .بسم اللہ الرحمن الرحیم. الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین. صدق اللہ مولانا العظیم.

قرآن کریم سرچشمۂ حیات ہے:

میرے محترم بزرگو، دوستواور عزیز طلبہ! ابھی آپ حضرات کے سامنے تقریباً دس بچوں نے قرآن کریم حفظ مکمل کیا جو مدرسہ کے شعبہ حفظ کے طالب علم تھے اور ایک بچہ جو تکمیل ہی کی غرض سے رات میں لکھیم پور کھیری سے آیا کل گیارہ بچوں نے حفظ مکمل کیا، اللہ تعالیٰ ان بچوں کو علم نافع اور عمل صالح عطا فرمائے اور ان کے گھر والوں کو قرآن سے پورا پورا حصہ عطا فرمائے، قرآن کریم کی تلاوت کی سنت ترتیب ایک یہ بھی ہے کہ جب قرآن پورا کیا جائے تو پھر اسے شروع کیا جائے سورۂ ناس پر اختتام ہو تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھ کر قرآن پورا کرلے تا کہ یہ ذہن نہ بننے پائے کہ قرآن سے فارغ ہوگئے یا قرآن ہم نے پڑھ لیا، قرآن کسی لمحہ چھوڑنے والی چیز نہیں ہے، اس لیے مؤمن جس قدر قرآن کریم سے قریب ہوگا اور جتنا اس سے متعلق ہوگا ، جتنا قرآن سے جڑا ہوگا، اسی قدر اسے روح کی توانائی اور طاقت نصیب ہوگی، قرآن سرچشمہ حیات ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کو انسان کی حیات وہ بھی حیات دائمی کا ذریعہ بنایا۔

تلاوت کی کثرت روح کی طاقت کا ذریعہ ہے:

اس لیے قرآن کے ذریعہ روح کو زندہ رکھنے کے لیے کم از کم عقیدے اور خیال ہی کا تعلق ضروری ہے اس قرآن سے مؤمن کا دل جڑا ہو کچھ نہ سمجھ سکے کچھ نہ جان سکے یہ تو جان لے کہ یہ کتاب برحق ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس میں نازل فرمایا ہے یہ صحیح ہے اور ہماری دنیا وآخرت کی بھلائی کی ضمانت اس کتاب میں موجود ہے اس لیے کہ اس کے بغیر ایمان کی ابتداء نہیں ہوتی تو قرآن کو صحیح ماننا اور اپنے ذہن ودماغ سے قرآن سے جڑا ہونا یہ ایمان کی ابتداء ہے اب اس میں جتنی ترقی ہوگی تلاوت کی کثرت روح کی طاقت کا باعث ہے قرآن کے احکامات کی تکمیل انسان کو اس دنیا اور اس کے مابعد آنے والے سارے منازل میں برزخ میں، محشر میں، پل صراط پر پھر جنت میں ہر جگہ اس کے لیے رہنمائی اور روشنی فراہم کرے گی اسلیے قرآن کو نور بھی کہا گیا ہے ''اَلْقُرآنُ نُوْرٌ '' قرآن ایک نور ہے، ایک روشنی ہے یہاں بھی روشنی پہنچائیگا اور جنت میں ضرور پہنچائے گا۔

امت کا ایک اہم فریضہ:

قرآن کریم کے الفاظ کی ادائیگی پر ہی اجر ملنے لگتا ہے، اس کے خیال اور عقیدے سے ہی اللہ سے قریب ہونے لگتا ہے، اس کو صحیح ماننے پر ہی اس کا فائدہ شروع ہو جاتا ہے، یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا تھا آپ علیہ السلام کے واسطے سے امت کو یہ فریضہ ملا جس کو امت کی ایک بہت بڑی جماعت اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے اس فریضہ کی ادائیگی میں مصروف ہے، قرآن کے لب ولہجہ میں کہیں کمی نہ آئے، قرآن کے الفاظ کی ادائیگی میں کہیں کسی طرح کی کمی نہ آئے، قرآن کے الفاظ کی صحت کہیں مخدوش نہ ہو،

قرآن کی ہر ہر چیز کی حفاظت ضروری ہے جس قدر مسلمان اس سے جڑے گا اسی قدر مسلمان کی ترقی کا ذریعہ بنے گا۔

قرآن کے ہر ہر حرف پر دس نیکی کا وعدہ ہے:

حدیث شریف میں آتا ہے ''مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا'' (ترمذی شریف کتاب فضائل القرآن، باب من قرأ حرفاً من القرآن: ۲/۱۱۹) جس شخص نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا تو اس کے لیے ایک نیکی اور ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے، یعنی قرآن کریم کی تلاوت کے ہر حرف پر دس نیکی ملتی ہے، اس امت کو اپنے محبوب نبی کے صدقے میں اللہ تعالیٰ ہر نیکی دس گنا اضافہ کے ساتھ دیتے ہیں پھر فرماتے ہیں ''لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ'' میں نہیں کہتا کہ ''الٓمّٓ'' ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے، اگر کسی نے ''الٓمّٓ'' پڑھ لیا تو یقیناً اسے تیس نیکیاں مل گئیں، آپ اندازہ لگایئے الم کا مطلب کوئی نہیں سمجھ سکتا اور کوئی یقینی مطلب بتلائے تو وہ دین میں اضافہ ہوگا کسی کے لیے یہ جائز نہیں کسی بڑے سے بڑے عالم کے لیے گنجائش نہیں کہ وہ ''الٓمّٓ'' یا اس جیسے حروف مقطعات کی یقینی تشریح کردے، اسرار ورموز کے انداز میں بیان کرنے کی تھوڑی سی گنجائش دی گئی ہے لیکن اس کا یقینی مطلب نہ سمجھنے کے باوجود بھی قرآن کی برکت اس قدر وسیع ہے کہ اس کے الفاظ پر بھی اجر ملنے لگتا ہے بلا سمجھے پڑھنے پر بھی اجر ملنے لگتا ہے۔

الفاظِ قرآنی خود مقصود ہیں:

ایک عجمی قرآن کے الفاظ پڑھتا ہے جو کچھ نہیں جانتا کہ قرآن نے کیا کہا اور ہم

سے کیا مطالبہ کرتا ہے اس کو اجر ملتا ہے، اس کا راز یہ ہے کہ قرآن سے جڑنے والا ہر انسان اپنی حیات اور دائمی حیات کا سامان اکٹھا کرتا ہے اس کو اسی سے فائدہ پہنچنا شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ کا عجیب استدلال:

حضرت حکیم الامت نے ایک بہت عجیب مسئلہ بیان فرمایا کہ امت کا ایک بہت بڑا طبقہ کہنے لگا کہ قرآن کو رٹنے سے کوئی فائدہ نہیں، قرآن کے الفاظ دہرانے سے فائدہ نہیں، جب تک کہ اس کے علوم و معانی نہ سیکھے جائیں، اس کا فائدہ کیا ہوگا حضرت نے فرمایا کہ یہ بہت غلط بات ہے الفاظ قرآنی خود مقصود ہیں اسی لیے اس کے لیے ایک فن علم تجوید ایجاد کیا گیا ہے، لہٰذا فن تجوید کا حاصل کرنا اور قرآن کو صحیح پڑھنے کا علم سیکھنا خود امت پر الگ سے ایک فریضہ ہے الفاظ اگر خود مقصود نہ ہوتے تو اس کی ادائیگی کے لیے الگ قانون وضابطہ نہ دیا جاتا اسی سے معلوم ہوا کہ قرآن کے الفاظ اور دنیا کی دوسری کتابوں میں یہی بنیادی فرق ہے وہ الفاظ آپ کو یاد ہو جائیں چاہے جیسے، کہا جاتا ہے ''وَضَحَ الْمُرَادُ وَلَا اِیُرَادَ'' دیکھو جب کوئی مراد واضح ہو جائے تو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں، لیکن آپ نے قرآن میں کوئی لفظ بڑھا دیا، یا کوئی دوسرا حرف پڑھ دیا چھوٹی سین کی جگہ بڑی شین پڑھ دیا، یا فاش اور واضح غلطی ہوئی، اس کو لحن جلی کہتے ہیں، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ الفاظ قرآنی خود اہم مقاصد سے ہے۔

بہت سے قرآن پڑھنے والے پر قرآن لعنت بھیجتا ہے:

اللہ ربّ العزت نے قرآن کریم میں فرمایا ''وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا'' (المزمل:۴) قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو یعنی صاف صاف پڑھو ''مَنْ لَایُجَوِّدِ الْقُرْآنَ

فَھُوَ آثِمٌ ''جوقرآن کوتجوید کے ساتھ نہ پڑھے وہ قرآن میں ثواب نہیں پاسکتا،قرآن کے پڑھنے میں وہ گنہگار رہوگا،دوسری روایت میں آتا ہے''رُبَّ قَارِئٍ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُہ'' بہت قرآن پڑھنے والے قرآن پڑھتے ہیں لیکن قرآن ان پرلعنت بھیجتا ہے کہ تونے مجھے بغیر سیکھے ہوئے کیسے پڑھ دیا تونے میرے الفاظ کے حق حقوق ضائع کئے تونے میرے رب کے دئے ہوئے حقوق ضبط کرلیا اسلیے قرآن اپنے پڑھنے والے پرلعنت برساتا ہے آپ ہی بتلائیے جس کوقرآن اپنے پڑھنے والے پرلعنت برسائے اس کوقرآن سے کیا ملے گا،اسلیے حدیث پاک میں آتا ہے''اَلْقُرْآنُ حُجَّۃٌ لَکَ أَوْ عَلَیْکَ'' قرآن جیسے تمہارے حق میں نفع پہنچاتا ہے ایسے ہی تمہارے خلاف حجت بن سکتا ہے اگرتم نے اس کے حقوق ضائع کئے خواہ وہ حق الفاظ کی ادائیگی کا ہوخواہ وہ عمل کا ہو،اخلاق کا ہوقرآن کے علوم اعمال اخلاق یہ سب کے سب مقاصد دینیہ میں سے ہیں حتیٰ کہ اس کے الفاظ بھی مقاصد میں سے ہیں اگر اس کے الفاظ مسلمان صحیح پڑھنا نہ سیکھے تب بھی گنہگار رہوگا۔

قرآن کریم سراپا برکت ہی برکت ہے:

قرآن کریم کوالفاظ کی صحت کے ساتھ پڑھنا ایک فریضہ ہے اور اجر کا باعث ہے چوں کہ قرآن سرچشمۂ حیات ہے اس لیے اس کے ساتھ اگرکوئی عقیدے کا ہی تعلق رکھے یعنی دماغ سے اس کوصحیح سمجھتا ہے تو اس کوبھی قرآن کا اجر ملنا شروع ہوجاتا ہے آگے الفاظ قرآن کو صحیح پڑھنا ہے اس میں بھی اجر ملتا ہے دیکھ کر پڑھے اس پربھی اجر ملتا ہے زبانی پڑھتا ہے چوں کہ زبانی میں کثرت تلاوت ہوتی ہے تو اجر بڑھ جاتا ہے آگے علوم کے لیے،معانی کے لیے پھرقرآن کے اخلاق آپ کے اندر سما گئے تو ظاہر ہے کہ قرآن سراپا برکت ہی برکت ہے اس کے انوار اعضاء وجوارح میں سے کان سے،دل ودماغ سے اس کی آنکھوں سے تمام جہات

سے برسنے لگتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی تعریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا ''كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ'' حضرت محمد ﷺ کے اخلاق عین قرآن کے مطابق تھے۔

اللہ تعالیٰ نے دو قرآن نازل فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے دو قرآن نازل فرمایا تھا ایک قرآن خاموش جس کو ہم سب پڑھتے ہیں یہ تو ہر شخص کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے اور ایک قرآن ناطق نازل فرمایا وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات تھی، اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے متعلق قرآن میں فرمایا ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ'' (النجم:۳) میرا نبی جو بولتا ہے وہ خواہش اور نفس سے نہیں بولتا وہ جو بولتا ہے قرآن ہی بولتا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام سراپا قرآن ہی تھے تو چاہے قرآن خاموش ہو چاہے قرآن ناطق ہو مسلمانوں کے لیے دونوں سرچشمۂ حیات ہیں، اور اس سرچشمہ حیات سے جس قدر آپ کا تعلق بڑھتا جائے گا تو اسی قدر آپ کو اس کی طاقت ملتی جائیگی کتنی ملتی ہے؟ کہا جاتا ہے کہ قرآن کے علوم کو بڑے بڑے ائمہ اور علماء نے ختم کرنے کا دعویٰ نہیں کیا اور یہ نہیں کہتے کہ اس کے سارے علوم پر ہم حاوی ہیں حالانکہ امت میں ایسے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے ان میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ جن کے لیے لکھا ہے کہ ان کو ڈیڑھ (۱۵۰) سو علوم پر مہارت تھی۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے لکھا ہے کہ سو (۱۰۰) علوم پر تبحر کی صلاحیت حاصل تھی اس کے باوجود قرآن کے علوم کا احاطہ کرنے کا کوئی شخص دعویٰ نہیں کرسکتا، اسی لیے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی ساری حدیثیں میرے پاس موجود ہیں تو وہ ''متنبّی'' ہوگا یعنی مدعی نبوت ہوسکتا ہے وہ جھوٹا ہوسکتا ہے کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کی احادیث جو قرآن کریم کی شارحہ ہیں اس کا

احاطہ موجود ہے تو محدثین اس کے صدق کو ماننے کے لیے تیار نہیں، اللہ تعالیٰ کسی بھی نبی اور امام حتی کہ کسی انسان کو ایسا نہیں بنایا جو سارے علوم کو حاوی ہوتا کہ اس کو علم شریعت کی ضرورت باقی رہے کہیں پہنچ کر یہ نہ کہہ سکے کہ اب ہمیں علم حاصل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادتی علم کے لیے دعا کا حکم:

قرآن کریم میں مدنی آقا ﷺ کے لیے ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا'' (طٰہٰ:۱۱۴) نازل فرمایا اور آپ علیہ السلام کو وظیفہ سکھلایا کہ آپ پڑھتے رہیے ''قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا'' کہ اے میرے مولیٰ علم میں اضافہ فرماتا رہ تو معلوم ہوا کہ علم کی کوئی حد اور انتہا نہیں اگر کوئی حد اور انتہا ہوتی تو کم از کم محمد عربی علیہ السلام فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علوم کی انتہا عطا فرمادی مجھے کسی علم کی ضرورت نہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارے انسانوں کو اللہ نے علم قلیل ہی عطا کیا ہے اور جس نے خود اپنے لیے فرمایا ہو ''اُوتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالآخِرِیْنَ'' مجھے اولین آخرین کا علم ملا ہے وہ بھی اپنے علم کو قلیل بتلا رہا ہے کہ میرا بھی علم قلیل ہے، آپ کو زیادتی علم کے لیے دعا سکھلائی کہ میرے مولیٰ میرے علم میں اضافہ فرما آپ علم میں اضافے کی دعا فرمارہے ہین تو قرآن کا علم کیسے پورا ہوگا، قرآن کو سیکھتا رہے اس کے علم کو عمل کو اخلاق کو سیکھتا رہے سیکھتا رہے اس کی زندگی ختم ہوجائیگی لیکن اس کے برکات انسان کو پوری طرح مل جائیں یہ نہیں ہوسکتا۔

قرآن میں خرابی کا نظر آنا اس انسان کے اندر خرابی کی علامت ہے:

اللہ تعالیٰ نے اسی کتاب کے متعلق فرمایا کہ ''الٓمٓ ذالک الکتاب'' یہ وہاں کی

کتاب ہے دنیا والے اپنے کسی ضابطے اور قانون سے جانچنے اور ٹٹولنے کے چکر میں نہ رہیں ''لاریب فیہ ''اس کے اندر کوئی کمی نہیں ہوسکتی، ظاہر ہے کہ مولیٰ کا کلام ہے اس کے اندر خرابی کیسے مل سکتی ہے، اگر کسی کو خرابی نظر آتی ہے دکھائی دیتی ہے تو حقیقت میں خرابی اسی میں ہے جس کی آنکھ خود ٹیڑھی ہے تو اس کو سیدھی چیز ٹیڑھی دکھائی دیتی ہے، لہٰذا قرآن میں زیغ وضلالت تعارض وٹکراؤ کسی کو دکھائی دیتا ہے تو سوائے اس کے کہ اس کے علم کے ناقص ہونے اور عقیدے کے خام ہونے اور اس کے اندر جو سرمایہ ہے اس کی کمی کی علامت ہے کہ اس کو قرآن جیسی چیزوں میں کمی دکھائی پڑتی ہے، اور کچھ نہیں ہے، قرآن ایک جگہ دعویٰ کرتا ہے''اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ''(النساء:۸۲) کیا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ قرآن غیر اللہ کا ہوتا تو ''لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ''اس کے اندر بڑا تعارض اور بڑا ہی ٹکراؤ دکھائی دیتا کہیں کچھ کہیں کچھ جیسا کہ مصنفین کی کتابوں میں ہوتا ہے پتہ چلا کہ ان کی رائے کا ٹکراؤ ہے فلاں کی کتاب میں یہ تعارض ہے، حتی کہ بڑے بڑے ائمہ کی رائے میں اختلاف موجود ہے، لیکن قرآن میں کوئی آیت ایسی موجود نہیں ہے جس میں کوئی تعارض وٹکراؤ ہوجائے اگر کوئی چیز کسی کو ٹکراتی ہے تو قلت علم پر مبنی ہے قلت معلومات پر مبنی ہے معلومات ناقص ہے اس لیے اسے تعارض دکھائی دے رہا ہے۔

کتاب اللہ کا سب سے بڑا نفع اہل تقویٰ کی رہنمائی ہے:

اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں اس کتاب کا جو سب سے بڑا نفع ہے وہ ''ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ''(البقرۃ:۲) یہ کتاب ہے اہل تقویٰ کے لیے ایک سیدھی رہنمائی عطا کرتی ہے سیدھا راستہ دکھا کر جنت تک پہنچاتی ہے، یہ کتاب اہل تقویٰ کے لیے بہت بڑا انعام ہے اس کتاب کے ذریعہ اندر باہر، ظاہر وباطن تنہائی اور مجمع میں ہر جگہ اپنے مولیٰ کی نافرمانی سے بچ سکتا ہے،

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ یعنی اپنا خوف جو بندوں کو عطا فرمایا ہے وہ اس کتاب اللہ کا ایسا بڑا ثمرہ ہے جس سے انسان کو جتنا زیادہ حصہ ملے گا اسی قدر نفع اٹھاتا چلا جائے گا اگر لوگوں کے خیال سے گناہ چھوڑنا ہوتا تو جہاں لوگ نہ ہوتے وہاں گناہ کرنے کی اجازت مل جاتی لیکن اللہ نے فرمایا مجھ سے ڈرنا سیکھو، میرا خوف پیدا کرو تاکہ تم کہیں میری نافرمانی نہ کرو چاہے تنہائی ہو چاہے مجمع ہو چاہے جنگل ہو چاہے ویرانی ہو ہر جگہ اللہ دکھائی پڑے اپنے مولیٰ کے خوف کی وجہ سے برائیوں سے بچ جاؤ یہ قرآن کا بہت بڑا انعام ہے سارے ہی انسانوں کو تقویٰ عطا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ''اَللّٰہُ وَلِــيُّ الْــمُتَّـقِيْـنَ '' (الجاثیۃ:۱۹) اللہ متقیوں کا دوست ہے بھائی جس کا دوست اللہ ہو اس کا کوئی کچھ بگاڑ سکتا ہے۔

خلفائے راشدین سب سے کامیاب حکمراں تھے:

سب سے بڑے متقی ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اللہ کے سب سے بڑے دوست تھے ''اِنَّ أَکْـرَمَـکُـمْ عِـنْـدَ اللہِ اَتْقَاکُمْ '' (الحجرات:۱۴) ابوبکر نے کبھی حکومت نہیں کی تھی لیکن جب حکومت کرنے کا موقع آیا تو ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اجمعین سب سے کامیاب ترین دنیا میں حکمراں ثابت ہوئے، دنیا نے انھیں ایک نمبر کا صف اول کا حکمراں شمار کیا وہ کونسی صفت تھی ابوبکر وعمر کی؟ کونسی صفت تھی عثمان وعلی کی؟ کونسی صفت تھی امیر معاویہ کی کہ ان کو وہاں تک پہنچایا، وہ صفت تقویٰ والی تھی جس قدر تقویٰ بڑھا ہوا تھا اسی قدر باکمال امیر بھی تھے، اس لیے قرآن کا سب سے بڑا نفع تقویٰ ہے، اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ہمارے پاس قرآن کا نفع کتنا ہے، قرآن کے ثمرات بہت ہیں، قرآن کا پڑھنا، قرآن کے معانی، قرآن کے اسرار ورموز، قرآن کے اخلاق یہ سب اس کے ثمرات ہیں لیکن سب سے بڑا ثمرہ تقویٰ ہے اگر کسی کو قرآن کے ساتھ ایک عقیدے کا تعلق ہو کہ قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے اس کا

فائدہ بھی ملے گا تقویٰ تمام ڈگریوں میں سب سے بڑی ڈگری ہے۔

صالحیت صلاحیت پر مقدم ہے:

انسان کے اندر دو صفت ہوتی ہے ایک کسی چیز کی صلاحیت ہوتی ہے دوسرے خود وہ انسان صالح ہو اس کے اندر صالحیت ہو انسان کو صلاحیت سے زیادہ صالحیت کا خیال رکھنا چاہیے اور صالحیت ہی کا دوسرا نام تقویٰ ہے صلاحیت کے ساتھ ساتھ اگر صالحیت بھی ملحوظ ہوگی تو ہر طبقے اور شعبے میں کامیابی ملتی چلی جائے گی، اگر آپ ڈگری دیکھتے رہے اور اس کی صالحیت کو نظر انداز کر دیا تو یاد رکھیے سارا شعبہ خراب ہو جائے گا ہمیں ذرا غور و فکر کرتے رہنا چاہیے کہ ہمارا کتاب اللہ سے بہت پرانا تعلق ہے بچپن سے ہم اس سے جڑے ہوئے ہیں لیکن اس کا سب سے بڑا ثمرہ تقویٰ ہمیں کچھ ملا کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ''اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ'' (ص:۲۸) کیا میرے یہاں ایسا اندھیر نگری ہے کہ فاسق و فاجر اور متقی کو برابر کر دونگا؟ ایسا نہیں ہے، میرے یہاں متقی اور تقویٰ والے الگ مقام والے ہیں اور بدکردار و بدچلن الگ ہیں اس لیے متقی اور فجار برابر ہو جائیں ایسا نہیں ہے، لہٰذا آپ کو جتنا تقویٰ حاصل ہوگا اتنا ہی قرب الٰہی ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی پائیں گے، کوئی حافظ قرآن یعنی الفاظ قرآنی یاد کرنے کی فکر میں ہے کوئی قرآن کے علوم کی فکر میں ہے کوئی معانی قرآن کی فکر میں ہے، لیکن اس کا سب سے بڑا نفع دنیا و آخرت میں بھلائی پہنچانے والا جو نسخہ ہے وہ تقویٰ ہے بلکہ کتاب اللہ کا محور تقویٰ ہے کتاب کے اعمال کا محور تقویٰ ہے کتاب اللہ کے اخلاق کا معیار تقویٰ ہے کتاب اللہ کی ساری باتیں اسی تقویٰ کے اردگرد گھومتی ہیں بندے کو اللہ سے قریب کرنے والی چیز تقویٰ ہے جو کتاب اللہ کا ثمرہ اور نتیجہ سمجھا جاتا ہے ان تمام علوم کے باوجود متقی نہیں رہا تو بہت بڑا نقصان ہے۔

تقویٰ کی عدمِ موجودگی میں بڑے عالم کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا:

حدیث پاک میں آتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بڑے عالم کو بلا کر جہنم میں ڈالدیں گے کہ تمہارے اندر تقویٰ نہیں تھا تمہیں ریا ونمود کی بیماری پکڑے ہوئے تھی اس لیے اس بیماری کی وجہ سے اور تقویٰ کی کمی کی وجہ سے جہنم میں ڈالدیا جائے گا، معلوم ہوا کہ قرآن کی کتنی بڑی ڈگری پائے جانے کے باوجود بھی قرآن کے بڑے نفع سے محروم رہنے کی وجہ سے جہنم کا منہ دیکھنا پڑے گا ''اَللّٰھُمَّ احفَظْنَا ''(اے اللہ ہماری حفاظت فرما) ایک بڑے سخی اور مجاہد کو بلایا جائے گا تقویٰ کی کمی کی وجہ سے جہنم کا فیصلہ سننا پڑے گا۔ میرے دوستو! وہ ثمرہ ہماری زندگی میں کتنا ہے؟ ہمیں کتنا نصیب ہوا؟ ہم نے اس کی حاصل کرنے کی کتنی فکر کی؟ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق کی ہم کتنی مراعات کرتے ہیں؟ یہی تقویٰ ہمارے معیار کو طے کرے گا اور ہمارے عمل سے پتہ چلے گا کہ تقویٰ ہمیں کتنا ملا ہے، قرآن سے تعلق رکھنے والا خواہ ایک حافظ ہو ناظر ہو، قاری ہو یا عالم ہو یا اس کا مجتہد ہو کسی قسم کا قرآن سے تعلق رکھنے والا ہو سب سے پہلے اپنے تقویٰ کی فکر کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجًا وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ ''(الطلاق:۲۔۳) یہ تقویٰ تمہارے لیے بڑھیا رہنما اور تمہاری روزی کا بھی ذریعہ ہے اور ایسے طریقے سے روزی آئے گی جس کا تم گمان بھی نہیں کر سکتے اور تقویٰ تمہارے ہر معاملے کو درست کرنے کا راز ہے اس لیے ہمیں قرآن کے سارے علوم حاصل کرنے سے زیادہ اس کے سب سے بہترین پھل تقویٰ کو حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں سارے علوم کے ساتھ تقویٰ بھی نصیب فرمائے۔(آمین) وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین.

مجلس نمبر(٦)

الحمدالله وکفٰی وسلام علی عبادہٖ الذین اصطفٰی اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. قل اعوذبربّ النّاس. الخ۔

قیمتی چیز کی حفاظت اسی اعتبار سے کی جاتی ہے:

اس کائنات میں قرآن سے بڑی کوئی دولت نہیں اور جتنی قیمتی چیز ہوتی ہے اس کی حفاظت اور قدر اسی اعتبار سے کی جاتی ہے اور کرنا چاہیے، دنیا میں سونے چاندی کی قیمت لوگ سمجھتے ہیں اسی اعتبار سے اس کی حفاظت اور قدر کرتے ہیں، کوئی اگر سونے کا زیور جھولے میں رکھ کر ایسے ہی گھر میں ٹانگ دے تو ہر ایک کہتا ہے کہ یہ یہاں رکھنے کی چیز نہیں ہے، حالانکہ دوسرے سامان وہیں پر موجود ہیں اس کو کوئی نہیں کہتا، معلوم ہوا کہ اس کی قیمت کا احساس ہے، اس دنیا کی بڑی سے بڑی چیز بڑے سے بڑا کارخانہ، دوکان ایک وقت میں فیل ہوجاتی ہے، پتہ چلا کہ دادا کارخانہ، فیکٹری چلاتے تھے، پوتا کے زمانہ میں فیل ہوگیا، درخت پھل دیتا تھا بانجھ ہوگیا باپ سنگاپور، رنگون رہتے تھے، بیٹے کے زمانہ میں رنگون کا رنگ اتر گیا۔

قرآن کا نفع ازاوّل تا آخر یکساں رہے گا:

لیکن قرآن کریم کے درخت کا پھل قرآن کریم کے خزانے سب کے سب آج بھی اسی طرح موجود ہیں جیسے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے دور میں تھا، آج بھی اس

سے پھل حاصل کرنے والے پھل کھانے والے ویسے ہی حاصل کررہے ہیں، ایک حرف کسی نے پڑھا اس کو دس نیکی مل گئی ہر عمل پر دس نیکی ''مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا'' (الانعام:۱۶۰) جو شخص ایک نیکی لائے گا اس کے لیے اسی کے مثل دس ہے۔

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرمایا کہ ربّ النّاس کی پناہ پکڑو تم ظاہری دشمن کو روالور اور بندوق سے دفع کرسکتے ہو لیکن باطنی دشمن شیطان اور نفس خبیث سے نپٹنے کے لیے ربّ النّاس کی پناہ میں آؤ، یہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے انسان کے جان کا بھی ایمان کا بھی اور مال کا بھی ہر چیز کا دشمن ہے جان کا دشمن اس طرح کہ نیم حکیم بے سند کے ڈاکٹر کے یہاں پہنچا کر اس کی جان ہلاکت میں ڈال کر پھنسا دیتا ہے، انسان سے سستا مال خریدوا کر غلط چیز دلوا کر غلط جگہوں اور گناہوں کے کاموں میں خرچ کروا کر مال ضائع کرا دیتا ہے اور مزید گناہ لاد دیتا ہے اور سب سے بڑی چیز ایمان کا دشمن ہے، بے سند علماء نیم غیر تربیت یافتہ علماء اور لوگوں کے یہاں دین کے نام پر پہنچا کر اس کے ایمان کا ستیاناس کرا دیتا ہے، حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی علیہ الرحمہ نے یہ باتیں لکھی ہیں تو میرے محترم ایسے دشمن سے مقابلہ کے لیے زبردست طاقت کی ضرورت ہے اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ سے فرمایا آپ کہئے ''قل اعوذ بربّ النّاس ملک النّاس. الخ''۔

شیطان جب حائل ہو تو اللہ کا نام پیش کردو:

اسی لیے جب انسان تلاوت کا ارادہ کرتا ہے مختلف چیزیں شیطان سامنے لاتا ہے کھیت میں جانا ہے، دوکان کھولنا ہے، نیند نہیں آئی لاؤ سولیں بہت چالیں دکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ

نے فرمایا: کہ جب شیطان سامنے آئے حائل ہو میرا نام پیش کرو پھر یہ ٹک نہیں سکتا، قرآن کہتا ہے ''فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' (النحل:۹۸) جب کوئی قرآن پڑھنا چاہے اور شیطان رکاوٹ بنے فوراً میرا نام پیش کردو اور میری پناہ میں آجاؤ۔

مثال: میرے محترم اس چھوٹی سی دنیا میں آپ دیکھتے ہوں گے بدمعاشوں کی دنیا ہے کسی نے کہا میرا ڈی کمپنی سے تعلق ہے فوراً راستہ خالی اور آگے بڑھیے اس دنیا مین امریکہ سپر طاقت مانا جاتا ہے اگر کسی کے پاس وہاں کا گرین کارڈ ہے دنیا کے کسی ملک میں چلا جائے ائیر پورٹ پر آپ دیکھیے اس نے کارڈ دکھایا فوراً کہا سر جایئے ، بنگلہ دیش ہو، ہندوستان و پاکستان ہو اور لوگوں کو ڈانٹ کر کہتا ہے لائن میں رہیے اور اس کو فوراً انٹری حالانکہ ٹکٹ سب کا برابر بلکہ اس کا کچھ کم ہی کا ہوگا لیکن کیا ہے سپر پاور سے جڑا ہوا ہے آپ کے ہندوستان میں مسٹر گاندھی کے زمانے میں ایک امریکی ہندوستان میں مرگیا فوراً مطالبہ ہوگیا کہ اس کی حفاظت نہیں کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اٹھارہ ہزار عالم کے پالنہار ہیں:

اللہ تعالیٰ اسی بات کو فرمارہے ہیں کہ ربّ النّاس کی پناہ میں آجاؤ اور وہ کیسا رب ہے؟ باپ جیسا کہ جو تمہاری ضرورت بھی پوری نہیں کرسکتا، مربوب کی حفاظت نہیں کرسکتا ،قرآن نے باپ کو بھی مجازی رب کہا ہے ''کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا'' (بنی اسرائیل:۲۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ایسا غریب اور فقیر رب نہیں ہوں بلکہ ''مَلِکِ النَّاسِ'' ہوں، یعنی لوگوں کا بادشاہ بھی ہوں کہ جس کی ضرورت جیسے چاہوں پوری کردوں، اور اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک راز رکھا ہے وہ یہ ہے کہ شروع قرآن میں فرمایا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' میں ایک نہیں اٹھارہ ہزار عالم کا رب ہوں، ایک انسان کا مسئلہ کیا ہے، اس کو ایسے سمجھیں کہ کسی مدرسہ

میں ۲/۴/۱۰/۱ آدمی آجائیں اور کہیں کہ ہمارے کھانے کا انتظام ہوجائے گا تو مدرسہ کے ذمہ دار کہیں گے تمہارے ۲/۴/آدمی کی کیا بات ہے جہاں صبح شام دیگ چڑھتا ہو وہاں کیا مسئلہ ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سب سے پہلی آیت میں یہ بات سمجھادی کہ جب میں اٹھارہ ہزار عالم کا پالنہار ہوں تو تم ایک انسان کا کیا مسئلہ ہے پھر ختم قرآن پر بھی وہی صفت رب والی بیان فرمائی تاکہ انسان اول آخر رب کے تذکرے کے بعد اپنی زندگی میں رب کو سامنے رکھ کر اپنے اوقات گزارے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رب کے تذکرہ کے بعد اس بات کو بتلایا کہ میں بادشاہ بھی ہوں اور دنیا کے بادشاہ کو خوش کرنا راجہ مہاراجہ کے بس کی بات ہے اس لیے کہ وہ تھوڑے سے راضی نہیں ہوتے، ہلکی پھلکی رشوت سے کام نہیں چلے گا، اسی بات کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ میں معبود بھی ہوں اور معبود اس کو کہتے ہیں جن کی عبادت کی جائے، ممکن ہے بادشاہت کے دھوکے میں کرسی پر بیٹھنے والے بھی سجدہ کرنے کو کہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو صاف کردیا کہ بس میں ہی معبود ہوں اور کیسا معبود؟ کہ تمہاری تھوڑی سی بھی عبادت قبول کرلیتا ہوں، میں شکور ہوں، اور شکور ایسی ذات کو کہتے ہیں جو تھوڑی سی بھی عبادت کو قبول کرلے، تو میرے دوستو! ایسے رب سے تعلق توڑ کر جس کی طاقت کا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے جب ان سے تعلق رکھنے والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ بادشاہتیں کانپتی ہیں۔

ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے لوگوں میں ہیں ان کے وقت میں بادشاہ وقت نے ریشم پہن رکھا تھا ملاجیون علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا جنت میں محروم ہوگا، بس خبر کف گیر اور چمچوں نے خوب بڑھا چڑھا کر بادشاہ کو پہنچائی کہ بادشاہ

سلامت اب تو آں حضور کو بھی نہیں چھوڑا جاتا ایسا ہے ویسا ہے کئی ایک نے باری باری کہا بادشاہ نے ایک دستہ کو ان کی گرفتاری کا آڈر دے دیا ادھر اورنگ زیب جو ملا جیون کے شاگرد تھے پہنچے اور کہا استاد محترم بادشاہ سلامت نے آپ کی گرفتاری کا آڈر دے دیا ہے، اس لیے آنحضور آپ فلاں گلی سے یہاں سے فوراً نکل جائیں ملا جیون نے کہا کیا کہتے ہو؟ اورنگ زیب نے کہا حضور آپ کی کل کی تقریر جو بادشاہ کے متعلق تھی وہ پہنچ گئی اور اس نے آپ کو گرفتار کرنے کے لیے ایک عملہ لگا دیا ہے اس لیے مری رائے ہے کہ آپ یہاں سے کہیں چلے جائیں کہا اچھا ذرا وضو کے لیے پانی لاؤ اور مصلی بچھاؤ لگتا ہے اس کو کل کا سورج نہیں دیکھنا ہے جا کر کہہ دو حکومت کرتے کرتے تھک گیا ہے، سلطنت مغلیہ میں کل سورج طلوع نہیں ہونا چاہتا اورنگ زیب علیہ الرحمہ فوراً بادشاہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ جلدی سے استاذ محترم سے معافی مانگیے، ملا جیون علیہ الرحمہ نے نماز کے لیے وضو شروع کر دیا ہے اور اگر نماز پڑھ لی تو کل حکومت سلطنت مغلیہ کی باقی نہیں رہ سکتی بادشاہ کی طرف سے معافی نامہ داخل ہوا تب جا کر ان کی جان بچی یہ ہے طاقت ایک اللہ سے جب تعلق مضبوط ہوتا ہے تو ایسا معاملہ ہوتا ہے۔

آج تعلق مع اللہ کی کمزوری سے ہر کوئی ہمیں دبا رہا ہے:

اور آج ہم ہیں کہ دوست نے کہہ دیا کہ کپڑا ایسا ہونا چاہیے، ہاں ایسا ہونا چاہیے تو ہم تسلیم کر لیتے ہیں، دوست کے لیے نمازیں چھوڑ دیتے ہیں، قرآن کی تلاوت چھوڑ دیتے ہیں۔

میرے محترم بزرگو! جس دن اللہ کا رب الناس کا تعلق مضبوط ہوگا تو انسان اور شیطان سب ڈرنا شروع کر دیں گے، اور آج تعلق کمزور ہے تو ہر ایک ہمیں ڈرا رہا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ اللہ کے تعلق کو قرآن کے تعلق کو رسول کے تعلق کو پہلے مضبوط بنایا جائے پھر دیکھیے کوئی آنکھ نہیں دکھا پائے گا اللہ ہمیں توفیق سے نوازے۔ (آمین) وما علینا إلّا البلاغ

مجلس نمبر (٧)

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی أمّا بعد! أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم. الٓمّٓ ذٰلِکَ الۡکِتَابُ لَارَیۡبَ فِیۡهِ هُدیً لِلۡمُتَّقِیۡنَ. صدق اللہ العظیم۔

قرآن کریم اللہ کا سب سے بڑا شعار ہے:

حضرات علماء کرام معزز سامعین، طلبۂ عزیز! ابھی آپ حضرات کے سامنے سات طلبۂ عزیز نے حفظ کی تکمیل کی اور یہ بات بڑی روز روشن کی طرح مسلمانوں پر عیاں ہے کہ امت مسلمہ کے لیے اس کائنات میں کوئی اس سے زیادہ قیمتی سرمایہ نہیں ہے، سب سے زیادہ قیمتی مسلمان کے لیے اللہ کے شعائر میں سے قرآن عظیم ہے، اللہ نے اپنے شعائر کے متعلق قرآن کریم ہی میں فرمایا ''وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَائِرَ اللہِ فَإِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ'' (حج:٣٢) اللہ کے شعائر کی تعظیم کرنے والا متقی ہوتا ہے جس کے اندر تقویٰ ہوگا وہ اللہ رب العالمین کے شعائر اور نشانیوں کی قدر کرے گا اور اللہ کے شعائر میں قرآن کریم سب سے بڑا شعار ہے، مسلمانوں کے پاس اس سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں، نہ مسجد نبویؐ ہے حتیٰ کہ کعبۃ اللہ الحرام سے بھی زیادہ افضل اور اس سے زیادہ محترم قرآن کریم ہے، انبیاء کرام کے بارے میں آتا ہے کہ نبی افضل یا قرآن؟ یہ سوال جب ہے کہ نبی جب دنیا میں موجود ہوں جب نبی دنیا سے پردہ فرما گئے تو بغیر کسی الیکشن اور بغیر تقابل کے بغیر مقابلہ آرائی کے قرآن سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔

قرآن کی اتباع میں تمام عالم کی نجات ہے:

جب قرآن کریم سب سے عظیم کتاب ہے تو اس کے حقوق بھی ظاہر ہیں کہ بہت ہوں گے اسی اعتبار سے ہوں گے، سب سے پہلا اور بڑا حق تو یہی ہے کہ اس کتاب کو اللہ کی کتاب سمجھے، اس کے حرف کو اپنے لیے باعث نجات سمجھے، اس کے احکامات میں پورے عالم کی نجات کی ضمانت سمجھے، یہ نہ سوچے کہ یہ قرآن تو آخرت میں کام آئے گا دنیا میں کام نہیں آئے گا۔

میرے دوستو! یہ رب العالمین کی کتاب ہے جو عالم الغیب والشہادہ ہے، مؤمن کے احوال کی درستگی ہی کے لیے قرآن اتارتے ہیں، اگر قرآن کو ہم حق نہ سمجھیں اپنے لیے مفید نہ سمجھیں تو یقیناً ہمارا رشتہ قرآن سے ابتداء ہی مین کمزور ہوگیا، اس کے حقوق میں ایک حق قرآن کریم کا صحیح پڑھنا ہے اور یہ بہت بڑا حق ہے اور فرض ہے، بغیر قرآن صحیح پڑھے کوئی نماز صحیح نہیں ہوسکتی جو عبادتوں میں سب سے اہم ہے، پھر اور عبادتوں کا کیا ہوگا؟ اس لیے ہمیں اس فریضے مین جہاں کوتاہی ہورہی ہے اس پر غور کرنا چاہیے، ہمارے حضرت والا ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت تھانوی علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انسان کسی بھی عمر میں ہو قرآن کریم صحیح پڑھنا اس پر سب سے بڑا فریضہ ہے، اہم فریضہ ہے، اس کی ادائیگی کے لیے ایک ماہ نکال دے تو قرآن صحیح پڑھنے لگے گا، قرآن کریم کو یاد کرنا اس کو حفظ کرنا یہ تو فضائل ومناقب میں سے ہے، لیکن اس کا اس قدر صحیح پڑھنا جس سے نماز صحیح ہوجائے فرض ہے، ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا تو یقیناً اس نے قرآن کی حق تلفی کی اور اس کی نماز بھی اکارت گئی۔

قرآن کریم ہمارے درمیان اللہ کا مشاہد ہے:

اسی طریقے سے قرآن کریم ہمارے درمیان اللہ کا مشاہد ہے، مشاہد اس کو کہتے ہیں

کہ کسی معاملہ میں کوئی آدمی نگراں متعین ہوتا ہے تاکہ وہ جاکر اس معاملہ کی جانچ اور موقع کا معائنہ کرتا ہے تو اس کی رائے پر حاکم فیصلہ کرتا ہے قرآن بھی ہمارے بیچ ہے، ہمارے گھروں میں ہے ہمارے سرہانے لٹکا ہوا ہوتا ہے اس قرآن سے ہمارا تعلق کیسا ہے؟ اس کے پڑھنے، تلاوت کرنے، ماننے، اپنی زندگی میں داخل کرنے اور اس کے اخلاق کو قبول کرنے سے لے کر اس کے معاملات ومعاشرت سے اپنے معاملات کو تبدیل کرنے تک ساری چیزوں پر غور کریں، تب پتہ چلے گا کہ یہ قرآن ہم سے کیوں روٹھا کیوں ہم اس قرآن سے دور ہیں، کیوں قرآن کی برکت اور رحمت سے اس کے برکات سے آج امت محروم ہوتی جارہی ہے، تب معلوم ہوگا کہ ایسے مشاہد کے حقوق ہم ضائع کررہے ہیں حقوق کو روند رہے ہیں، اپنی من مانی کرتے ہیں، اپنی انا میں اپنی شان میں اپنے علاقے کے رسم ورواج میں علاقے کی چیزوں میں قوم وبرادری کے نام پر ہم قرآنی احکامات کو کس قدر پس پشت ڈال کر زندگی گزار رہے ہیں۔

قرآن کی عظمت کو صحابہؓ سے پوچھو!

آج مسلمان کہتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ ہم پریشان ہیں اگر پریشان ہو تو ذرا دیکھو کوئی سبب بھی سمجھ میں آتا ہے کہ نہیں؟ پریشانی کا علاج بھی تو ہوگا اگر پریشانی کا گیت گاتا رہے اور علاج نہ کرے اس کے اسباب کی فکر نہ کرے، ایک بیمار بیماری کا شکوہ کرتا رہے اور دوا نہ کرے تو یقیناً اس کی بیماری بڑھتی جائے گی آج ہمارا حال یہ ہے کہ اس قرآن سے نفع اٹھانے کا ارادہ ہی دھیرے دھیرے چھوڑ رہے ہیں، اس کے احکامات پر کان دھرنے کے لیے تیار نہیں حتیٰ کہ ہمارے گھروں میں صرف ایک برکت کا نشان بن کر رہ گیا، مجھے اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قرآن سے تعلق کا واقعہ یاد آیا جب تلاوت کے لیے بیٹھتے

تھےتو قرآن کھولنے کے بعد اس کو آنکھوں سے لگاتے اور سر پر رکھتے اور کہتے ''ھٰذَا مَنْشُوْرٌ مِنَ الرَّبِّ'' یہ میرے رب کا منشور ہے، فرمان ہے، میں اس حکم نامے پر زندگی گزارنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں جب تلاوت کرتے ''ھٰذَا مَنْشُوْرُ رَبِّی. ھٰذَا مَنْشُوْرُ رَبِّی'' کہہ کر اس کی عظمت شان کا اعادہ کرتے اور اس کا استحضار کرتے، آپ اندازہ لگائیے سب سے قیمتی چیز اور آج مسلمان کی اس سے اہمیت ہٹی ہوئی ہے، بچہ قرآن پڑھے گا کہ نہیں؟ اس کی فکر نہیں ہے، ہمارے ذہن میں ہے بچہ اگر انگریزی پڑھ لیا دنیا کے علوم سیکھ لیا، کمپیوٹر چلانا جان گیا تو بس کامیاب ہو گیا، یہ مسلمان کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔

ہر علم کی اہمت اس کی ضرورت کی حیثیت سے ہونی چاہیے:

یاد رکھیے! میں ان علوم وفنون کا مخالف نہیں ہوں، ہاں اس کی ضرورت کہاں ہے، کتنی ہے، اس کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے کام کرنا چاہیے، یقیناً اس کی ضرورت ہے لیکن بڑی محدود ہے، بڑی مختصر ہے تھوڑے سے وقت کے لیے اس کی ضرورت پڑے گی لیکن اس کی یعنی دین کی ضرورت اتنی دائمی ہے کہ یہاں سے لے کر اس کا نفع برزخ تک پھر قیامت تک پل صراط سے گزر کر جہنم ہوتے ہوئے جنت تک اس کا نفع ملنے والا ہے اس کا نفع کتنا ممتد ہے کتنا پھیلا ہوا ہے، دوسری چیزوں کا نفع کتنا مختصر ہے جو زندگی کے مختصر گوشوں تک رہتا ہے اگر اس کی اہمیت بڑھا دیں اور اس کی گھٹا دیں تو یقیناً ہماری بے سمجھی ہوگی، ہر چیز کو اس کے حدود پر رکھنا اس کے احکامات پر رکھنا اس کے درجے اور مقامات پر رکھنا یہی انسان کی سمجھداری ہے۔

دنیا کا قانون ملک کی رعایت کے ساتھ مرتب ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو جب انسانوں پر پیش کیا، قرآن کریم کی سب سے پہلی

آیت میں جو ترتیب میں ہے، فرمایا ''الٓمّٓ ذَالِکَ الْکِتَابُ '' یہ وہاں سے آئی ہے، زمین کی کتاب نہیں ہے کہ جو چاہے بدل دے، یہ زمین کی کتاب نہیں کہ یہاں کے فلسفیوں اور عقلاء نے مرتب کیا ہو، زمین کا قانون نہیں کہ پارلیمنٹ نے مرتب کیا ہو، اس لیے کہ جب پارلیمنٹ کوئی قانون مرتب کرتی ہے تو اپنے ملک کی رعایت کر کے کرتی ہے، اپنی رعایا کا خیال کر کے کرتی ہے اپنے خطے اور قوم کا مزاج سمجھ کر کرتی ہے اسے کیا پتہ اسے اوروں سے کیا لینا دینا، ہر ایک اپنے نفع کو سامنے رکھ کر قانون سازی کرتا ہے، دوسرے لوگ بھاڑ میں جائیں، لیکن یہ اللہ کا قانون ہے، خدائی کتاب ہے، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری ہی انسانیت اور ساری مخلوق کے اکیلے مالک ہیں یقیناً انھیں سارے ہی انسانوں کا خیال ہے سارے ہی انسانوں کے کام آنے والی کتاب نازل فرمائی، کتاب کے شروع ہی میں فرمایا ''ذَالِکَ الْکِتَابُ '' یہ کتاب اوپر سے آئی ہے، تمہاری دسترس اور پہنچ سے آگے سے آئی ہے تم تو زمین سے ٹٹول کر کوئی چیز لا سکتے ہو اور یہ تو آسمان سے آئی ہے۔

کتاب اللہ میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں:

آگے اللہ تعالیٰ عجیب جملہ ارشاد فرماتے ہیں ''لَا رَیْبَ فِیْهِ ''اس کتاب میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، جب عرش وکرسی کے مالک نے نازل فرمایا تو اس میں کیا شک ہوسکتا ہے؟ کوئی شبہ کیا کرسکتا ہے؟ اگر کسی کو شک دکھائی پڑے تو اسے اپنی عقل کا علاج کرنا چاہیے، اس کی عقل میں خود فتور ہے اس کی سمجھ میں کمی ہے، ورنہ اس کائنات کے پیدا کرنے والے کی یہ کتاب ہر قسم کے شک وشبہ سے ممتاز اور بالاتر ہے، جو بات اللہ نے یہاں خاص بیان فرمائی جس کو میں عرض کرنا چاہ رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب سے افادیت کا رخ متعین کردیا اس کتاب سے بہت سے لوگ جڑے ہوں گے، کچھ لوگ کتاب کے چھاپنے

والے ہوں گے، کچھ لوگ اس کتاب کے کاتب ہوں گے، کچھ بینڈنگ کرنے والے ہوں گے، کچھ تاجر ہوں گے، کچھ تھوک ریٹ کے بیچنے والے ہوں گے، کچھ اس کے مطابع قائم کر کے پوری دنیا میں مفت تقسیم کرنے والے ہوں گے،لیکن اس کا نفع ’’هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ‘‘ اٹھائیں گے،اس کتاب کا نفع بلا واسطہ براہِ راست اگر کسی کو ملنے والا ہے تو وہ اہل تقویٰ اور متقی ہیں جن کو اس کتاب کی ہدایت کا ذخیرہ ملے گا،اس کتاب سے نفع پہنچے گا اس کتاب سے یہاں سے لے کر آخرت تک منافع سے مالا مال ہوگا۔

کتاب اللہ کا نفع غیر متقی کو نہیں ملے گا:

کتاب اللہ کا نفع وہی اٹھا سکتا ہے، وہی پا سکتا ہے جس کے اندر تقویٰ ہوگا اور اگر تقویٰ نہیں ہے تقویٰ والا نہیں بن سکا، اس کتاب کو پڑھ کر اللہ کا خوف نہیں پیدا ہوا، اللہ کے یہاں جواب دہی کا احساس نہیں پیدا ہوا اس کی نعمتوں کے استعمال کرنے کا صحیح ڈھنگ نہیں آیا اس کی نعمتوں میں خیانت کرنے کی اور بے راہ روی کی زندگی گزارنے کی عادت باقی رہی تو اللہ نے صاف فرما دیا کہ اس کھلی ہوئی کتاب سے تمہیں کوئی نفع نہیں ہوگا، نفع تو اسے ہونے والا ہے جو اس کتاب کا خیال رکھنے والے ہیں، جو اس کتاب کے احکام کو اس بات کو سوچ کر دیکھ رہے ہیں کہ کہیں کوئی اس کا حکم رہ نہ جائے، کہیں اللہ کے یہاں جوابدہی نہ کرنی پڑے کسی طرح کا ظاہری باطنی نقص نہ ہو، اللہ کے حکموں کو اس انداز سے پورا کرتے ہیں کہ اتنے بڑے حاکم کے سامنے ہمیں کھڑا ہونا ہے، جب اس بات کے احساس کے ساتھ قرآن سے تعلق رکھے گا تب جا کر قرآن کو صحیح پڑھے گا، قرآن کو صحیح مانے گا، قرآن کے حکموں کو نظر انداز نہیں کرے گا، قرآن کو سامنے رکھ کر زندگی گزارے گا، قرآن کو امام بنا کر اور خود کو اس کا تابعدار اور مقتدی بنا کر اپنی زندگی کو پورا کرے گا۔

اور اگر اس قرآن سے اس جہت سے تعلق نہیں تو ’’اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَکَ أَوْعَلَیْکَ ‘‘ (قرآن تمہارے موافق دلیل بنے گا یا تمہارے خلاف) کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کے یہاں تمہارے خلاف گواہی دے دے تمہارے خلاف رپورٹ لگادے، یقیناً اگر ہماری اس کے ساتھ بے تعلقی ہوئی تو قرآن یہ گواہی نہیں دے گا کہ بڑا اچھا شخص تھا اگر ہم نے اس کو چھوڑ رکھا ہے تو قرآن یہ نہیں کہہ سکتا کہ بہت پکڑے ہوئے تھا، اگر اس کے احکام کو نظر انداز کیا تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ بہت عمل کرنے والا تھا جو ہماری حقیقت حال ہوگی، صورت حال ہوگی اس کتاب سے جو ہمارا تعلق ہوگا، یقیناً وہ تعلق قرآن کی زبانی قرآن کی رپورٹ کے مطابق ملے گی، اس لیے بھائی ذرا اس کتاب سے ڈرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

قرآن ایمان والوں کی کسوٹی ہے:

اگر ہم قرآن سے غافل رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن اللہ کی عدالت میں ہماری شکایت کردے ایسا نہ ہو کہ ہمارے خلاف رپورٹ داخل کردے ایسا نہ ہو کہ ہماری تلاوت کی کمی کو بیان کردے یہ ایک مشین ہے جیسے انسان اکسرے مشین کے پاس جاتے ہوئے ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی بیماری نہ نکل آئے، کوئی خرابی نہ نکل آئے، قرآن بھی اکسرے مشین ہے، جب اس کا سامنا ہوگا تو آپ کو سمجھائے گا کہ تمہارا تعلق اللہ سے کتنا ہے تم اللہ کے تعلق میں کتنے سچے ہو تم نے اپنی زندگی میں دوسری چیزیں جو اللہ سے دور کرنے والی ہیں کتنی داخل کر رکھی ہیں، قرآن ایمان والوں کے لیے ایک کسوٹی ہے، آج ہم اس قرآن سے کیسا تعلق رکھتے ہیں ذرا اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارا تعلق اس سے رہ جائے اور نفع نہ اٹھا سکیں، بہت بڑی محرومی ہوگی، قرآن کے منافع سے قرآن کی برکتوں سے قرآن کی فضیلتوں سے محروم رہ جائیں اس سے عظیم مسلمان کے پاس کوئی سرمایہ نہیں، اس سے عظیم منافع کا کوئی سرچشمہ نہیں

اس سے زیادہ نفع پہنچا کرامت کو سربلندی دینے کا پوری دنیا میں کوئی قانون وضابطہ نہیں۔

کتاب اللہ ہماری سربلندی کا معیار ہے:

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس کتاب کے ذریعے بلند کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اور امت اس کتاب سے منہ موڑتی ہے تو اسے سزا دیکر اوندھے منہ ڈال دیتے ہیں، یہی کتاب معیار ہے ہماری سربلندی کا یہی کتاب معیار ہے ہماری سرافگندی کا ہمارے اوپر چڑھنے اور گرنے کا معیار یہی کتاب ہے ''إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ ''(مسلم شریف باب فضل من یقوم بالقرآن:۱/۲۷۲،ابن ماجہ شریف کتاب الایمان باب فضل من تعلّم القرآن:۲۰) نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے سے بڑی بڑی قوموں کو سربلند کردیتا ہے، بہت سے لوگوں کو سربلند کردیتا ہے اور اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو سرنگوں کردیتا ہے اور اس دنیا میں بھی سربلندی ان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ مسلمان پوچھتا ہے کہ حافظ جی، مولوی صاحب کھائیں گے کہاں سے؟ ارے بھائی یہ حدیث پڑھو، کتاب پڑھو، جس کتاب میں اتنی طاقت ہو کہ اقوام عالم کو سربلند کرسکتی ہے، آج اس پر ایمان رکھنے والا سوچتا ہے کہ ہمارے پیٹ کا مسئلہ کیسے حل ہوگا، ہماری روٹی اور بوٹی کا انتظام کیسے ہوگا؟ حفظ کرنے والے قرآن پڑھنے والے کھائیں گے کہاں سے؟ آپ بتلایئے جو کران لاکھوں ٹن کا وزن اٹھاتا ہو آپ اس سے پوچھیں کہ پچاس کلووزن اٹھائے گا کہ نہیں؟ تو دنیا آپ کو کیا سمجھے گی، بہرحال شرط یہی ہے کہ اس سے تعلق ہمارا کمزور نہ ہو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنے تعلق کا اندازہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ وما علینا إلّا البلاغ

مجلس نمبر (۸)

الحمد للہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی أمّابعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. إھدنا الصراط المستقیم. صراط الذین أنعت علیھم. صدق اللہ العظیم.

قرآن حسنات کا ابلتا ہوا فوارہ ہے:

میرے محترم بزرگو، دوستو اور عزیز طلبہ! ابھی ماشاءاللہ سات بچوں نے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی اللہ تعالیٰ ان کی یادداشت میں برکت دے جیسے قرآن کے الفاظ کی یادداشت عطا فرمائی ایسے ہی قرآن کے علوم عطا فرمائے، قرآن کے معانی بھی عطا فرمائے، قرآن کے اخلاق سے بھی حصہ عطا فرمائے، قرآن کے اعمال اور برکات عطا فرمائے۔ (آمین)

قرآن کریم سرچشمہ ہے تمام خیرات و برکات کا دنیا میں ساری بھلائیاں اسی سے جڑی ہوئی ہیں، قرآن حسنات کا ابلتا ہوا ایک پھوارہ ہے شرط یہ ہے کہ انسان کو قرآن تک پہنچنے کا راستہ نصیب ہو اگر چشمہ شافی اور چشمہ آب حیات سے انسان بھٹک گیا اور دور رہ گیا تو یقیناً اس کی بدقسمتی ہے اور اگر چشمے تک پہنچ گیا تو اس کی حیات کے لیے مکمل دوا اور شفا ہے، مسلمانوں کی ترقی دنیا و آخرت کی کامیابی اسی پر موقوف ہے اس کو چھوڑ کر مسلمانوں کی ترقی ناممکن ہے۔

خزانۂ الٰہی کی سب سے قیمتی چیز قرآن کریم ہے:

میں نے اس وقت ایک ایسی آیت تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے سارے ہی

انسانوں کواللہ سے مانگنے اوراللہ کے بھرے ہوئے خزانے سے اہم چیز لینے کا طریقہ بتلایا ہے چوں کہ اللہ کے پاس بے شمار خزانے ہیں لیکن کونسی چیز زیادہ قیمتی ہے اگر وہ نہ بتلاتے تو ہمیں کیا معلوم ہوتا، چوں کہ دینا چاہتے ہیں اس لیے سب سے قیمتی خزانے کا پتہ بتلادیا، میں نے تو تمہارے لیے بہت ساری چیزیں پیدا کی ہیں اس میں سب سے اہم اور ضروری اور تمہاری ضروریات کو پوری کرنے والی چیز صراط مستقیم ہے تو جب میرے دربار میں آؤ سب سے پہلے میری جنت میں آنے کا راستہ معلوم کرلو اور مانگ لو، چناں چہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کو بڑا عجیب مقام عطا فرمایا سورہ فاتحہ تمام سورتوں میں سب سے بڑی سورت ہے، عظیم سورت ہے، ایک بار پڑھنے سے بیس پارہ پڑھنے کا اجر ملتا ہے اس کی بڑی فضیلتیں ہیں، میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، صرف یہ بات بتلانی ہے کہ قرآن کریم کا خلاصہ سورہ فاتحہ ہے اس کی عظمت اور خلاصہ سورت اور عظیم ہونے کا راز کیا ہے؟ اس کا راز یہ ہے کہ اللہ نے پوری سورت میں ایک ہی چیز سکھلائی ہے اور وہ اپنے سے مانگنے کا ڈھنگ ہے، گویا کہ اللہ نے بتلادیا کہ سب سے قیمتی چیز تم مانگ لو، پھر اس کے ذریعے سے اور چیزوں تک پہنچ جاؤ گے، اللہ تعالیٰ نے خزانے کا پتہ بھی بتلادیا اور قیمتی چیز کے حاصل کرنے کا راستہ بھی بتلادیا اس راستے پر آنے کی دعوت دیکر حقیقت میں سارے انسانوں کی ضروریات کی تکمیل کا اشارہ دے دیا۔

دنیا کے محلات اور کرسیوں میں صراط مستقیم کہیں چھوٹ نہ جائے:

اس لیے قرآن کی سب سے عظیم سورت میں اللہ نے بندوں کو ایک بڑی عظیم نعمت کے مانگنے کا طریقہ بتلایا ایسا نہ ہو کہ سونے چاندی کی چمک دیکھ کر اس کے چکر میں رہ جاؤ اور صراط مستقیم تک نہ پہنچو ایسا نہ ہو کہ دنیا کے محلات اور کرسیاں دیکھو حکومت اور طاقت دیکھو سب کو دیکھ کر اس کے پیچھے لگ جاؤ اور صراط مستقیم سے دور ہو جاؤ، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمام

چیزوں میں سب سے قیمتی خزانے کو بتلا دیا اور فرمایا''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' کہہ لیا کرو، اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما سیدھے راستے پر چلا ہمیں سیدھے راستے پر پہنچا دے اگر ہم سیدھے راستے پر نہ پہنچے تو پھر سیدھی منزل بھی نہیں مل سکتی، راستے سے محرومی حقیقت میں منزل سے محرومی ہے، کسی کو گھر جانا ہے اور گھر کا راستہ نہ ملے کسی بھی راستے پر چلتا رہے تو گھر نہیں آ سکتا، ایسے ہی ہمیں صراط مستقیم نہ ملے اور ہم کہیں بھی چلتے رہیں زندگی گذر جائے گی اور ہمارا سرمایۂ حیات ہم سے چھن جائے گا، لیکن یقیناً دوست کی منزل نہیں ملے گی، دوست کی منزل جنت ہے وہ جبھی ملے گی جب ہم سیدھے راستے پر چلیں گے تو سیدھا راستہ ہمیں جنت تک پہنچائے گا، سیدھے راستے سے اگر الگ ہو گئے تو جنت کا راستہ نہیں ملے گا، اسی لیے اللہ نے فرمایا''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' اے مسلمانوں تم سب کے سب اللہ سے صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی دعا کرتے رہو، یہ دعا پوری زندگی کی جاتی ہے ہر فرض نماز میں کم از کم دو بار کی جاتی ہے، دو بار نہ کی جائے تو نماز ہی نہ ہو گی لیکن اس کا تعلق احساس سے ہے کہ ہمیں راستہ ملا کہ نہیں سیدھی راہ پر ہم آئے کہ نہیں، اس سیدھے راستے سے ہمیں مناسبت ہوئی ہے کہ نہیں، اگر سیدھے راستے پر ہم نہیں پہنچ سکتے تو ہم کچھ بھی ہو جائیں یقیناً اللہ تک، اللہ کی جنت تک نہیں پہنچ سکتے۔

منعم علیہم کا راستہ صراط مستقیم ہے:

اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مزید شرح فرمادی''صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' میرے انعام یافتہ بندوں کا راستہ اپناؤ اور اس پر چلو تو تم جنت تک پہنچ جاؤ گے اور سیدھے راستے کو چھپانے کے لیے اور اس سے ہٹانے کے لیے یہود بھی کھڑے ہیں نصاریٰ بھی کھڑے ہیں، گمراہ کرنے اور صراط مستقیم سے ڈھکیلنے کے چکر میں ہیں، بھائی تم کچھ بھی بن جاؤ عالم بنو، حافظ

بنو، لیکن صراط مستقیم نہیں ملا تو وہی علم تمہیں جہنم میں لے جائے گا وہی قرآن جہنم میں پہنچا دے گا، یہی ہاتھ پیر اگر ہم نے سیدھے راستے پر نہیں لگایا تو یہی جہنم میں پہنچا دیں گے ہماری زبان ہم کو جہنم میں پہنچا دے گی اور یہی آنکھیں دل ودماغ، ہاتھ وپیر جہنم میں ڈھکیل دیں گے، ساری دنیا کے انسان یہی حسرت کریں گے افسوس کریں گے کاش ہم اپنے ہاتھ پیر، دل دماغ، آنکھ کان وغیرہ کو درست کرتے اور اس کا نفع اٹھاتے لیکن اس وقت افسوس کرنا بیکار ہوگا، تمہارے پہلو میں چھپا ہوا نفس اللہ کی نافرمانی کراتا ہے رسول کی نافرمانی کراتا ہے تھوڑی سی دنیا کے نفع کو دکھا کر آخرت کا نقصان کراتا ہے، یہ تمہارے سب دشمنوں سے بڑا دشمن ہے رسیا اور امریکہ کو دشمن سمجھنے والے باہر کے دشمنوں کو دشمن سمجھنے والے ذرا ہوشیار رہیں کہ ان کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟

انسان خود اپنا دشمن ہے:

انسان کے اختیاری اعمال جس کے ذریعے جنت سے قریب ہوتا تھا وہی ہمارے اختیار میں رہنے والا ہاتھ، اختیار میں رہنے والی زبان اختیار میں رہنے والے دل دماغ آج ہمیں اللہ کی مخالفت پر ڈال کر اللہ سے دور کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ خود یہ انسان اپنا دشمن ہے اس کے جان ومال دشمن ہیں، آل اولاد اور ساری چیزیں اس کی دشمن ہیں ''یَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ ''(التغابن:۱۴) اے مسلمانوں یہ تمہارے جان مال اولاد سب تمہارے دشمن ہیں اگر تم ان کو غلط استعمال کروگے تو یہ اللہ کے سامنے تمہارے دشمن بن کر آئیں گے، اللہ کے حکموں کے خلاف کھڑا کروگے تو نتیجہ سوچ لینا، اس لیے ہمیں ذرا ان اعضاء وجوارح کے استعمال کا ڈھنگ سیکھنا چاہیے اور یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ہمارے پاس صراط مستقیم ہے کہ نہیں، سیدھا راستہ ہمیں ملا کہ نہیں، ہم سیدھے راستے پر ہوں گے تو ہمارے اعضاء وجوارح اچھے اعمال صادر کریں گے، اگر سیدھے راستے پر نہیں

ہوں گے تو بظاہر ہم کلمہ پڑھ رہے ہیں لیکن ہماری زبان سے یہودیت اور نصرانیت کا کلمہ نکلے گا ان کی بول بولتے رہیں گے ان کے اعمال کرتے رہیں گے ان کے اخلاق ادا کرتے رہیں گے بظاہر ہم مسلمان ہیں اخلاق و اعمال غیروں کے ہیں، ہماری زمین پر اگر غیروں کی کھیتی ہوتی رہی آپ بتلایئے کس قدر افسوس کی بات ہوگی، مسلمان اس وقت اپنے ہی منہ پر مارے گا، اپنے ہی ہاتھ کو کاٹ کھائے گا اور پیر کو توڑنے کی کوشش کرے گا اور کہے گا کاش کہ یہ ہاتھ پیر مجھ سے الگ ہوجاتے اور میرے پاس نہ رہتے اور ایسا نہیں ہوگا، حدیث میں سمجھایا گیا ہے کہ تمہاری بداعمالیاں تم سے چپکی رہیں گی تمہارے اعضاء و جوارح سے جو برے اعمال صادر ہوئے ہوں گے لاکھ چاہیں گے کہ یہ پیچھا چھوڑ دیں یہ گناہ میرے پیچھے سے ہٹ جائے ، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ تمہارا پیچھا چھوڑنے والے نہیں ہیں تم اپنے سے دور نہیں کرسکتے ہو وہ تم سے چپکے رہیں گے اس لیے انسان خود اپنے ہاتھ پیر کو غلط استعمال کرکے اپنے لیے سب سے بڑا دشمن بنا رہا ہے۔

اعمال جہنم کے ساتھ جنت کا ملنا مشکل ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سکھلا رہے ہیں کہ ہم سے سیدھا راستہ مانگو اور جب سیدھا راستہ مل جائے گا اور اس پر چلو گے تو سیدھے راستے والوں کے اعمال نصیب ہوں گے ان کے اخلاق ان کے علوم ان کی عبادت کا اخلاص نصیب ہوگا اور ان جیسا دل دماغ نصیب ہوگا اور اگر صراط مستقیم نصیب نہیں ہوگا تو یاد رکھو جنت میں پہنچنے کا راستہ کوئی نہیں ہے، آپ چاہتے ہیں کہ منزل جنت کی مل جائے اور اعمال جہنم کے کرتے رہیں ہم چاہتے ہیں کہ عزت کی شکل وصورت میں رہیں اور محمد ﷺ کے غلاموں میں جگہ ملے اور شکل وصورت کسی کی اپنائیں داڑھی منموہن اور چندر شیکھر کی رکھیں اور چاہیں کہ ابوبکرؓ کی داڑھی سے مل جائے تو یہ کیسے ہوگا؟ اگر

ہمارے اعمال وافعال ساتھ نہیں دے رہے ہیں تو یاد رکھیے یہ ہاتھ پیر ہمارے دشمن ہیں ہم اللہ ورسول کی اطاعت نہیں کرتے اللہ کے راستے سے دن بدن دور ہوتے جارہے ہیں ہمیں احساس نہیں اس لیے سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنی نگرانی رکھیں کہ کہیں سیدھے سے مکرنے نہ پائیں گاڑی چلانے والا بڑی ہوشیاری سے گاڑی چلاتا ہے ہر موڑ پر پوچھتا ہے کہ یہ راستہ دوسری طرف تو نہیں جارہا ہے کہنے والا کہتا ہے کہ سیدھے جائیں آگے موڑ آتا ہے لکھا ہوا ہے پھر بھی پوچھتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دوچار میل آگے چلے جائیں بار بار پوچھتا ہے کہ کہیں ہم منزل سے دور نہ ہوجائیں۔

ہمارا تعلق قرآن سے کتنا ہے؟

مجھے صرف اتنی بات سنانی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کو خیرات وبرکات کا چشمہ بنایا ہے تو اس قرآن سے ہمارا تعلق کتنا ہے؟ اس سے ہم کتنا نفع اٹھارہے ہیں صراط مستقیم پر چل رہے ہیں یا نہیں، صرف اس کے الفاظ ہی ہمارے ہاتھوں میں نہ رہ جائیں اس کے معانی بھی ہوں، علوم بھی ہوں، اعمال بھی ہوں، اخلاق بھی ہوں اور معاشرت بھی ہو جس وقت یہ چیزیں نصیب ہوں گی تو ایمان کامل نصیب ہوگا، تب قرآن ہمیں پوری شان وشوکت کے ساتھ نفع پہنچائے گا، شان وشوکت سے سلامتی نصیب ہوگی، اس کے محاسن نصیب ہوں گے، پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن سے وابستہ رہنے کی توفیق نصیب فرمائے، قرآن سے اپنے کو چپکائے رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے، قرآن کے خلاف جو ہماری زندگی گزر رہی ہے پھر قرآن وسنت پر واپسی نصیب فرمائے۔ (آمین) وما علینا إلّا البلاغ.

مجلس نمبر (۹)

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہِ الذین اصطفٰی اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وقال قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. مَلِکِ النَّاسِ. صدق اللہ العظیم.

قرآن کسی بھی حال میں چھوڑنے کی چیز نہیں ہے:

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ابھی آپ حضرات کے سامنے عزیز طلبہ نے قرآن کریم کے حفظ کی تکمیل کی اور آپ نے ایک طالب علم سے ابتداء قرآن کی بھی کچھ آیتیں سنیں اس میں نیک فالی ہے کہ قرآن پورا ہو جانے کے بعد چھوڑے جانے کی چیز نہیں ہے اس لیے جب قرآن مکمل ہو تو اسے پھر شروع کر دیا جائے شروع کرنے میں دیر نہ لگے کہیں مسلمان اسے چھوڑ کر غفلت میں نہ پڑ جائے، قرآن کریم کے آداب میں سے ہے کہ ابتدائی کچھ آیات یا رکوع پڑھ کر ختم کیا جائے۔ اللہ رب العزت نے اس کتاب کا آغاز ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' سے فرمایا اور صاف لفظوں میں بتلا دیا کہ ساری کارستانی اس پاک پروردگار کی ہے جو ساری چیزوں کا پالنہار ہے خاص طور سے اس انسان کا رب اور مربی ہے ظاہر ہے کہ جب اس انسان کا پالنہار اور اس کی تربیت کے مربی اللہ تعالیٰ ہیں تو یقیناً اس انسان میں بے شمار کمالات پیدا ہوئے اور پیدا ہوں گے اور ہوتے رہیں گے اگر رب نہیں بدلتا مربی نہیں بدلتا تو اس کے مربوب کے کمالات میں کمی نہیں آئے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کو سورہ ناس پر مکمل کرتے ہوئے بندوں کو سمجھا دیا اور اشارہ دے دیا تنبیہ کر دی

کہ دیکھوتمہاری ساری تربیت اور تمہارا سارا کمال میرے اس فرمان کے تحت زندگی گزارنے سے وابستہ ہے اگر میرے اس تربیت کے سامان کو صحیح طور پر اپناتے رہو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی شان تربیت کا پورا نفع نصیب ہوگا۔

رب کی شانِ تربیت قرآن کے لفظ لفظ سے جڑی ہوئی ہے:

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو خصوصی ہدایت جاری کی کہ میرے کلام کا تربیت کا شافی نسخہ ہدایت کا کوئی حصہ آپ کے پہچانے سے رہ نہ جائے، صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا ''یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ '' (المائدۃ:۶۷) اے میرے رسول میں نے جو آپ کو قرآن دیا ہے اس کا ایک ایک حرف پہنچادیں اسلیے کہ یہ رب کا کلام ہے اس کی شان تربیت اس کے لفظ لفظ سے جڑی ہوئی ہے، لہٰذا کوئی آیت چھوٹے گی کوئی حرف چھوٹے گا کوئی حصہ چھوٹے گا تو اسلام ناقص رہ جائے گا، معلوم ہوا کہ انسان کے کمال کا تعلق اس کلام کے تعلق سے ہے اس کلام کو جس قدر جس طرح ہو بھر پور حاصل کرے گا اسی قدر وہ انسان کو کمال عطا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ ناس میں یہ تنبیہ فرمادی کہ جس رب العالمین کے صدقے میں اور اس کے کلام کے صدقے میں تم ایک باکمال انسان ہوئے ہو، ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہارے کمالات کو دیکھ کر تمہیں استعمال کرلے اور نفس جو تمہارا دشمن ہے استعمال کرلے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلت وسستی سے گمراہ کن ایجنسیاں جو مختلف چولوں میں گھومتی ہیں تمہیں اچک لے جائیں اس کے لیے اللہ نے ''مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ '' کے ذریعے تنبیہ فرمادی کہ دیکھو بسا اوقات یہ انسان شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے وہ شریعت کی ڈگر سے اتر کر ضائع ہوجاتا ہے اس لیے ہمیں اپنے ہر کام میں اپنے رب کی حفاظت اپنے رب کی پناہ میں رہنے کی

ضرورت ہے اسی کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کو دونوں سورتیں دیں جن کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باب تعوذ میں بے مثال سورتیں ہیں پہلی کتابوں میں نازل نہیں ہوئیں اس کتاب میں بھی نازل نہیں ہوئیں وہ سورہ فلق اور سورہ ناس ہے، اللہ نے محبوب کو عطا فرمایا اس سورت میں اپنے رب سے چمٹنے اور جمنے اور اس سے جڑ جانے اور اللہ کی ہدایت پر زندگی گزارنے کی تنبیہ کی گئی ہے۔

سارے کمالات کے باوجود انسان جہنم سے بچ نہیں سکے گا:

اگر انسان اپنے رب سے چمٹا نہیں رہا، نفس وشیطان کے پھندے میں پھنس گیا اسی طرح شیطان نما انسانوں کے تصرف میں آ گیا تو یہ انسان بنا بنایا جہنم میں چلا جائے گا پورا انسان اپنی صلاحیتوں کے ساتھ آگ میں جلائے جانے کے قابل ہو کر اینٹ اور پتھر کے ساتھ اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال دیں گے ''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَکُمْ وَأَھْلِیْکُمْ نَاراً، وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ '' (التحریم:۶) میں اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ بہت حفاظت اور نگرانی کی ضرورت ہے اس انسان کو باکمال ہونے کے باوجود بھی نفس وشیطان گمراہ کر کے اسے جہنم کا ایندھن بنا دیں گے، محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سارے انبیاء کے لیے مثالی ذات تھی آپ نے خود فرمایا کہ میں نبیوں کا نبی ہوں اور لوگ تو ایک امت کے نبی بن کر آئے ہیں لیکن میں ''أَنَا نَبِیُّ الْأَنْبِیَآءِ'' نبیوں کا نبی بن کر آیا، ہر نبی کو میری ضرورت پڑے گی۔

میرے دوستو! ہر نبی کو آپ علیہ السلام کی تصدیق اور آپ کی تائید کے علاوہ ہر نبی کو نبی کریم ﷺ کی سرداری اور سفارش کی ضرورت پڑے گی، کوئی نبی ایسا نہیں جو جنت میں چلا جائے جب تک آپ کی شفارس داخل نہیں ہوگی اس وقت تک اللہ تعالیٰ حساب کتاب شروع نہیں کریں گے، نبیوں کے نبی ہیں کتنا بلند رتبہ ہے، اللہ کے محبوب ہیں لیکن کیا

فرمارہے ہیں ''اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْا لَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرَفَۃَ عَیْنٍ''
(ابوداؤدشریف، کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح:ص۶۹۴) اے اللہ میں آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں، ایک لمحے کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے مجھے نہ فرما ورنہ میرا نفس مجھے ضائع کردے گا، نفس میرا دشمن ہے ایک لمحے ہی میں مجھے جہنم میں ڈھکیل دے گا ایک لمحے کی فرصت پا جائے اس میں میرا بڑا نقصان کردے گا اسلیے رب سے درخواست کرتے ہیں ''اَللّٰھُمَّ لَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرَفَۃَ عَیْنٍ'' اے میرے مولیٰ مجھے میرے نفس کے حوالے نہ فرما۔

نبی کو رحمٰن کی رحمت کے سامنے اپنے نفس پر ظلمت دکھائی دی:

آپ اندازہ لگایئے کہ آپ ﷺ کو اپنے نفس پر جو بڑا پاکیزہ تھا، بڑا صاف ستھرا اور مصفّٰی تھا لیکن ارحم الراحمین اور رحمٰن رحیم مالک کی رحمتوں کے سامنے آپ کو اپنے نفس پر ظلمت دکھائی دے رہی تھی، اس لیے آپ نے فرمایا اے مولیٰ تیرے جیسے ارحم الراحمین کے حوالے ہی رہ کر میں اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں، میں ایک لمحے کے لیے بھی نفس وشیطان کے سایہ میں نہیں رہنا چاہتا۔ معلوم ہوا کہ انسان کس قدر خطرے میں رہتا ہے اس کو کہاں سے کب ضرر لاحق ہوجائے اس کے ظاہر میں اس کے اندرون میں کب نقصان پہنچ جائے کچھ پتہ نہیں، اس لیے ضرورت ہے اللہ تعالیٰ سے استعاذہ کرنے کی، آپ دیکھیئے خود قرآن کریم جو اللہ کا کلام ہے مجموعۂ کلام ہے اس مجموعے میں کوئی داخل ہونا چاہے اس سے استفادہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو شروع کرنے سے پہلے ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھنا چاہیے اس کا راز یہ ہے کہ آپ کے حرم میں آکر آپ کے اس کلام کے دربار میں آکر میں فائدہ جبھی اٹھا سکتا ہوں جبکہ شیطان مجھ سے دور رہے، جب شیطان مجھ سے ہٹ جائے میں

آپ کی پناہ میں آ جاؤں تب مجھے اس کا نفع حاصل ہوگا۔

انسان کا سارا کمال اللہ کی شان ربوبیت کا صدقہ ہے:

مجھے اس وقت یہ عرض کرنا تھا کہ آپ قرآن کی ابتداء اور انتہاء کو دیکھیے تو رب ہی کا لفظ ملے گا، رب العالمین سے جس کلام کی ابتداء ہوئی تھی وہ رب الناس، ملک الناس سے انتہاء فرما کر بتلا رہے ہیں کہ تمہارا سارا کمال میری شان ربوبیت اور رحمت کا صدقہ اور طفیل ہے، اس لیے تم اپنے اس کمال کو اپنی ان ساری چیزوں کو بچانے کے لیے میری طرف ہی ہمیشہ متوجہ رہو، اور بار بار میری پناہ میں آنے کی درخواست دو جب تک اللہ کی پناہ نصیب نہیں ہوگی اس وقت تک انسان نہ تو کسی عمل میں ایک قدم آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ترقی کر سکتا ہے، اس لیے ضرورت ہے ان بچوں کے لیے بھی اور ہم سبھی حضرات کے لیے بھی کہ اس کا اہتمام کریں کہ اللہ کا کلام اور اس کے اعمال وافعال اور اس کے ثمرات ہم پاویں اللہ کے کلام کو اپنی زندگی میں داخل کرنے اور اس کے اخلاق کو اپنانے کے لیے اللہ سے عہد کریں اور اللہ تعالیٰ سے قرآن کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی جب یہ انسان منت وسماجت کرتا رہے گا، تب اس کو یہ چیزیں ملیں گی، میرے دوستو! بڑی مشکل سے یہ انسان ان کا کہا جاتا ہے، ورنہ بہت ساری ایجنسیاں کھڑی ہیں وہ اپنا ٹھپہ لگا دیتی ہیں اور لوگ کہتے ہیں ارے صاحب یہ فلانے کے ہیں، بہت لوگ اپنا ٹھپہ لگا کر اپنا بنانے کے چکر میں رہتے ہیں۔

نہ میں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا　　　انھیں کا انھیں کا ہوا جا رہا ہوں

دین کو مقدم کرنے سے دنیا بھی آرام دہ ہوگی:

ضرورت ہے ہم سب کو کہ اپنے دین کی فکر مقدم رکھیں جس قدر ہماری فکر مکمل اور مقدم

ہوگی اسی قدر ہماری دنیا آرام دہ ہوگی جس قدر ہم دین کو پیچھے کریں گے اسی قدر ہماری دنیا کی زندگی پریشان کن ہوگی، میں یہی کہتا ہوں کہ دنیا کی ضرورت سارے انسانوں کو ہے، اللہ نے دنیا میں پیدا ہی کیا ہے تو بہت سی چیزوں کو اس سے وابستہ کردیا ہے لیکن جس نے دین کو مقدم رکھا آگے رکھا اس کی دنیا اس کے لیے غلام بن کر آتی ہے ''أَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ '' (ابن ماجہ شریف، کتاب الزہد، باب الھم بالدنیا: ص۳۰۲) اور جس نے دنیا کو مقدم رکھا وہ دنیا کا غلام بن کر بھٹکتا رہتا ہے اور پریشان رہتا ہے پوری دنیا میں مختلف جگہوں پر پوری زندگی میں وہ دنیا کی نوکری ہی کرتے کرتے رہ جاتا ہے اور دنیا اس سے خوش نہیں ہوتی ہمیشہ اس کو دنیا کی خوشی کیلیے ناک رگڑنی پڑتی ہے، بس دو ہی نسخہ ہے اگر آپ دین کو مقدم رکھیں گے تب بھی دنیا ملے گی، مگر دنیا نوکر بن کر آئے گی اگر دنیا کو مقدم کریں گے تب بھی آپ کو دنیا بقدر مقدر ہی ملے گی، ایک دانہ آپ بڑھا کر نہیں کھا سکتے، ایک روپیہ بڑھا کر نہیں کما سکتے لیکن اس تقدیم وتاخیر سے دنیا کی نوکری کرتے کرتے پوری زندگی ختم ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطاء فرمائے، دین کی سمجھ عطا فرمائے، حدیث شریف میں آتا ہے ''مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ '' (بخاری شریف، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین: ۱/۱۶، الرقم: ۷۱) اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ دیتے ہیں اور جس کے ساتھ یہ بھلائی مقدم نہیں ہوتی وہ دنیا کا بہت بڑا سمجھدار سمجھا جاتا ہے اور اسی سمجھداری میں پوری زندگی ضائع ہوجاتی ہے، اللہ ہم سب کی ایسی سمجھداری سے حفاظت فرمائے، اپنی پناہ میں رکھے اور نفس وشیطان کے حوالے نہ فرمائے اس کی بار بار اللہ رب العالمین سے درخواست کرنی چاہیے۔ **وما علینا إلّا البلاغ۔**

مجلس نمبر(۱۰)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہٖ الذین اصطفیٰ اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم. الٓمٓ. ذَالِکَ الْکِتَابُ. لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ. (صدق اللہ العظیم)

نزول وحی سے قرآن کی طاقت کا اندازہ:

میرے محترم بزرگو، دوستو اور عزیز طلبہ! ابھی آپ حضرات کے سامنے چھ بچوں نے قرآن کریم کے حفظ کی تکمیل کی، یہ اللہ تعالیٰ کا انعام واکرام ہے جو ایک ماءِ مہین سے پیدا ہونے والے انسان، ضعیف البنیان، سراپا خطا ونسیان کو اپنے کلام سے مشرف فرماتے ہیں اللہ کی شان رحمت ہے کہ انسان اور بڑا کمزور ایسا کلام اٹھاتا ہے ایسا کلام بولتا ہے جو بڑی طاقت اور بڑی قوت کا تقاضا کرتا ہے، چناں چہ اندازہ کے لیے آپ سمجھئے کہ جناب نبی کریم ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے چار ہزار مردوں کی طاقت دی آپ پر جب قرآن اترتا تھا تو قرآن کے بوجھ سے آپ علیہ السلام پسینہ پسینہ ہوجاتے تھے اور کبھی آپ سفر میں ناقہ پر سوار ہوتے تو ناقہ وحی کے بوجھ سے بیٹھ جاتی تھی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری شریف میں موجود ہے فرماتے ہیں کہ میری ران پر سر رکھ کر رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ آثار وحی شروع ہوگئے مجھے محسوس ہوا کہ میری ران دو ٹکڑے ہوجائے گی، اللہ کے کلام کا اس قدر بوجھ تھا کہ خود نبی عین ٹھنڈک میں پسینہ پسینہ ہوجاتے اور نبی کو پڑھنے میں اس قدر زحمت ہوتی تھی تو پھر عام انسان

کی کیا حیثیت ہے اللہ نے احساس دلایا ''وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ ''(القمر:۱۷) ہم نے اس قرآن کو آسان کیا ذکر کے لیے اگر آسان نہ کرتے تو یہ انسان اسے پڑھ بھی نہیں سکتا اسے یاد بھی نہیں کرسکتا اس پر عمل کے لیے اللہ نے تیسیر کا راستہ کھول دیا اس لیے امام بخاری نے ''وَلَقَدْ یَسَّرْنَا '' کے تحت میں ذکر کیا ہے ''هَوَّنَّا عَلَيْهِ قِرَأتَه '' ہم نے اس کے پڑھنے کو آسان کیا ورنہ ایک انسان اس کے بوجھ تلے دب کر مر جاتا جب اسے پڑھتا تو اس کا گلا گھٹ جاتا اس کے اعضاء جوارح اپنی جگہ سے ہٹ جاتے۔

حضرت امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپ ﷺ تشریف لا رہے تھے تو سورہ فتح نازل ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے باہر سے آنے والے ایک صحابی نے کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو حالت وحی میں دیکھنا چاہتا ہوں اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلوایا اس نے جب دیکھا سورہ فتح نازل ہو رہی تھی صحابی نے کہا ایسا لگ رہا تھا جیسے ایک مضبوط جوان اونٹ کو کسی بڑے بوجھ سے دبایا گیا ہو اور اس کے اندر سے آواز نکل رہی ہو جیسے بوجھ کی حالت میں ''ہاہا'' کی آواز آتی ہے آپ کی آنکھیں بالکل سرخ جیسے نکل کر باہر آجائیں گی اعضاء و جوارح جوڑ جوڑ سے ہٹ جائیں گے۔(بخاری شریف کتاب الحج، باب یفعل فی العمرۃ مایفعل فی الحج:۱/۲۴۱، الرقم:۱۷۸۹/ کتاب فضائل القرآن باب نزل القرآن بلسان قریش:۲/۴۴۵، الرقم:۴۹۸۵)

بچوں کو قرآن سے محروم کرنا بہت بڑا المیہ:

آج مسلمان کو اس عظیم کلام کو پڑھنے اور اس کو بولنے اور اس کو یاد کرنے کی جو سہولت دی گئی ہے اسے مسلمان بڑی آسانی سے نظر انداز کر کے آگے چلا جاتا ہے، اس عظیم نعمت کو حاصل کرنے کی فکر نہیں رہی اس کو صحیح پڑھنے کی فکر گھٹ رہی ہے، حتیٰ کہ فانی دنیا کی

چھوٹی منفعت کے لیے بچوں کو چلڈرن، انگلش میڈیم، نرسری میں ڈال کر قرآن سے محروم کرنا مسلمانوں کے لیے ایک آسان کھیل بنتا جارہا ہے، بہت بڑا المیہ ہے بہت ہی حسرت کی بات ہے کہ اس کائنات کا سب سے قیمتی سامان اس سے قیمتی مسلمانوں کے پاس کوئی دولت نہیں، حضرت مولانا یعقوب صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی رحمت کا معاملہ فرما کر بڑے نیچے نزول فرمایا ورنہ یہ انسان اس کے مقابل میں بھی نہیں آسکتا اور عجیب بات فرمائی کہ اس کائنات میں اس سے قیمتی اب کوئی چیز نہیں رہی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سوال تھا کہ رسول افضل ہیں یا قرآن؟ فرمایا یہ بات تو گزرگئی اس کے دو جوابات دیئے گئے لیکن بلا مقابلے کے اس دنیا کا سب سے قیمتی سامان قرآن کریم ہے کعبہ اور مسجد نبویؐ سے بھی افضل ہے، زمین و آسمان کے بیچ مسلمانوں کے پاس اس سے قیمتی کوئی چیز نہیں لیکن احترام بگڑتا جارہا ہے، لگاؤ گھٹتا جارہا ہے، تعلق کمزور ہوتا جارہا ہے۔

تعلیم قرآن بچوں کے لیے سعادتِ عظمیٰ ہے:

ہمارے حضرت والا شاہ ہردوئی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ آج ہم قرآن کے بنیادی حقوق سے غافل ہیں، قرآن کریم کا صحیح پڑھنا فرض ہے آپ ایک رکعت ہی نماز پڑھیں اس میں قرآن کا صحیح تلفظ کرنا فرض ہے دو چار سورتیں یاد کریں اس کا صحیح پڑھنا فرض ہے، آج صحت قرآن کی فکر نہیں رہی بلکہ قرآن پڑھانے کی فکر غائب ہوتی جارہی ہے اور قرآن کو مسلمان اتنا سرسری نگاہ سے دیکھ کر گزر جاتا ہے اس وقت اس پر تفصیل سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ،لیکن میں اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری نسلوں کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں قرآن دیا ہے اس قرآن کا احترام کیجئے اور اہتمام تلاوت کیجئے اور اپنے بچوں کے لیے

تعلیم قرآن کو سعادت عظمیٰ سمجھیے اس قرآن کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کردیا کہ اس کا نفع کس کو ملے گا، قرآن تو اتنا کثیر النفع ہے اتنا کثیر النفع ہے کہ دنیا میں اتنا نفع پہنچانے والی کوئی چیز نہیں آپ سونا چاندی کمائیں لیکن اس کو خرچ کیے بغیر اس کا نفع نہیں پاسکتے آپ سے رخصت ہوئے بغیر فائدہ نہیں پہنچا سکتا، بلڈنگ ومکان بنائیں، اس سے نکلتے ہی اس کا نفع ختم ہوجاتا ہے، گاڑی سے اترتے ہی اس کا نفع ختم، سورج کے ڈوبتے ہی سورج کا نفع ختم، چاند کا نفع چاند کے غائب ہونے کے بعد ختم، ستارے سیارے کی انرجیاں غائب لیکن اگر آپ نے قرآن پڑھ لیا۔

حدیث میں آتا ہے ترمذی شریف کی روایت ہے ''مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَه' بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا'' (ترمذی شریف کتاب فضائل القرآن، باب من قرأ حرفاً من القرآن: ۱۱۹/۲)

اس کتاب کا ایک حرف بھی کسی نے پڑھا اس کو ایک حسنہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے صدقے میں ہر حسنہ ''اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا'' کے میزان سے وہ حسنہ دس حسنہ بنتا ہے ایک حرف پر دس نیکی بنتی ہے اور یہ کب تک رہے گی ''فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْن'' (التین:۶) اس کا اجر کبھی بھی ختم نہیں ہوگا چاہے دنیا رہے چاہے دنیا اجڑ جائے چاہے آپ برزخ میں ہوں چاہے محشر میں ہوں چاہے پل صراط پر گزریں یا گزر کر جنت میں پہنچیں اس پڑھے ہوئے قرآن کا نفع نہ رات میں ختم نہ دن میں نہ دنیا میں نہ برزخ میں ختم نہ محشر میں ختم نہ پل صراط پر گزر کر اس کا نفع ضائع ہوگا، جنت میں اور ہمیشہ ہمیش اور لازوال اس کا نفع ملے گا۔

دنیا میں نفع اٹھانے کے لیے مالک ہونا ضروری نہیں:

قرآن کریم سے زیادہ کثیر النفع کوئی دوسری چیز نہیں، اتنے کثیر النفع کو آج مسلمان

بڑی آسانی سے عارضی اور وہمی نفع کے لیے شاید کچھ نفع مل جائے کے خیال میں چھوڑ رہا ہے، ایک صاحب سے اسی سلسلے میں کچھ گفتگو ہوئی تو میں نے ایک بات سمجھائی کہ نفع اٹھانے کے لیے انسان کا مالک ہونا ضروری نہیں آج دولت اور مملکت کے لیے انسان کتنا پریشان ہے کہ کتنا اکٹھا کرلیں؟ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہر مالک اپنی مملوک سے نفع اٹھا سکتا ہے؟ ایسا نہیں ہے، جو چیز آپ کی ملک ہے ہوسکتا ہے اس کا نفع دوسرا اٹھائے اور جو چیز آپ کی ملک نہیں ہوسکتا ہے اس کا نفع آپ اٹھائیں بہت سے لوگ بہت کما کے رکھے ہوئے ہیں نہ کھا سکتے نہ اسے استعمال کرسکتے، کماتا کوئی ہے اور کھاتا کوئی ہے، اس دنیا میں انسان کی یہ دھن ہی غلط ہے کہ بہت زیادہ کمالے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمہارے نفع کے لیے تمہارے اعمال کافی ہیں تمہیں وہی کام آئیں گے، میری ملاقات بمبئی میں ایک صاحب سے ہوئی ان کو کئی بیماری لاحق ہوگئی شوگر وغیرہ بہت امراض ہوگئے ان کے پاس چکنی اور میٹھی چیزیں آتیں تو ڈرائیور سے کہتے لو بابو تم کھالو چھ ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ اس کو بھی شوگر ہوگئی یہ سب کیا ہے؟ ساری چیزیں موجود ہیں چھو نہیں سکتا، کھا نہیں سکتا، دیکھ نہیں سکتا، مال کا مالک ہے لیکن نفع دوسرا اٹھا رہا ہے، اس لیے یہ ہوس ہی غلط، یہ قصد وارادہ ہی غلط کہ ہم ساری چیزوں کے مالک ہوں مالک ہوکر کروگے کیا؟ وہی روٹی بوٹی تمہاری حلق سے اترنے والی ہے جو تیرے رب نے تمہارے مقدر کردی ہے اور وہ کسی کے گھر میں پک کر اتر سکتی ہے اس لیے یہ تصور غلط ہے کہ وہ ہمارے ہی گھر میں پکے، نہیں جو مقدر ہے اس پر کسی انسان کیا کسی سکندر کا بھی زور نہیں چل سکتا اور کسی کا کیا چل سکتا ہے اس لیے مالک ہونے کا خیال نکال کر بندہ بننے کی کوشش کریں۔

قرآن اپنے تلفظ، معانی، اعمال، اخلاق سب میں مقصود ہے:

اللہ تعالیٰ نے ”الٓمٓ“ سے کتاب شروع کرکے بتلادیا کہ یہ قرآن تمہاری سمجھ میں نہ آئے

تب بھی اس کا نفع چالو، چناں چہ نبی کریم ﷺ نے دوسری حدیث میں یہ بات واضح فرمادی کہ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے فرمایا ''بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَ لَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ'' آج بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بلا سمجھے پڑھنے سے کیا فائدہ جب سمجھا ہی نہیں تو فائدہ کیا ملے گا بلکہ اس کا دو فائدہ ہے ایک پڑھنے کا فائدہ ایک سمجھنے کا فائدہ اس لیے کہ قرآن ایسا مقصود ہے اور ایسا قیمتی مقصود ہے کہ الفاظ اور معانی دونوں میں مقصود ہے۔

لہٰذا قرآن کو الفاظ صحیحہ کے ساتھ پڑھنا بھی ضروری اور اس کے صحیح معنی تک پہنچنا اور اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، اس لیے قرآن کا تلفظ لغو نہیں، چناں چہ اس کے لیے مستقل فن تجوید فن قرأت ایجاد ہوا ہے، اس میں علماء قراء کی ایک بڑی جماعت لگی ہوئی ہے جو اس کے الفاظ اس کے انداز، اس کے مدات اور حرکات وسکنات کی حفاظت میں لگی ہوئی ہے اپنی عمر صرف کررہی ہے، قرآن اپنے تلفظ میں بھی مقصود ہے اور معانی میں بھی مقصود ہے اپنے عمل میں بھی مقصود ہے اس کا کوئی بھی حصہ غیر مقصود نہیں، اس لیے یہ سمجھنا کہ جیسے تیسے پڑھ لیا بس، قرآن کو جیسے تیسے نہیں پڑھ سکتے، قرآن کو ایسے ہی پڑھنا پڑے گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ہے اور ان سے سن کر صحابہ نے پڑھا ہے اور وہ سلسلہ اور سند اب تک باقی ہے اور اہل فن جیسے پڑھتے ہیں ویسے ہی پڑھنا پڑے گا، اگر آپ نے ویسے نہیں پڑھا تو ایک حرف پر دس نیکی کے بجائے اس کے برعکس نمبر کٹ جاتا ہے، مائنس نمبر بھی آپ نے سنا ہوگا اسی لیے حدیث میں آتا ہے ''رُبَّ قَارِئٍ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ'' بہت سے لوگ شوق میں پڑھتے تو ضرور ہیں لیکن قرآن ان پر لعنت برساتا ہے، قرآن اپنے حروف کے پامال کرنے اور الفاظ کے روندنے پر لعنت بھیجتا ہے تم نے اتنی عظیم نعمت کے الفاظ کے ادا کرنے کا حق ادا نہیں کیا اس لیے معلوم ہوا کہ قرآن اپنے الفاظ اور معانی دونوں میں مقصود ہے۔

حفاظ کو بھی تصحیح قرآن کی رعایت کرنی چاہیے:

حکیم الامت حضرت والا تھانوی علیہ الرحمہ نے عجیب بات لکھی ہے مجھے یاد آ گئی، حضرت کی اس پر زبردست اور مبسوط تقریر چھپی ہوئی ہے لکھا ہے کہ قرآن کے جو الفاظ ہیں، اسماء ہیں، جو قرآن کے مشہور نام ہیں، قرآن، کتاب اللہ، کلام اللہ ہر ایک سے قرآن کے الفاظ کے مقصود ہونے کا پتہ چلتا ہے، قرآن کہتے ہیں ''مَایُقْرَءُ بِہٖ'' کو جو چیز قرأت میں آتی ہے پڑھنے میں آتی ہے وہ لفظ ہوتا ہے، معنی پڑھنے میں نہیں آتا اس لیے معلوم ہوا کہ الفاظ کس قدر مقصود ہیں کہ الفاظ کی رعایت کے ساتھ قرآن کا نام رکھا گیا، دوسرا نام کلام اللہ ہے اور کلام اللہ اسے کہتے ہیں ''مَا یُتَکَلَّمُ بِہٖ'' جو لفظ انسان کی زبان سے نکل رہے ہیں تکلم میں آرہے ہیں معلوم ہوا کہ تکلم میں الفاظ آتے ہیں معنی نہیں آتے پھر فرمایا کتاب اللہ اسے کہتے ہیں ''مَا یُکْتَبُ بِہٖ'' جو چیز لکھی جائے لکھنے میں حرف آتے ہیں معنی نہیں آتے اس لیے جنھوں نے اس رجحان کو بڑھانے کی کوشش کی کہ الفاظ قرآن مقصود نہیں اس کے معنی مقصود ہیں اس کو حضرت نے بہت زوردار الفاظ میں تردید کرتے ہوئے سمجھایا ہے، حضرت تو ماشاء اللہ جب بیان کرتے تو علم کا ذخیرہ جمع کر دیتے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن اپنے الفاظ میں بھی مقصود ہے اس لیے حفاظ کو بھی اس کی رعایت رکھنی چاہیے نہ کہ گاؤں والے کی رعایت میں کسی کے کہنے پر قرآن کو روند کر گزر جائے چاہے کسی کا جی چاہے سنے چاہے چھوڑ کر چلا جائے قرآن کے حق کو پامال کرنے سے بچنا چاہیے، میں بچوں کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ صحیح پڑھنے کا اہتمام یادداشت کو باقی رکھنے سے زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

نسیان کثرتِ تلاوت قرآن کا ذریعہ ہے:

نبی کریم ﷺ نے نسیان کا تذکرہ کر کے بتلا دیا کہ خطا ونسیان حقیقت میں کثرت تلاوت قرآن کا ذریعہ ہے اس لیے خطا ونسیان ہمارے لیے رحمت ہے اگر خطا ونسیان نہ ہوتو ایک بار پڑھ کر ٹیپ کی طرح بند ہوجائے، اور ایک بات یاد رکھنا کہ قرآن کی تکثیر مقصود ہے، خود نبی کریم ﷺ جن پر قرآن اترا ہے فرماتے ہیں ''وَرْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ ''اے اللہ مجھے رات ورات، دن ودن اس کی تلاوت کی توفیق نصیب فرما علماء نے لکھا ہے کہ ورزقنی کا راز کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی تلاوت کو غذاء روح سے تشبیہ دیتے ہوئے اور ہم لوگوں کو فکر دلاتے ہوئے اللہ سے دعا مانگی اے اللہ مجھ کو رزق دے معلوم ہوا کہ قرآن رزق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تذکرے میں امام بخاری نے نقل کیا ہے جب انھیں واقعہ افک میں جواب دینا پڑا انھوں نے کہا میں قرآن زیادہ پڑھی ہوئی نہیں ہوں اپنے قرآن کے کم پڑھنے پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے اپنے علم کی کمی کا اظہار کیا تھا، اس لیے قرآن مسلمان کے لیے عظیم الشان دولت ہے اور اس کی روح کی سب سے بڑی غذا ہے۔

آج کل علماء تلاوت سے محروم کر دیئے گئے:

عام طور سے جو لوگ قرآن پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں وہ بھی تلاوت کا اہتمام نہیں کرتے یہ ان کی کمی کی بات ہے اس کو دور کرنا چاہیے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آج کل کے علماء تلاوت سے محروم کر دیئے گئے، کہیں تقریر کے بہانے، کہیں تدریس کے بہانے، کہیں کسی بہانے تلاوت سے شیطان نے دور کیا ہے، تلاوت پر قدرت کے باوجود اس کے کلام سے استفادہ کی صلاحیت کے باوجود بڑا نفع اٹھانے سے محروم

ہیں کسی کو آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ ۵؍کروڑ روپئے آمدنی والی فیکٹری ہو اور اس کو تالا بند کر کے رکھا ہو ٹہل رہا ہو آپ کے پاس قرآن ہے اس قرآن کے ذریعہ نیکی کمانے کی صلاحیت بھی دی ہے، صحیح پڑھنے کا ہنر دیا اس کے علوم ومعانی سے آشنا فرمایا لیکن بہانہ چاہیے درس قرآن کے لیے تلاوت قرآن کے لیے کوئی بہانہ مل جائے تو فوراً چھوڑ دیں یہ کمزوری کی علامت ہے ''نزلہ برعضوضعیف'' نزلہ ہمیشہ عضوضعیف پر گرتا ہے، جب قرآن کا تعلق کمزور ہوگا تو یہ چھوٹ جائے گا، کہیں خوشی کے بہانے، کہیں غم کے بہانے، کہیں سفر کے بہانے، کہیں حضر کے بہانے کسی نہ کسی بہانے یہ چھوٹ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وما علینا إلّا البلاغ

....

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

(علامہ اقبالؒ)

مجلس نمبر (۱۱)

الحمد للہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی أمّا بعد! أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ظِلَالٍ وَّعُيُوْنٍ. (المرسلات:۴۱)

قرآن کا کامل نفع باطن کی صفائی پر موقوف ہے:

میرے محترم بزرگو، دوستواور عزیز طلبہ!

آپ حضرات نے ماشاء اللہ ایک مبارک اور بابرکت مجلس قرآن کریم کے حفظ کی تکمیل کی تقریب میں شرکت کی ہے، اللہ تعالیٰ تمام شرکاءمجلس کوقرآن کریم کی برکات سے حصہ نصیب فرمائے۔(آمین)

یقیناً قرآن کریم اس دنیا کے لیے اورآنے والی نسلوں کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے، اللہ رب العزت نے صاف فرمادیا''ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ'' یہ کتاب ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اوپر کی کتاب ہے بغیر کسی امترااور ریب کے ہے کہیں سے اس میں شبہ نہیں اگر کسی کو دکھے تو اس کے دماغ کی خرابی ہے، اللہ نے اس کتاب کو دو طبقوں میں منقسم فرمایااور فرمایا کہ دیکھواس کتاب سے ایک متقین کا طبقہ پیدا ہوگا جن کے حق میں سراسر نفع ہی ظاہر ہوگا ایک اس کے برعکس مکذبین ، فاسقین ، فاجرین کا طبقہ پیدا ہوگا جو قرآن کے تمام اوصاف اورکمالات کے باوجود بھی اس سے منتفع نہیں ہو پائیں گے، قرآن کا نفع اٹھانے کے لیے باطن کی صفائی کی ضرورت ہے، فرماں برداری اور اطاعت کا مزاج

پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو لوگ یہ مزاج نہیں بنائیں گے، باطن کی صفائی کی فکر نہیں کریں گے، قرآن کے نفع سے محروم ہوں گے، اسی لیے اللہ رب العالمین نے قرآن کے سلسلے میں صاف فرمادیا ’’یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْراً وَّ يَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْراً‘‘ (البقرۃ:۲۶) اس قرآن سے بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ ہدایت یاب ہو جائیں گے۔

مکذبین کو اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا:

یہاں پارہ ۲۹ کے ختم پر اللہ رب العالمین نے متقی غیر متقی کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں، اہل تقویٰ کے لیے انعام کا وعدہ سنایا اور بشارت دی کہ اہل تقویٰ سرچشموں میں ہوں گے، باغات میں ہوں گے ’’فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ‘‘ اور بہترین محلات میں ہوں گے اور اس کے برعکس فرمایا کہ مکذبین کا بڑا برا حشر ہونے والا ہے، اللہ کی کتاب کی تکذیب سے انھیں جہنم کی آگ جلائیگی اور اللہ کے عذاب سے دوچار ہوں گے، یقیناً اللہ کے عذاب سے انھیں کوئی چیز بچا نہیں سکے گی، ظاہر ہے کہ جب بڑے حاکم کی پکڑ آتی ہے تو دنیا کے سب چھوٹے ماتحت خاموش ہو جاتے ہیں اور پھر کسی کی کچھ ہمت نہیں ہوتی کہ کچھ بولے اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے سامنے انسان اس قدر مجبور ہوگا کہ نہ باپ کو طاقت ہوگی کہ بیٹے کو بچائے کچھ مدد پہنچائے اور بیٹا اپنے باپ کی کچھ مدد نہ کر سکے گا اور نہ اس جگہ کوئی دوست کسی دوست کے کام آئیگا، صرف اہل تقویٰ کی دوستی کچھ کام آئیگی اور کچھ نفع پہنچائیگی۔

اللہ اکبر کی صدا پورے عالم میں سنائی جاتی ہے:

اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ جو متقی نہیں ہیں ان کا حال یہ ہے کہ ’’وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ‘‘ (المرسلات:۴۸) جب ان سے کہا جاتا ہے رکوع کرو اللہ کے سامنے

جھکو، جھکنا سیکھو اور میرے عبادت گزاروں کے ساتھ عبادت کروتو کہتے ہیں کہ موقع نہیں ہے ان کو جھٹلا کر اس کے نفع کو نظر انداز کر کے یہ چلے جاتے ہیں، آگے بڑھ جاتے ہیں، دنیا میں بھی رہنے کی ایک ترتیب ہے، میں ایک گھر کی مثال دیتا ہوں، گھر میں بہت سے لوگ رہتے ہیں، لیکن گھر کا بڑا جب کوئی بات کہتا ہے تو ہر آدمی خواہی نخواہی بات مان ہی لیتا ہے، ضلع کا اگر کوئی جھگڑا ہے تو ڈی۔ ایم کی مداخلت سے وہ جھگڑا ختم ہو جاتا ہے، آدمی کہتا ہے کہ ضلع کے بڑے آدمی نے مداخلت کی ہے چلو بات ختم کر دی جائے، صوبے کی کوئی بات جو حل نہ ہو رہی ہو تو گورنر کے کہنے سے وہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے، کسی ملک کے صدر کی مداخلت سے بڑے سے بڑے مقدمات ختم ہو جاتے ہیں، صدر کی خصوصی رعایت کرتے ہوئے آدمی اپنے جھگڑے کو دفع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی عجیب بات فرمائی فرمایا کہ اے انسانوں تمہیں نافرمانی کی کیسی عادت پڑ گئی ہے اور تمہیں یہ بھی خیال نہیں رہا کہ تم کتنے بڑے مالک کی بات کو نظر انداز کر رہے ہو ’’فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ‘‘(المرسلات:۵۰) اللہ فرماتے ہیں کہ اس کائنات کا سب سے بڑا مالک میں ہوں، اللہ اکبر کی صدائیں اور ندائیں میرے لیے پورے عالم میں سنائی جاتی ہیں، میں ہی ہوں جس کا کائنات میں ڈنکا بجتا ہے، ساری دنیا کو آخر میں کہنا پڑتا ہے کہ بھائی مالک جو چاہے گا وہی ہوگا آپ دیکھیے الیکشنوں میں بڑی سے بڑی طاقت کے لوگ ڈرتے رہتے ہیں کہ ملک کا مالک جسے چاہے گا اسی کو حکومت دے گا، ہر انسان کو خوف ہوتا ہے کہ دیکھیے اللہ کا حکم کیا آ رہا ہے بڑے بڑے حکمراں پیروں میں روند دیئے جاتے ہیں، یہ کیا ہے؟ خدائی قدرت کا احساس ہر انسان کو ہوتا ہے انسان تھوڑی سی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انتقال ہو جائے گا بچے گا نہیں احساس بڑھ جاتا ہے انسانوں کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ ہمارے اوپر کسی کی بالادستی اور قدرت ہے جس کے حکموں

کے سامنے ساری تدبیریں فیل ہوجاتی ہیں ''وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ''
(سورۂ یونس:۷۸) اللہ کے لیے آسمان وزمین میں بڑائی کا ڈنکا بج رہا ہے، دنیا میں کوئی ایسا
سرکش نہیں نمرود اور فرعون کو بھی ہمت نہیں پڑی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ اللہ اکبر کے بجائے
اپنے اکبر ہونے کا اعلان کرادے اگر چہ یہ اپنے کو رب اکبر رب اعلیٰ کہتا تھا، لیکن اسے بھی
اللہ کے سامنے جھکنا اس کی مجبوری تھی، اسے بھی جھکنا پڑتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی اطاعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے:

اللہ رب العالمین بندوں کو یہ بات سمجھا رہے ہیں کہ میں اس کائنات کا مالک ہوں
تمھیں میرے رسولوں نے سمجھایا میرے فرشتوں کے ذریعے تمھیں پیغام پہنچا، حد تو یہ ہے کہ
تمھیں امام الانبیاء نے سمجھایا میرے محبوب ترین نبی جو رسولوں کے رسول ہیں، انھوں نے
سمجھایا تم نے سب کی بات نظر انداز کردی اپنی من مانی پر کہیں سے پابندی لگانے کے لیے
تیار نہیں بال میں آزاد، خدوخال میں آزاد، جماعت میں آزاد، کھانے میں آزاد، پہننے میں
آزاد، ایک جانور جیسی زندگی گزارنا فخر سمجھتا ہے، انسان کسی کی مان کر رہنے والے کو کہتے ہیں
اور مسلمان کے معنی اللہ ورسول کی ماننے والا، اللہ نے ارشاد فرمایا ''إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ
قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ''(البقرۃ:۱۳۱) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ
نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنے آپ کو مکمل سپرد کردو ظاہر و باطن میں میری اطاعت قبول
کرلو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً جواب دیا کہ میں نے اپنے ظاہر و باطن کو مکمل آپ
کے حوالے کیا آپ کے حکم پر اب میرے بال بڑھیں گے، آپ کے حکموں پر اب میری
زندگی گزرے گی، آپ کے کہنے پر میں اپنے بچوں کو وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑ کر آؤں گا،
آپ کے کہنے پر میں نمرود کی آگ میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہوں آپ کے کہنے پر

دنیا دیکھے گی ۹۰ سال کی عمر میں ابراہیمؑ نے ختنہ کروایا دنیا کے سامنے وہ تاریخ بھی آئی کہ اللہ کے حکموں کے سامنے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی اطاعت وفرماں برداری میں گھر کی، در کی، آل اولاد کی، ملک کی، تعلقات دنیا کی قربانی کی اور اسے بھینٹ چڑھادیا تب ابراہیم خلیل اللہ بنے۔

قرآن اپنی شرطوں کے ساتھ نفع دے گا:

میں عرض کرر ہا تھا کہ اللہ رب العالمین فرمارہے ہیں کہ میں کائنات کا مالک ہوں، میں احکم الحاکمین ہوں، میں عرش وکرسی کا مالک اور طاقت وقدرت والا مالک ہوں ذرا احساس کرو میں جو بات تم سے کہہ رہا ہوں اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو کس کی بات تسلیم کرو گے ''فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ''اب کون سی بات سنائی جائیگی کون سا کلام آئے گا کہ جس کلام کو متکلم کی عظمت اور بڑائی کی وجہ سے تسلیم کرو گے، اللہ تعالیٰ انسانوں سے پوچھ رہے ہیں تمہیں کہنے کے لیے اب کون آئے گا مالک ہو کر میں کہہ رہا ہوں تمہیں احساس نہیں اسی لیے ابھی غور کیا ہوگا کہ بچوں نے ''فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ '' کے بعد آمَنَّا پڑھا تھا اے اللہ ہم نے آپ کو مان لیا آپ کے حکموں کو تسلیم کرلیا بندگی اسی کا نام ہے، اور میرے دوستو! بندگی اور اطاعت وفرماں برداری ہی کرنے والے کو قرآن کی برکتیں ملتی ہیں ماننے ہی والے کو قرآن کا نفع ملتا ہے اگر ہم قرآن سے دور رہیں چاہے قرآن ہمارے سینوں میں ہو، چاہے ہمارے گھر میں ہو، چاہے ہماری مسجدوں میں ہو، اس کا نفع ہمیں نصیب نہیں ہوگا۔

کسان کا کھیت فائدہ جب پہنچاتا ہے جبکہ اس میں عمل کرتا ہے اس میں کام کرتا ہے، پھر اس کے بیج سے محنت سے کھیت اسے فائدہ پہنچاتا ہے، ایک آدمی دوکاندار ہے اس کی شرطیں پوری کرتا ہے تو دوکان اس کو فائدہ دیتی ہے، لیکن ہم قرآن کی شرطیں پوری نہ

کریں، قرآن کے حکموں کونظر انداز کر کے زندگی گزاریں تو قرآن کا پورا فائدہ کیسے ملے گا؟ آج مسلمان من مانی زندگی گزارنے کو اپنی بڑائی سمجھتا ہے کس قدر افسوس کی بات ہے!

مسلمان کسے کہتے ہیں؟

مسلمان کے معنی اندر باہر اللہ کے حکموں کے سامنے جھکنا، اسلام کہتے ہیں اطاعت وفرماں برداری کے ساتھ گردن جھکا دینا اسلام کی تعریف گردن بطاعت نہادن کی جاتی ہے، لیکن آپ دیکھیے ہر جگہ مسلمان گردن ٹیڑھی کئے ہوئے ہے اور کہتا ہے کہ اللہ کی برکتیں ہمیں نہیں مل رہی ہیں، اللہ کی طرف سے مصیبتیں آ رہی ہیں، کیا وجہ ہے کہ ہماری عزت نہیں رہی؟ کیا سبب ہے کہ آج مسلمان ہر جگہ ذلیل ہو رہا ہے؟ وہ ایسے ہی ہے کہ کوئی زہر کھا کر کہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں تڑپ رہا ہوں؟ آپ ہی بتایئے اس کی جان نہیں نکلے گی تو اور کیا ہوگا، کوئی جمال گوٹہ کھائے اور کہے کہ میں کیوں لوٹا ہی لے کر گھوم رہا ہوں؟

ہمارے حضرت فرماتے تھے آج امت نافرمانی کا زہر کھا رہی ہے اور پھر پوچھتی ہے کہ ہم پریشان کیوں ہیں؟ ضرورت ہے کہ ہم اپنے کو دیکھیں کائنات کے مالک کے حکموں کو سنیں اور سمجھیں اور کون ہے جو ان کے حکموں سے ٹکرا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ انسانوں سے پوچھتے ہیں تیری مجال ہے کہ تم میرے حکموں سے ہٹ کر باعزت رہ سکتے ہو قرآن میں جگہ جگہ فرمایا ''فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ''(البقرة:۱۷۵) کون سی جہالت ہے جو آگ میں جلنے کے لیے تمہیں قارون بنا رہی ہے اس کو ذرا چراغ کی لَو پر انگلی رکھ کر اندازہ لگانا چاہیے، ذرا جلتے ہوئے توے پر ہاتھ رکھ کر دیکھنا چاہیے کہ آگ کی برداشت اس کو ہے، دنیا کی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا میری دھکتی ہوئی جہنم کی آگ میں چھلانگ لگانے کے لیے کیسے تیار ہو رہا ہے؟ کون سی چیز ہے جو اسے جہنم میں جانے کے لیے کھڑا کر رہی ہے؟ معلوم ہوا کہ

انسان کواللہ کی قدرت وطاقت کا احساس نہیں، دہکتی ہوئی آگ کا احساس نہیں۔

جواللہ سے نہیں ڈرتا وہ ساری دنیا سے ڈرتا ہے:

اس دنیا میں جب انسان کسی کی طاقت کا اندازہ لگالیتا ہے، محسوس کرلیتا ہے تو ایک کانسٹبل کی دھول سے پیشاب پاخانہ نکل جاتا ہے ایک چھوٹے سے داروغہ کے سامنے ساری اکڑفوں ختم ہوجاتی ہے، ایک وردی والا آ کر پوری بستی سے جوانوں کو گھسیٹ کر لے کر چلا جاتا ہے، کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَإِيَّایَ فَاتَّقُونِ '' اے انسان! ذرا تو مجھ سے ڈرنا سیکھ لے اگر تو مجھ سے نہیں ڈرے گا تو تمہیں دنیا میں ڈرتے ڈرتے ہی زندگی گزارنی پڑے گی، اگر تم ایک اللہ سے ڈرنا سیکھ لو تو پھر تمہیں کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں فہم سلیم عطا فرمائیں۔

مسلمان کی عزت اسلام سے ہے:

آج ہم بہت پریشان ہیں کہ اسلام سکڑ رہا ہے، سمٹ رہا ہے، بیٹھ رہا ہے، بھائی کہیں اسلام بیٹھ نہیں رہا ہے، افسوس اس بات کا ہے کہ اسلام ہماری زندگی میں نہیں ہے، اسلام ہمارے گھر میں نہیں ہے، افسوس یہ ہے کہ ہماری زبان مسلمان نہیں ہے، افسوس یہی ہے کہ ہماری نگاہیں مسلمان نہیں، ہمارا دماغ مسلمان نہیں، اسلام کو کوئی نہیں مٹا سکتا، اگر مٹے گا تو تمہاری زندگی سے مٹے گا، اگر تم کو چھوڑ کر جائے گا تو تم کو ذلیل ورسوا کر کے جائے گا، اسلام کو کوئی ذلیل ورسوا کرنے والا نہیں، آج مسلمان کہتا ہے امریکہ پریشان کررہا ہے، امریکہ نہیں پریشان کررہا ہے امریکہ کو تم پریشان کررہے ہو، اس کا بال تم کو اچھا لگتا ہے اس کا خدوخال اچھا لگتا ہے اس کا اتارا ہوا پینٹ اچھا لگتا ہے اس کا جوتا کیوں نہیں اچھا لگتا؟ اللہ تعالیٰ یہی کہتے

ہیں کہ جو چیز تم کو اچھی نہیں لگتی تم کو دیکر مکمل کی جارہی ہے اگر تمہیں انگریز پسند ہے، تمہیں یہود و نصاریٰ پسند ہیں، تمہیں آزاد لوگوں کی شادیاں، ان کا لباس ان کی شکل وصورت، وضع قطع پسند ہیں تو ٹھیک ہے، پھر شور کیوں کرتے ہو؟ ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' (ابوداؤد شریف، کتاب اللباس، باب من لبس الشہرۃ:ص۵۵۹) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے ان کی مشابہت اختیار کی ہے تو تمہیں بھی انھیں کے ساتھ جہنم میں ڈھکیل دیا جائے گا۔

پوری دنیا میں اسلام پھیلانے سے پہلے اپنے کو مسلمان بناؤ:

آج بڑے ہی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ سب سے زیادہ ہم خود اپنی ذات پر ظلم کررہے ہیں ہماری زندگی سے انصاف اٹھ رہا ہے، ہماری نسلوں سے مٹ رہا ہے، آپ نے خبروں میں پڑھا ہوگا کہ امریکہ میں کتنے لاکھ لوگ مسلمان ہوگئے اور ہورہے ہیں، امریکہ پاگل ہورہا ہے، اسے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ ادھر میں اسلام کو مٹا رہا ہوں اُدھر وہ بڑھتا ہی جارہا ہے، افسوس اور صد افسوس بس یہی ہے کہ اسلام ہم سے نکل رہا ہے، اللہ سے دعا کرو کہ اللہ ہمیں سو فیصد مسلمان بنائے، کیا ہمیں اپنے کو مسلمان بنانے میں کوئی پریشانی ہے؟ اگر ہم اپنے کو مسلمان بنالیں پوری دنیا کفر میں ڈوبی ہو تم جنت میں چلے جاؤگے اور پوری دنیا دین اسلام میں ہو اور تم اسلام میں نہ ہو تو تمہارے لیے جہنم کا فیصلہ ہوگا۔

اس لیے پوری دنیا میں اسلام پھیلانے سے پہلے اپنے کو مسلمان بنانے کی ضرورت ہے، اپنے نبی کو دیکھو ان کی صورت اور سیرت کو دیکھو، ان کے اخلاق واعمال کو دیکھو، ان کی مکمل رہنمائی ہوتے ہوئے مسلمان کہاں پریشان ہورہا ہے، کسی نے کہا ہے ؎

جسے فضول سمجھ کر بجھا دیا تو نے — وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

اللہ ہمیں توفیق سے نوازے۔ (آمین) وما علینا إلّا البلاغ

مجلس نمبر (۱۲)

الحمد لله وكفٰى وسلام علٰى عباده الذين اصطفٰى أمّا بعد! أعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم. يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّاوَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا.

(آل عمران:۱۰۲) (صدق الله العظيم)

حفاظ کرام قابل مبارک باد ہیں:

میرے محترم بزرگو، دوستو اور عزیز طلبہ!

اس وقت حافظ ہونے والے طلبہ کرام بڑی مبارکبادی کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حفظ قرآن کو قبول فرمائے اور ان کی زندگی میں دین داخل فرمائے اور قرآن کی کثرت تلاوت اور لذت تلاوت سے حصہ نصیب فرمائے، دین کا بڑا بنیادی مرکز اور کسی بھی مسلمان کی سب سے زیادہ اہمیت کی چیز اور قرآن وسنت میں سب سے زیادہ شدت کے ساتھ جس چیز کا مطالبہ فرمایا گیا ہے وہ انسانی زندگی میں تقویٰ کا آنا ہے، ابھی جو آیتیں پارہ ۲۹ کی پڑھی گئی ہیں اس میں اہل تقویٰ کی کچھ کارگزاریاں اور ان کے کچھ انعامات کا تذکرہ اللہ ربّ العالمین نے کیا ہے اسی مناسبت سے میں نے یہ آیت تلاوت کی ہے جس میں سارے ہی ایمان لانے والے انسانوں کو اور سارے ہی مسلمانوں کو مخاطب کر کے ان سے اسی تقوے کا بڑا شدید مطالبہ فرمایا ہے۔

اللہ سے ڈرنے کا جوحق ہے اس کو اپنایئے:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا '' اے ایمان لانے والو''اِتَّقُوْا اللّٰہَ ''تم سب متقی بنو،اور متقی بھی کیسے؟اور تقویٰ بھی تمہاری زندگی میں کیسا آئے؟فرمایا''حَقَّ تُقٰتِہٖ ''ایک اللہ کا جو تقویٰ کا حق ہے،اس سے ڈرنے کا جوحق ہے،عرش وکرسی کے مالک سے۔جس طرح اندر باہر خوف کھانے کی ضرورت ہے وہ تقویٰ اپنائے ، میں مثال دیتا ہوں اگر کسی مجلس میں مختلف درجات کے حکمراں ہوں اس میں جو بڑا ہے یقیناً اس سے بات کرتے ہوئے ،اس سے ملتے ،کھانا چائے پیش کرتے ہوئے لوگوں کی ہمت نہیں پڑتی ایسے ہی بڑے وزراء بڑے حکمراں کے سامنے کوئی چیز پیش کرتے ہوئے لوگوں پر خوف طاری ہوجاتا ہے،اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہیں ،اللہ ربّ العالمین اپنے بندوں سے بس یہی چاہتے ہیں کہ جب معاملہ اللہ کے سامنے پیش ہو جب ان کے سامنے کوئی فائل پہنچے تو اس میں بندہ بہت زیادہ ڈرکر کام کرے اگر ڈر کرکام نہیں کریں گے بے توجہی برتیں گے تو اللہ سے ڈرنے کا حق ادا نہیں ہوگا اور بادشاہ کو جب بے اعتنائی کا خطرہ ہوجاتا ہے تو اسی وقت راندۂ درگاہ کردیتا ہے،آپ حضرات کو شاید معلوم ہو کہ شاہ جہاں بادشاہ کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا اور اس نے بادشاہ کے سامنے صرف اپنا بٹن بند کرلیا بادشاہ نے پوچھ لیا میرے سامنے تمہیں بٹن کا خیال کیسے آیا؟ میں گفتگو کرر ہا ہوں تمہارے ذہن میں بٹن کا خیال کیسے گزرا؟ تمہاری توجہ اُدھر کیسے گئی؟ اس نے فوراً گردن مارنے کا آڈر دیدیا۔

آپ بتلایئے ایک دنیا کا چھوٹا سا بادشاہ اپنے ماتحت سے اور وہ بھی بڑے درجے کے ماتحت سے کس درجے کی اطاعت چاہتا ہے،کتنی اندر اور باہر کی فرماں برداری مانگتا ہے، بڑی سفارشوں کے بعد اس کی جان بخشی گئی کہ بڑا قیمتی آدمی ہے، ملک کے لیے بڑا وفادار

ہے، بڑا کام کا ہے تو بادشاہ نے اس شرط پر معافی دی کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت کا صدور نہیں ہونا چاہیے، آپ اندازہ لگایئے ہم احکم الحاکمین کے ساتھ جو معاملہ کرتے ہیں نماز روزے دیگر عبادات، معاملات اور معاشرت میں جب ہم متوجہ ہوتے ہیں تو ہمارے اندر کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ آدمی سوچتا ہے ارے بھائی کیا ہوا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور فرماتے ہیں کہ مجھے خوف ہوتا ہے کہ میں جس کے دربار میں جارہا ہوں کہیں وہ یہ نہ کہہ دے کہ خبردار! کل سے میرے دربار میں آنے کی اجازت نہیں تو کون اس سے پوچھ سکتا ہے ''فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ'' (البروج:۱۶) اس کی شان ہے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے کسی انسان کیا کسی نبی کی مجال نہیں کہ اللہ کا خوف اس میں کم ہو رسول اللہ ﷺ نے اپنے تعارف میں فرمایا تھا ''اَنَا اَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ'' (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، الرقم:۵۰۶۳) میں تم میں سب سے زیادہ اپنے رب کا خوف رکھتا ہوں سارے صحابہ سے زیادہ ڈرنے والا میں خود ہوں، اللہ کا خوف ہر وقت طاری رہتا ہے، حدیث میں آتا ہے ''کَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ'' ہر وقت رنج وغم کا پہاڑ رسول اللہ ﷺ پر ٹوٹتا رہتا تھا ہر وقت غم میں گھلتے رہتے تھے۔

امانت الٰہی میں خیانت ناراضگی رب کا ذریعہ ہے:

آج مسلمان اپنے کو کس قدر آزاد سمجھتا ہے اور وہ اپنے رب کے تعلق میں خیانت برتتا رہتا ہے اس کو اپنے رب کی دی ہوئی زندگی میں جو سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے کو دین دار اور متقی بنائیں، اللہ کی دی ہوئی امانت زندگی میں کبھی خیال نہیں آتا، جیسے چاہتا ہے زندگی گزارتا ہے، کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ ہم کسی کے بندے ہیں ہم کو کسی کو جواب

دینا ہے، ہمارے پاس جو صلاحیتیں ہیں اعضاء و جوارح کی ہیں یہ کسی کی عطا کردہ امانت ہیں کسی کی امانت میں خیانت سے وہ امانت چھن جاتی ہے اور وہ انسان بے کار ہو جاتا ہے اور اس کی ساری کارگزاریوں پر پانی پھر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تقویٰ کی زندگی تمہیں قرآن کے راستے ہی سے ملے گی، تقویٰ کا مطالبہ قرآن ہی سے طے ہوگا، انسان کسی دوسرے راستے سے قرآن سے الگ ہو کر اللہ کا تعلق نہیں حاصل کر سکتا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے مطالبے کے بعد فوراً ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا'' فرمایا تم متقی بن کر رہو تمہیں اللہ کا تقویٰ پورا کرنے کی فکر رہنی چاہیے، تمہیں اطاعت و فرماں برداری سے ہٹ کر اپنی زندگی کا مشغلہ نہیں بنانا چاہیے جب تم دنیا سے جاؤ تو ایک مسلمان بن کر جاؤ، ایک مطیع اور فرماں بردار بن کر جاؤ، اس چیز کو پانے کے لیے اپنی زندگی کی امانت میں خیانت سے اللہ کی ناراضگی سے بچانے کے لیے اللہ نے بہت ہی آسان نسخہ عطا فرمادیا ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا'' اے مسلمانو! اللہ کی اس رسی سے مضبوطی سے وابستہ ہو جاؤ، یہ قرآن اللہ کی عطا کردہ بہت بڑی امانت ہے اللہ کی رسی ہے، اللہ نے اس رسی کو لٹکایا ہے اس سے ہم جڑے رہیں پکڑے رہیں اس کو ہم اپنے دانتوں سے ہاتھوں سے پیر سے ہر طرح سے لپٹے رہیں اس لیے کہ یہ رسی جہنم کے گڈھے سے (دنیا جہنم کا گڈھا ہے) اٹھانے کے لیے اور جنت تک پہنچانے کے لیے اتاری گئی ہے، اس دنیا میں کنوئیں سے، گڈھے سے نکالنے کے لیے رسی لٹکائی جاتی ہے، دنیا کے اس گڈھے سے نکال کر جنت تک پہنچانے والی رسی کا نام قرآن ہے، اس لیے دنیا کے سارے ہی انسان خصوصاً سارے مسلمان اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو دنیا کے گڈھے سے نکل کر جنت تک پہنچ جائیں گے۔

قرآن مکمل نظامِ حیات ہے:

اللہ کی اتاری ہوئی لٹکائی ہوئی رسی چھوٹ نہ جائے ، ہمارے پکڑنے کی کمی اور کمزوری سے چھوٹ سکتی ہے لیکن ٹوٹ نہیں سکتی، اس لیے اس کو پکڑنے میں ذرا احتیاط رہنے کی ضرورت ہے کہیں تمہاری زندگی سے قرآن نکل نہ جائے، قرآن مکمل نظام حیات ہے، زندگی گزارنے کا دستور ہے، آج مسلمان سمجھتا ہے کہ یہ قرآن صرف مسجد میں ہماری رہنمائی کرتا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ ہماری تجارت سے قرآن کو کیا لینا دینا، سیاست سے اس کا کیا تعلق، معاشرت ومعاملات سے اسے کیا مطلب، اخلاق کی درستگی کے لیے ہمیں قرآن نے کچھ نہیں دیا، حالانکہ اللہ ربّ العالمین نے اپنے نبی پر نعمت کہہ کر فرمایا تھا ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا '' (المائدۃ:۳) آج ہم نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تمام کر دیا تم پر اپنی نعمت کو اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا اس دین کے کسی بھی شعبے میں کہیں بھی نقص نہیں ہے کہیں کچھ ملانے کی ضرورت نہیں ہے، قرآن کی رہنمائی ہر شعبے میں ہر طرح کی موجود ہے۔

مسلمان اپنے کو مسلمان بتلاتے ہوئے شرماتا ہے:

لیکن آج افسوس ہے کہ مسلمان اپنے گھروں میں دین داخل نہیں کر پا رہا ہے، آج اپنے جسم کو مسلمان بنانے سے عاجز ہے، چلو تم کمزور ہو پوری دنیا میں اسلام نہیں پھیلا سکتے لیکن اپنے اوپر اسلام نہ پھیلا اس کو، اپنے کو مسلمان نہ بنا س کو، اپنے کو مسلمان نہ بتلا اس کو، آخر کون سی مجبوری تمہارے پاس ہے؟

میرے دوستو! یہ بات بڑی بے غیرتی کی ہے کہ ہم اپنے اوپر جو ایمان کا سب

سے بڑا حق ہے سب سے زیادہ اسلام کا ایمان کا قرآن کا ہمارے اوپر حق ہے اس حق سے بڑا کوئی حق نہیں، ظاہر نہیں کر پا رہے ہیں، اس کو پامال کر رہے ہیں ہمارے گھروں سے دین زندہ نہیں ہو رہا ہے بلکہ نکل رہا ہے، مسلمان کو اپنے کو مسلمان بتلاتے ہوئے شرم آتی ہے، وہ دھاگا باندھ کر اپنے کو غیر مسلم، ٹھاکر، پنڈت بتلانے کی فکر میں ہے کوئی مسلمان نہ سمجھے، آپ اندازہ لگائیے جب مسلمان اس درجہ گرے گا تو اسلام اس کا کب ساتھ دے گا؟ اللہ تعالیٰ اس کی کیسے مدد فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں ''اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ'' (محمد:۷) تم میرے دین کی مدد کرو میں تمہاری مدد کروں گا اور اللہ کی مدد اسلام کو چھپانے اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے سے شرمانے سے نہیں ہوتی۔

اسکول و کالج کے طلبہ کے لیے بھی قرآن کریم کی تصحیح ضروری ہے:

ضرورت ہے کہ قرآن ہر طرح سے ہمارے گھروں میں پڑھا جائے گھروں میں قرآن پڑھانے کی لوگ فکر کریں جن کو قرآن صحیح پڑھنا آتا ہے ایک دو آدمی کو صحیح کرانے کی فکر کریں، قرآن کو صحیح پڑھنے اور قرآن سے مانوس ہونے کی ضرورت ہے، قرآن سے اپنی نسلوں کی آبیاری کرنے کی ضرورت ہے ہمارے یہ بچے جو مدارس میں درسگاہوں میں ہیں جس طرح ان کے لیے قرآن ضروری ہے ایسے ہی ہمارے وہ بچے جو ہندی اور انگریزی اسکولوں میں جا رہے ہیں اگر وہ قرآن سے محروم رہے تو یقیناً ہمارے سرپرستوں کی بہت بڑی پکڑ ہوگی، ہر بچہ کچھ بھی ہو سب سے پہلے اسے مسلمان ہونے کی ضرورت ہے ان کے اندر اسلام کم نہ ہونے پائے، آج ہمارے ۹۵ فیصد بچے اسکولوں اور کالجوں میں جا رہے ہیں اگر ہمارا ۲/۳/۵ فیصد طبقہ اسلام کو قرآن کو باقی رکھے تو آپ بتلائیے کتنی خراب چیز ہے اسلام کے نہ ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے ۹۵ فیصد جہنم میں چلے جائیں، اس لیے قرآن کی

اس آیت ''وَاعْتَصِمُوْا'' پر مضبوطی سے عمل کی ضرورت ہے اپنے بچے کو قرآن پڑھانے کی قرآن سے وابستہ رکھنے کی اور دین دار بنے رہنے کی تلقین کرنی چاہیے کہ ہمارے گھروں سے دین نہ نکلنے پائے۔

اسلام ناقدری کے ساتھ کسی گھر میں نہیں رہتا:

میرے سامنے بہت سے لوگ ہیں ان کے متعلق میں سوچتا ہوں تو بہت افسوس ہوتا ہے جو خود تو بہت دین دار تھے لیکن بچوں کی فکر نہیں کی تو اگلی نسل نکل گئی دوسری اور تیسری نسل بالکل دھارو دھار چلی گئی، قرآن سے دین سے دور ہوگئی، ایسا کیوں ہوا؟ فکر کی کمی کی وجہ سے، میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ انگریزی، ہندی نہ پڑھائیں لیکن انھیں انگریز بننے سے روکیں اور مسلمان باقی رہنے کی کوشش کریں کہ اگلی نسل مسلمان رہے اگر آپ نے اس میں کچھ بے اعتنائی کی تو یاد رکھیے ناقدری سے اللہ تعالیٰ نعمت چھین لیتے ہیں، اسلام ناقدری کے ساتھ کسی گھر میں نہیں رہتا اس کا خیال کیجئے وہ فوراً نکل جاتا ہے، اللہ کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے اس لیے اگر آپ کو بندگی پسند ہے، آپ کو اسلام کے ماننے کا جذبہ ہے تب تو آپ کو مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

بس مختصر سی بات کہنی تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کی سچی وابستگی نصیب فرمائے اور اس کے نتیجہ تقویٰ کو نصیب فرمائے ہمیں اپنے جسم پر اسلامی علامات اسلامی شناخت کو باقی رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وما علینا إلّا البلاغ

مجلس نمبر (۱۳)

الحمد للہ و کفٰی وسلام علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی أمّا بعد! أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم. إِنَّمَا أَمْرُہٗ إِذَا أَرَادَ شَیْئًا أَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ. (یاسین:۸۲) صدق اللہ العظیم.

سلطنت سلیمانی عطا کرنے والے مالک کی قدرت کو دنیا والے کیا جانیں؟ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے بنانے کا ارادہ فرماتے ہیں ''إِذَا أَرَادَ شَیْئًا أَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن'' (یٰسین:۸۲) ایسا مالک ہے جب کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ہوجاؤ بس وہ چیز ہوجاتی ہے، بن جاتی ہے، کھڑی ہوجاتی ہے اور جیسا کہ سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس کو بلایا تھا فرمایا کہ آنکھ جھپکنے کے ساتھ ساتھ بلقیس کا تخت یہاں موجود رہنا چاہیے، لوگوں نے آنکھیں کھولی تو بلقیس کا تخت سجا سجایا موجود تھا ایک سلیمان کو جب اس کا مالک یہ طاقت دے سکتا ہے تو اس کی طاقت وقدرت کا دنیا والے کیا اندازہ لگائیں گے اسی لیے اللہ نے سب سے پہلے بتلادیا کہ میں رب العالمین ہوں تمہیں اپنے پیٹ کی پریشانی نہیں ہونی چاہیے جو اٹھارہ ہزار عالم کو پالتا ہو اس کے سامنے تمہارے ایک بالشت پیٹ کی کیا حیثیت ہے، جس کے یہاں ایک ہزار آدمی کھا رہے ہوں دو آدمی مہمان آگئے ارے چھوڑو بیٹھ جاؤ دس بیس آدمی آگئے کوئی بات نہیں اٹھارہ ہزار عالم کے پالنہار سے آج مسلمان کو بدگمانی ہوگئی نہ جانے کھانے کو دے نہ دے اس لیے چوری سے، بے ایمانی سے، جھوٹ سے جیسے بھی ہو روزی حاصل کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

بھائی تم نے کیوں اپنی روزی غلط اختیار کی تم نے اپنی مشین میں غلط تیل ڈال کر

ستیاناس کر دیا، جب گاڑی میں صحیح تیل استعمال نہیں ہوگا تو گاڑی خراب ہو جاتی ہے، پھٹ پھٹ کرنے لگتی ہے، اللہ نے فرمایا اے انسان ہم تمہیں پاکیزہ غدا دیں گے لیکن تم زندگی کی طرف لوٹ آؤ۔

روزی رحمت الٰہی کے صدقے میں ملتی ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سب سے پہلے ہی اس بات کو سمجھا دیا کہ دیکھو تم انسان ہو اور میں ربّ العالمین ہوں اٹھارہ ہزار عالم کا پالنہار ہوں، کھانے پینے کی فکر مت کرنا، غلط راستے پر مت جانا، حرام چیزوں کی طرف اپنی نظر مت ڈالنا، ادھر قدم بڑھنے نہ پائے، میں ربّ العالمین ہوں، ربّ العالمین کے ساتھ رحمٰن اور رحیم بھی ہوں، میری رحمت تمہاری ہزار چالاکیوں کے باوجود بھی تمہیں شام کو کھلا کر سلاتی ہے، تمہاری دن بھر اور رات بھر کی عیاشیوں کے باوجود بھی ناشتہ کھلا کر بھیجتا ہوں کبھی تم نے سوچا؟ نہیں تم کو تو اپنی ڈگری دوکان کا خیال آتا ہوگا لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم کھانا میری رحمت کے صدقے پاتے ہو میں رحمٰن ہوں، میں نہیں چاہتا کہ میرا ہو کر بھوکا سوئے لیکن انسان اللہ کا بننا نہیں چاہتا، کوئی ہے جو بننا چاہتا ہے؟ ہر ایک الگ رہنا چاہتا ہے، الگ رہ کر کہاں جائے گا؟ اس لیے اس کو سمجھنا چاہیے اللہ تعالیٰ سے ہم چھین کر نہیں لے سکتے۔

اللہ سے دوری شیطان کی قربت کا ذریعہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو جن آیتوں پر مکمل کیا فرماتے ہیں ''قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ''، تم نے جو کچھ کہا ہے وہ سب میری دی ہوئی توفیق سے ہے اب تمہیں اس عمل کو باقی رکھنے کے لیے ضرورت ہے کہ مری حفاظت میں مرے سایہ میں میرے پاس رہنے کی فکر کرو اگر میرے سایہ سے دور رہے میری پکڑ سے دور رہے میری پناہ سے دور رہے تو پھر تمہیں شیطان اچک لے گا تم کردھر کے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہو جاؤ گے، شیطان دس لاکھ

سال تک عبادت کرتا رہا لیکن اسے کچھ بیماریاں لگ گئیں ان بیماریوں نے دس لاکھ سال کی عبادت کو ستیاناس کر دیا، کرنے کے بعد ضرورت ہے کہ اللہ کی حفاظت میں رہے، اللہ کی پناہ میں رہے ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' محمد رسول اللہ آپ کہئے آپ کو دیکھ کر آپ کی امت کہے گی سارے مسلمان آپ کی بات سن کر وہ بھی کہیں گے کیا کہیں گے؟ ''اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' میں سارے انسانوں کے پالنہار کی پناہ میں رہنا چاہتا ہوں ان کی پناہ میں جو رہے گا دشمن کبھی حملہ نہیں کر سکتا دشمن حملہ اس وقت کرتا ہے جب بندہ مالک سے الگ ہو جائے جب مالک سے جڑا رہے گا قریب رہے گا تو دشمن آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت بھی نہیں کرے گا، حدیث میں اس کو سمجھایا گیا کہ جو بکری ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے اس کو آہستہ سے بھیڑیا اچک لیتا ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا، بعد میں معلوم ہوا کہ ایک غائب ہے، اس لیے اللہ کی پناہ میں رہو، اس سے اس کی پناہ کی درخواست کرو جب تم اس سے قریب رہو گے تو شیطان تم سے دور رہے گا، اس کا کام ہی یہی ہے، وہ دیکھتا رہتا ہے کہ بندہ اللہ سے دور ہے یا قریب ہے اس کے عمل سے اندازہ لگاتا رہتا ہے کہ بزنس کون سا کر رہا ہے؟ جھوٹ والا یا سچ والا تمہیں دیکھا کہ ہمارا ہم پیشہ ہے فوراً قریب ہوا اور بہکا کر اللہ سے دور کر دیا۔

شیطان نافرمانوں کا دوست ہے:

حدیث پاک میں سمجھایا گیا ہے کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو شیطان دوستی کے لیے آکر بیٹھ جاتا ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآن میں ارشاد فرمایا ''وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْن'' (الزخرف:۳٦) جو شخص اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت سے ہٹ کر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں، ترجمہ قرآن میں دیکھ لیجئے۔

آج مسلمان کو قرآن کا بھی یقین نہیں رہا کہتا ہے کہ مولانا صاحب بنا کر کہتے ہیں،

اس کو قرآن سناؤ حدیث سناؤ یہ کان بند کئے ہوئے ہے اپنی ہی بات دھنے جا رہا ہے لاکھ سمجھایئے کہتا ہے ٹھیک ہے ہم شراب نہیں پیتے ہم تاڑی نہیں پیتے ہم ٹھیک ہیں، اللہ فرماتے ہیں ''وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْن ''جو شخص رحمٰن کی اطاعت وفرمانبرداری سے منہ موڑ کر زندگی گزارتا ہے ہم اس کے اوپر شیطان مقرر کر دیتے ہیں مسلط کر دیتے ہیں شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے اس نے کہا لاؤ ذرا تلاوت کر لیں وہ کہتا ہے تلاوت کی ضرورت نہیں ہے فوراً بند کر دیتا ہے، چلو نماز پڑھنے شیطان کہتا ہے چلو بعد میں پڑھ لیں گے ابھی آپ نے طلبہ سے کتنی بار آیتیں سنیں ہیں ''وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَايَرْكَعُوْنَ ''(المرسلات:۴۸) کہا جاتا ہے چلو نماز پڑھنے کہتا ہے چلو ابھی ہم آرہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب نماز کے لیے بلایا جاتا ہے تو کہتا ہے ''لَايَرْكَعُوْنَ ''نہیں پڑھتا ہے۔

غذائے جسم سے بڑھ کر غذائے روح کی ضرورت ہے:

اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں کہ انسان کو اتنی عقل نہیں کہ مالک ہو کر کائنات کا خالق ہو کر تم سے کہہ رہا ہوں اس کے باوجود سمجھ میں نہیں آرہا ہے ''فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ''اس کے بعد کون ہے جو تم سے کہے گا تو تم مانو گے جب میں مالک کائنات ہوں اور میں کہہ رہا ہوں میری بات نہیں مانو گے تو کس کی مانو گے میں مثال دیا کرتا ہوں کہ دیکھو ضلع کا جھگڑا بڑے حاکم کی مداخلت سے ختم ہو جاتا ہے، ڈی ایم صاحب کی مداخلت سے جھگڑا ختم، گھر کا جھگڑا گھر کے بڑے بوڑھے کی مداخلت سے ختم ہو جاتا ہے، ملک کا جھگڑا صدر جمہوریہ کے آرڈر جاری ہو جانے سے ختم ہو جاتا ہے کہ صدر نے یہ کہہ دیا بس اب اس کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ بھی فرما رہے ہیں ''فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ '' اب اس کے بعد کون ہے جو تم سے کہے گا کس کی بات سن کر تم عمل کرو گے، ایمان لاؤ گے؟

اللہ مسلمان سے پوچھتا ہے اب کون آئے گا؟ میں تمہارا مالک ہو کر تم سے کہہ رہا

ہوں پھر بھی تم بات نہیں مان رہے ہو، اسلیے اللہ ربّ العالمین جو ہمارے حقیقی پالنہار ہیں حقیقت میں ہمارے صرف روٹی بوٹی کے نہیں ہماری ہدایت کے بھی رب ہیں اور ہمیں ہدایت کی بھی ضرورت ہے ہمیں جہاں غذائے جسم کی ضرورت ہے وہیں غذائے روح کی بھی ضرورت ہے اپنی روح کو اللہ کے پیار کے قابل بنانے کی ضرورت ہے ورنہ گناہ میں رہ کر زندگی گزر گئی انسان ہاتھ ملتے ہوئے دنیا سے چلا جائے گا اسے ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کا اختیار نہیں ملے گا کہے گا مجھے موقع دیدیتے تو تلاوت کرلیتا دو رکعت نماز پڑھ لیتا کچھ صدقہ کرلیتا اللہ فرمائیں گے نہیں اب کچھ کرنے کی گنجائش نہیں۔

فکر مفتاح العمل ہے:

اس لیے ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے ہم اپنے رب کی نعمتوں کو سوچیں کتنا کھاتے ہیں اور کتنا کام کرتے ہیں کتنی نعمتیں مالک کی ہمارے اوپر برستی ہیں ہماری کارگزاری کیا ہے اس کو سوچیں، آپ بتلایئے ایک ایک انسان پر کئی لاکھ کروڑ کی نعمتیں روز برستی ہیں اور شام تک دو روپے کا کام بھی نہیں کرتا اگر پانچ نماز صحیح طور پر پڑھ لیتا ہے تو سو ڈیڑھ سو کا کام کیا لیکن یہ ڈیڑھ سو کا بھی کام نہیں کرتا اور ہزار لاکھ کروڑ نعمتیں اس پر برس رہی ہیں، جب آپ سوچیں گے تو محسوس ہوگا کہ ہم اللہ کی کتنی نعمتیں ضائع کررہے ہیں اور اس کے مقابل ہماری کارگزاری کیا ہے، ہم بندے کس کے ہیں اور نوکری کس کی کررہے ہیں ہم رسول کس کو کہتے ہیں اور ہمارا آئیڈیل کون بنا ہوا ہے ہمارے گھروں میں نمونہ کون سا چل رہا ہے ہم کس راستے پر بہہ رہے ہیں، ہمیں کون سا راستہ دیا گیا تھا اور کس راستے پر جارہے ہیں کون سا طریقہ دیا گیا تھا اور کون سا اختیار کررہے ہیں تھوڑی دیر غور کیجئے انشاء اللہ انقلاب آجائے گا ۵ ؍منٹ بیٹھ کر سوچا کیجئے کوئی مشکل کام نہیں میں کہتا ہوں فکر مفتاح العمل ہے، آپ سوچیں گے تو عمل کا راستہ کھلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین) وما علینا الا البلاغ

مجلس نمبر (۱۴)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا. قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْقُرْآن حُجَّۃٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ. (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ ، باب فضل الوضوء، الرقم:۲۲۳) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

انسان کی زندگی عارضی ہے:

میرے محترم بزرگو اور دوستو، عزیز طلبہ! بہت خوشی کی بات ہے ابھی آپ حضرات کے سامنے دس طلبہ نے قرآن کریم کے حفظ کی تکمیل کی قابل مبارک باد ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے لیے باعث برکت بنائے اور قرآن کے نفع سے حصہ نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جب انسان کو بھیجا تو بہت کم اور مختصر زندگی دیکر بھیجا، قرآن کہتا ہے ’’وَلَکُمْ فِی الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ‘‘ (البقرۃ:۳۶) فرماتے ہیں تمہارے لیے زمین میں تھوڑی دیر قرار ہے، تھوڑی دیر ٹھہراؤ ہے اور اچھے دنوں کا فائدہ اٹھانے کا موقع ہے جو بھی اس دنیا میں آیا اسے جلد از جلد اس دنیا کو چھوڑنا پڑا، میں آپ کو مدرسہ اور اسکول کی مثال دیتا ہوں بیٹا پڑھ کر گیا چند دنوں میں اس کا بیٹا پڑھنے آ گیا، پھر اس کا بیٹا پڑھنے آ گیا، پانچ دس سال پڑھا فارغ ہوا شادی ہوئی کچھ دنوں کے بعد بچہ پیدا ہوا چند سال کے بعد وہ بھی پڑھنے آ گیا، ایسے ہی دنیا کا نظام چل رہا ہے، دنیا سے نفع اٹھانے کا بڑا محدود زمانہ ہے اس میں قیام بھی محدود وقت ہے، دنیا کی چیزوں سے نفع اٹھانے کا بالکل لمیٹیڈ معاملہ ہے کوئی چاہے کہ

آ کر نہ جائیں یہ نہیں ہوسکتا جو آیا ہے، اسے جانا ہے اب جانا ہے تو اس سے کچھ کمانا ہے اور کچھ بنانا ہے دنیا میں ایسے ہی گھومنے کے لیے نہیں بھیجا گیا کچھ کماؤ کچھ اپنی آخرت سجاؤ اپنی آخرت کی تیاری کرنے کا موقع دیا گیا ہے جیسے کسان کو موقع دیا جاتا ہے، کھیت میں کمانے کا کھیت بنانے کا اگر اس نے وقت سے بوائی کی، کھاد دیا، سنچائی کی، پانی دیا، تو ایک وقت آتا ہے کہ غلہ اس کے گھر کٹ کر آجاتا ہے اور اگر نگرانی نہیں کی تو چور کاٹ لے جاتا ہے، کھلیان سے اٹھا لے گیا نگرانی کی کمی ہوئی کھاد پانی کی کمی ہوئی تو جما ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ جیسے انسان اپنی چیزوں کی پرورش کے لیے وقت دیتا ہے نگرانی کرتا ہے ایسے ہی اپنے اوپر بھی اسے نگرانی رکھنی پڑے گی اپنے اوپر کسی بڑے کو سرپرست اور نگراں مقرر کرنا پڑے گا کسی کی نگرانی میں زندگی گزارنا چاہیے تاکہ اس کی کمیوں کی وہ اطلاع دیتا رہے اور راہ راست پر لانے کی سوچ رکھے لیکن آج اس کا خیال نہیں تو اچھے اچھے گھرانے کے لڑکے تباہ ہوگئے، ٹیڑھے میڑھے ہوگئے، برباد ہوگئے، راہ راست سے بھٹک گئے۔

دنیا جہنم کا حصہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں راستے پر رکھنے کے لیے قرآن نازل فرمایا قرآن کو سیکھنے او رسمجھنے کے لیے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا، لہٰذا قرآن وحدیث کو خود سیکھنے کی نہیں بلکہ اس کے ماہرین اساتذہ اور صلاح وفلاح والے حضرات سے اس کا معنی، مطلب، الفاظ سیکھنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وَاعْتَصِمُوْا'' مضبوطی سے پکڑے رہو اللہ کی اس رسی کو جس کو اللہ تعالیٰ نے اس نشیب میں پہنچ جانے کے بعد نکالنے کے لیے لٹکایا ہے، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس نشیب میں بھیجا آپ نے سنا ہوگا جنت آسمان کے اوپر ہے اور آسمانِ دنیا سے نیچے کی ساری چیزیں دنیا کہلاتی ہیں نیچے کی

چیز سفلی کہلاتی ہے ادنیٰ سے دنیا ہے ادنیٰ چیز کم قیمت، کم نفع پہنچانے والی، کم عزت دینے والی، بس کم کے معنٰی میں ہے، دنیا جہنم کا حصہ ہے جب جہنم کی لپٹ بڑھے گی تو ساری دنیا جہنم بن جائے گی، جہاں اللہ کا نام لیا گیا، جہاں اللہ کا سجدہ کیا گیا، ذکر کے حلقے، اللہ کے نام لینے کی جگہیں مساجد یہ سب چیزیں نکال کر جنت میں ڈال دی جائیں گی بقیہ سب جہنم کا حصہ ہے، اسی دنیا میں لوگ کہتے ہیں کہ میری زندگی جہنم بنی ہوئی ہے اس کا راز یہی ہے کہ جہنم میں تو رہتے ہی ہیں دنیا کو دنیا سمجھو دنیا کو جنت کیوں سمجھتے ہو جب دنیا جہنم کا ایک حصہ ہے تو اذیت اور تکلیف رہے گی ہاں اللہ والوں کے پاس بیٹھو گے جنت میں جانے والی جگہوں میں بیٹھو گے تو تکلیف گھٹ جائے گی لیکن دنیا تو دنیا ہے سزا کیلیے دنیا میں بھیجا گیا ہے ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں؟ سزا کیلیے اب سزا والی زندگی سدھار لو پھر مزہ واپس ہو جائیگا۔

جنت تک پہنچنے والی رسی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وَاعْتَصِمُوْا'' اس کو مضبوطی سے پکڑ لو جیسے کوئی نشیب میں گر جائے، کنویں میں گر جائے تو اس کو نکالنے کے لیے رسی لٹکائی جاتی ہے ایسے ہی آسمان میں جو جنت ہے اس سے جب ہم نکلے اور نشیب دنیا میں آ پڑے تو اس نشیب دنیا سے نکلنے کے لیے اور اصلی گھر جنت تک پہنچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو رسی لٹکائی مضبوط اور بہت بڑی لٹکائی وہ یہی قرآن ہے تاکہ مسلمان اسی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر جنت تک چلا جائے، اب مسلمان کو رسی کا خیال ہی نہیں رسی کو پکڑنے کا ڈھنگ نہیں، اسے پڑھنے کا ڈھنگ نہیں، اس سے قریب ہونے کا ڈھنگ نہیں وہ رسی تو اٹھ جائے گی اور تم نیچے پڑے رہو گے اس کو حدیث میں سمجھایا گیا ''عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ'' (ابوداؤد شریف، کتاب السنة باب لزوم السنة: ص ۶۳۵/ ترمذی شریف کتاب العلم باب ماجاء فی الاخذ بالسنة: ۹۶/۲/ ابن ماجہ شریف، کتاب الایمان،

باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین:ص۵) ہاتھ پیر سے پکڑو، دانت سے پکڑو اس کو بہت مضبوطی سے پکڑو ایسا نہ ہو کہ وہ اوپر چلی جائے اور تم نیچے رہ جاؤ ایسا نہ ہو کہ رسی چھوٹ جائے اور تمہارا ہاتھ نیچے پڑا رہ جائے ایسا نہ ہو کہ تم رسی کو کمزور پکڑو اور رسی جب اٹھے تو تم نیچے گر جاؤ اسی لیے ''وَاعۡتَصِمُوۡا'' کا حکم دیا گیا ہے، اس کے معنی آتے ہیں مضبوطی سے پکڑنا یہ نہیں فرمایا کہ خیال رکھنا رسی ٹوٹنے نہ پائے رسی ٹوٹ نہیں سکتی رسی چھوٹ سکتی ہے، اب ہمارے عمل سے، ہمارے اخلاق سے، قرآن سے ہمارا تعلق کیسا ہے، اسی پر رسی کی مضبوطی موقوف ہے جتنا تعلق قوی ہوگا ہماری زندگی میں قرآن کا ہر ہر عمل جاری ہوگا اور غیر قرآنی اعمال غیر شرعی اعمال کو ہم اپنے سے دور کر دیں گے تو پھر رسی ہمیں جکڑ لے گی اور اٹھاتی چلی جائے گی۔

کیا مسلمان آزاد ہوتا ہے؟

آج مسلمان کو اپنی اس رسی کا خیال نہیں جو جنت تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے لٹکائی تھی، کہیں چلڈرن کے بہانے رسی کو چھوڑ دیا، کہیں ہندی اور انگلش میڈیم کے بہانے چھوڑ دیا، اور کہیں دبئی اور سعودی کے چکر میں رسی کو چھوڑ دیا، قرآن سیکھنے کا موقع نہیں، قرآن سمجھنے کا موقع نہیں، قرآن کے عمل پر اپنے کو ڈالنے کی فرصت نہیں اس عمل پر چلنے کی فرصت نہیں، مسلمان اپنے آپ کو من مانا بنائے ہوئے ہے، جیسے چاہا داڑھی رکھ لیا منڈا دیا، جیسا چاہا بال رکھ لیا، جیسا چاہا پائجامہ پہن لیا، جیسا چاہا پینٹ، شرٹ پہن لیا، لگتا ہے اس کا کوئی سرپرست نہیں، لگتا ہے اس کا کوئی بڑا نہیں، لگتا ہے یہ آزاد جانور ہے، اسی طرح آزاد رہنا چاہتا ہے، کیا مسلمان آزاد ہوتا ہے؟ مسلمان کے معنی کیا ہیں؟ مان کر چلنے والا، ماننے والے کا نام مسلمان ہے، ابھی ہمارے یہاں ایک غیر مسلم آیا تھا کہنے لگا ''حضرت مسلمان کے معنی مسلّم ایمان لیکن بہت سے ہیں جو ہم سے گھٹیا کام کرتے ہیں، مسلمان ہیں لیکن ایک

وقت نماز نہیں پڑھتے‘‘ اس کو یہی سمجھ میں آیا آج ہمارے کرتوت کو دیکھ کر غیر مسلم کو مسلمان ہونے کا جذبہ کیا پیدا ہوگا وہ کہتا ہے ہم ان سے اچھے ہیں چوری کی اگر کوئی واردات ہوتی ہے تو فوراً داروغہ کہتا ہے کوئی میاں ہوگا، کہیں کوئی غلط کام ہوا لڑکی لے کر بھاگا تو کہتا ہے میاں ہوگا، مجھ سے داروغہ کہنے لگا حضرت دس کیس پکڑا جاتا ہے تو اس میں آٹھ مسلمان ہوتے ہیں، چھنیتی کا دس کیس ہے تو ے مسلمان، یہ کیوں؟ آج اس کا کوئی بڑا نہیں رہا کسی شکل سے ماننے کے لیے تیار نہیں، اس کو کوئی لگام دینے والا نہیں، کسی اچھے آدمی کے قریب ہونے کے لیے تیار نہیں ’’درخت خودرو بار ندارد‘‘ آپ نے جنگل میں بہت درخت دیکھا ہوگا اس میں پھل نہیں آتے اور جو کسی بڑے کی نگرانی میں رہتا ہے اس میں پھل لگنے لگتے ہیں، ماشاءاللہ یہ لڑکے بڑے کی نگرانی میں رہتے ہیں، حافظ ہوگئے، عالم ہوجائیں گے اور جو آپ نے دو لڑکوں کو گاؤں میں چھوڑا ہے ٹہلنے گھومنے کے لیے ان کو دیکھیے بس ’’درخت خودرو بار ندارد‘‘ کوئی پھل نہیں پیدا ہوسکتا، ٹہل لیں گے، پھل کے لیے نگرانی اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے، کسی کی نگاہ سے پھل پیدا ہوتا ہے، اللہ والوں کی صحبت میں رہنے والوں میں پھل کیسے پیدا ہوتا ہے؟ وہ کسی کی نگاہ کا اثر ہوتا ہے، مٹی ایسے ہی پڑی رہتی ہے لیکن جب محنت ہوتی ہے تو زعفران اگنے لگتا ہے ورنہ اوسر ہوجاتی ہے، ایسے ہی انسان جب کسی کی تربیت میں رہتا ہے تو وہ زعفران پیدا کرتا ہے، بولتا ہے تو زعفران جھڑتا ہے ورنہ تو بولتا ہے تو لوگوں کو فساد کے حوالے کرتا ہے زبان کھلی فساد پھیلا، یہ دہشت گرد کا چرچا اللہ کی طرف سے انتظام ہے ہمیں جھنجھوڑا جارہا ہے جو سراپا سلامتی کا ضامن تھا سلامتی کا پیامبر تھا سلامتی کا قاصد تھا آج اس کے پیچھے دہشت کا عنوان کیوں لگایا جارہا ہے؟ کچھ تو بات ہے لگتا ہے گڑبڑی پیدا ہوگئی ہے، شاعر نے کہا ہے ؎

بھلا ان کی جرأت میرے منہ کو آتے   یہ دشمن انھیں کے ابھارے ہوئے ہیں

دشمن جو تمہیں پیٹ رہا ہے کسی نے تم کو پٹوایا ہے کسی نے تم کو درست کرنے کا انتظام کیا ہے کچھ شرم آنی چاہیے تھی کچھ گناہوں سے توبہ کرنے کی فکر ہونی چاہیے تھی جہاں تم نے غلط قدم اٹھادیا واپس آنا چاہیے تھا۔

کتاب اللہ رجال اللہ سے سیکھنے کی ضرورت ہے:

آج مسلمان کو اپنے اللہ کی یاد نہیں، اپنی کتاب کی یاد نہیں، اپنے رسول کا خیال نہیں، بھائی جس کی ضرورت سب کو پڑنے والی ہے، آج اسی کا خیال نہیں، رسول اللہ ﷺ کا کبھی آپ کو خیال نہیں آیا کہ میرے نبی کا چہرہ کیسا تھا ان کی داڑھی کیسی تھی؟ کیا منموہن اور چندر شیکھر والی داڑھی رکھا تھا؟ یا نبی کی داڑھی ایک مشت کی تھی، آج مسلمان اسی میں خوش ہے کہ چلو دو انگل کم ہی سہی آخر کیوں کم سہی، یہ داڑھی نبی کی ہے کہ کسی دشمن اسلام کی ہے؟ آپ کو اپنے نبی کو ترجیح دینے کا جذبہ ابھی نہیں پیدا ہوا، اپنے نبی کے ایک ایک عمل کو لینے کے لیے لوگوں نے گردنیں کٹوائی ہیں گردن کٹوا کر تب خوشی نصیب ہوئی گھر چھوڑا، تب صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کیا، آج مسلمان کو گھر میں بیٹھ کر پنکھے اور ایئر کنڈیشن مین نماز پڑھنے کی فرصت نہیں اس لیے کہ اس کے ہاتھ سے قرآن کی رسی چھوٹی ہوئی ہے اگر قرآن کی رسی اس کے ہاتھ میں ہوتی تو ایسی حرکت نہیں کرتا، اللہ کے خاص بندوں سے قرآن کو نہیں سیکھا نہیں سمجھا بعض مرتبہ قرآن سیکھ کر بھی آزادی باقی رہ جاتی ہے، صحابہ نے دین کس سے سیکھا؟ اللہ کی کتاب کو اللہ کے نبی سے سیکھا کتاب اللہ کو رجال اللہ سے سیکھنے کی ضرورت ہے اگر کتاب اللہ رجال اللہ سے نہیں سیکھا محقق تو ہو سکتے ہیں لیکن مسلمان نہیں ہو سکتے، رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی دیکھتا تھا تو اللہ کا بندہ سر پا بندگی سر سے پیر تک سارے

اعضاء جوارح اسی مالک کی غلامی کا ہردم پتہ دیتے تھے جیسے ایک آقا کے سامنے غلام جھکا رہتا ہے، نوکر اپنے بڑے کے سامنے اپنے کو ماتحت پیش کرتا ہے، اسی انداز میں آپ علیہ السلام رہتے تھے، تم اپنے کو اللہ کا بندہ ہونے کا احساس دلانا تو چھوڑو، بھاگ رہے ہو، آج کا مسلمان اپنے کو اللہ کا پارٹنر سمجھتا ہے ہم اللہ میاں کے پارٹنر ہیں، کچھ ہماری چلے گی کچھ اللہ میاں کی چلے گی، ارے بھائی مسلمان کہتا ہے کچھ اللہ کی کچھ رسول اللہ کی کچھ ہماری کہتا ہے کہ نہیں؟ قرآن کہتا ہے "نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْض "(النساء:۱۵۰) آج یہ فیشن ہے کہ کچھ مانیں گے، کچھ نہیں مانیں گے، کچھ آپ کی کچھ ہماری، کیا یہ پارٹنر شپ ہے؟

یہ سب باتیں پارٹنر شپ میں کہی جاتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اپنے اللہ کی ہر بات مانتا ہوں "اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوحٰى اِلَيَّ "قرآن پڑھئے رسول سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کچھ نہیں "اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَايُوحٰى اِلَيَّ "میں تو اپنی طرف آئی ہوئی وحی کی اتباع اور پیروی کرتا ہوں ہم بھی نبی پر آئے ہوئے احکام کو مانتے ہیں؟ نہیں بلکہ اس میں کچھ اپنی گھسا دیتے ہیں۔

نفاق کسے کہتے ہیں؟

آج مسلمان ہر جگہ اپنی رائے داخل کرتا ہے اپنی بات گھساتا ہے، یہ مسلمان ہے؟ آدھا تیتر آدھا بٹیر اس کو مسلمان کہتے ہیں؟ اس کو تو منافق کہتے ہیں، اندر کچھ باہر کچھ، اس کو نفاق کہتے ہیں، آپ نے کتابوں میں پڑھا ہوگا منافقین نماز بھی پڑھتے تھے لیکن ظاہر کچھ باطن کچھ "يُرَاؤُنَ النَّاسَ "لوگوں کو دکھانے کے لیے پڑھتے تھے "وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى "(النساء:۱۴۲) نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو بڑی کسل مندی سے اور ابھی ٹی۔وی کھل جائے تو سب کی چار چار آنکھیں کھل جاتی ہیں، کیا بات ہے؟ جانور

دیکھنے کے لیے آنکھیں کھلی ہیں اور جنت بنانے اور سنوارنے کی فکر نہیں ہے، بس نفس کا غلبہ، شیطان کا غلبہ، نفس وشیطان سے تعلقات مضبوط اللہ اور اللہ کے رسول سے تعلقات کمزور ہوگئے، اسی لیے ہمارا رخ اسی طرف ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اس قرآن کا کوئی بدل نہیں'' یہ آسمان سے اترا ہے اس میں نفع نقصان دونوں ہے کچھ لوگ اسی قرآن سے نفع اٹھائیں گے کچھ اسی قرآن سے نقصان اٹھانے کے سبب جہنم میں جائیں گے۔

قرآن جنت اور جہنم دونوں میں لے جانے کا ذریعہ ہے:

محبوب ربّ العالمین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَکَ أَوْعَلَیْکَ'' یہ قرآن تمہیں جنت میں بھی لے جاسکتا ہے اور تمہیں جہنم میں بھی پہنچا سکتا ہے کیوں؟ آپ نے اس کا حق ادا کیا، اس کا حکم معلوم کیا، اس پر عمل کیا، اس کے اخلاق کو اپنایا تو یہی قرآن آپ کی جنت کا ذریعہ بنے گا، آپ نے قرآن لپیٹ کر طاق پر ڈال دیا، کوئی بیمار ہوا تو یاسین شریف پڑھ دی، کبھی خیال آیا تو شب برأت میں کھول دیا، صفحہ دو صفحہ، سطر دو سطر پڑھ دیا، بھائی قرآن لپیٹ کر رکھنے کے لیے آیا ہے؟ آپ غور کیجئے آپ کی زندگی میں قرآن کے الفاظ کا تعلق بھی ہے یا نہیں؟

حالانکہ لفظی تعلق بہت کمزور سمجھا جاتا ہے، کہتے ہیں ''لفظی جمع خرچ ہے'' لیکن قرآن کا لفظی تعلق بھی اجر وثواب کا باعث ہے، حدیث پاک میں آتا ہے ''مَنْ قَرأَ حَرْفاً مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَةٌ'' (ترمذی شریف کتاب فضائل القرآن، باب من قرأ حرفاً من القرآن: ۲/۱۱۹) کتاب اللہ کا ایک حرف جس نے پڑھا اسے ایک نیکی اور ہر نیکی دس گنا اس لیے ایک حرف پر دس نیکی ملے گی اور دنیا کی ڈگریاں اگر پوری حاصل نہ ہوں تو بیکار ہے، ڈاکٹر صاحب فیل ہوگئے تو اب ڈاکٹری نہیں کرسکتے آخری درجے میں فیل ہوئے پھر بھی نہیں

کر سکتے .D.M-P.C.S-I.S سب فیل ہو گئے ،نوکری نہیں کر سکتے ، جاؤ کہیں کام کرو۔

انسان تھوڑی توجہ سے نیکیوں کے انبار لگا سکتا ہے:

لیکن دینی تعلیم قرآن کی تعلیم اپنے پہلے لفظ سے فائدہ پہنچانا شروع کر دیتی ہے، قرآن کی ایک سورت سیکھ لیا صحیح کر لیا اس کو بار بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ نہیں کہتے کہ ثواب نہیں دیں گے بار بار وہی رٹ رہے ہو ہر بار پڑھنے پر بار بار رٹنے پر بار بار بسم اللہ پڑھنے پر اجر ملتا ہے، کوئی صرف بسم اللہ پڑھتا رہے اس کو ۱۹۰ نیکی مل گئی زبان ہلاتے ہی ۱۹۰ نیکی مل جائے کتنا آسان ہے ۲۰۰ روپے لیبر چارج ہے مزدوری ہے شام تک کتنا کھٹتا ہے تب ۲۰۰ روپیہ ملتا ہے کمر میں درد ہو گیا پسینہ نکل آیا تب دو سو پاتا ہے، آپ نے ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا آپ کے کھاتے میں ۲۰۰ نیکیاں پہنچ گئیں، لیکن کبھی خیال آتا ہے، کہتا ہے ہم حافظ جی نہیں ہیں سورہ فاتحہ پڑھ سکتے ہو، سورۂ اخلاص پڑھ لو اگر سورہ فاتحہ تین بار پڑھ لے تو دو قرآن کا ثواب ملتا ہے ایک بار پڑھنے پر بیس پارے پڑھنے کا اجر ملتا ہے، تین بار پڑھا دو قرآن تیار، تھوڑی توجہ سے نیکیوں کے انبار لگا دے لیکن ہمارا حال ہے کہ زبان کو استعمال کریں گے تو لگتا ہے گھس جائے گی، ڈیزل پٹرول ڈالنا پڑے گا اس کے لیے دو روٹی زیادہ کھانی پڑے گی، ضرورت ہے کہ اس زندگی کو ضائع نہ کریں، دنیا کے کسی بھی ملک میں رہیں چاہے امریکہ میں رہیں چاہے لندن میں رہیں چاہے امریکہ کا لباس پہنیں چاہے امریکہ کے مکان میں رہیں چاہے انگریز ہو جائیں لیکن ایک ایک لمحہ ایک ایک قطرہ آپ کا وقت پگھلتا ہوا نکلتا جا رہا ہے، شعر ؎

چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بہ دم ہو رہی عمر مثل برف کم

ایک ایک قطرہ عمر کی برف کی سلی گھل رہی ہے، آپ لاکھ سوچیں میری جوانی بڑھ رہی ہے لاکھ سوچیں میری طاقت بڑھ رہی ہے لاکھ سوچیں کہ میں دوائیں کھا کر ساری

بیماریاں دور کردونگانہیں ملک الموت سلام ودعا کے لیے تیار ہیں، کب مصافحہ کریں کچھ پتہ نہیں،شعر ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی　　　　تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

مسلمان کی فیکٹری سے یہودی کا مال تیار ہورہا ہے:

اگر آپ نے اپنے اوقات کوایسے ہی ضائع کردیا پھر جب ڈالر بٹے گا تو وہاں کچھ نہیں ملے گا بس اللہ ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے ہمیں اپنی زندگی کو بنانے کی توفیق نصیب فرمائے، یہ ہاتھ پیر بڑے قیمتی ہیں زبان بڑی قیمتی ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کا بول بولتی ہے یہ ہاتھ پیر محمد رسول اللہ کا عمل بناتے ہیں، یہ دماغ نبی کی بول سوچ سکتا ہے ان کی فکر کو لے سکتا ہے لیکن افسوس ہم اپنے اعضاء وجوارح کو معطل کئے ہوئے ہیں کوئی یہودی کی نوکری کررہا ہے کوئی نصرانی کی نوکری کررہا ہے، کوئی مشرک کا عمل بتارہا ہے، آپ کی فیکٹری میں آپ کے ہاتھ پیر کا کارخانہ آج دوسرے کا مال تیار کررہا ہے کس قدر افسوس ہے جہاں وہ ایک سنت پر عمل کر کے اجر لے سکتا تھا، آج اس ہاتھ پیر کی صلاحیت کو ضائع کررہا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ بہت جلد توبہ کرے جلد تدارک کرے کل نہیں آج اور آج نہیں ابھی سے عہد کیجئے کہ کچھ بھی ہو اللہ کی مخالفت نہیں کریں گے، اگر آپ نے اللہ کو راضی کرنے کا عہد کیا تو بس......ع

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

آج مسلمان جہاں کہیں بھی ہے پٹ رہا ہے آخر کیوں؟ اپنے نگہبان سے دور ہوگیا، بس اللہ تعالیٰ توفیق سے نوازے، اپنا صحیح قوی تعلق نصیب فرمائے۔(آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین.

مجلس نمبر (۱۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْدُ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُه'. (ابن ماجہ شریف، کتاب الایمان، باب فضل من تعلم القرآن: ۱۹؍سنن النسائی الکبریٰ، باب اہل القرآن: ۷؍۲۶۳، الرقم: ۷۹۷۷ واللفظ لہٗ)

سب سے قیمتی تربیت نامہ قرآن کریم ہے:

میرے محترم، بزرگو، دوستو اور عزیز طلبہ کرام! آپ حضرات کے سامنے ابھی پندرہ بچوں نے قرآن کریم کے حفظ کی تکمیل کی، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں، علم میں، عمل میں، اخلاق میں برکت عطا فرمائے، صحت وسلامتی کے ساتھ علم دین کے لیے قبول فرمائے۔ (آمین)

مسلمان کا مسلّم اور غیر نزاعی مسئلہ ہے کہ اس دنیا میں سب سے قیمتی چیز قرآن کریم ہے، مؤمن کے لیے قرآن سے بڑا کوئی تحفہ نہیں، اللہ تعالیٰ سے رابطے کا براہ راست واحد ذریعہ ہے، اسی لیے اللہ ربّ العزت نے اس سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ'' اللہ کی اس رسی کو بڑی مضبوطی سے پکڑو، کوتاہی نہ ہو، کہیں اہتمام میں کمی نہ ہو، کہیں عقیدت ومحبت میں نقص نہ آنے پائے، کسی طرح کا کوئی نقصان ناقابل تلافی ہے، اللہ ربّ العالمین جو عرش وکرسی کے مالک ہیں ان کا مقدس کلام اور شریعت کے احکام جو عرش سے چلتے ہیں اس زمین پر بسنے والے انسانوں کو مخاطب کر کے ان کی تربیت کا ارادہ فرمایا ہے، آج مسلمان بہت سے کام کرتے ہیں اپنی ترقی کے لیے، اپنی تربیت کے لیے لیکن اس کے لیے سب سے قیمتی تربیت نامہ قرآن کریم ہے۔

مسلمان کبھی اللہ ورسولؐ کے بدلے صلح نہیں کرتا تھا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بڑی تاکید سے حکم دیا''بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ''یہ''مَا اُنْزِلَ''جوساتوں آسمان کے اوپر سے عرش سے صادر ہورہا ہے فرمایا''مَا اُنْزِلَ''رہنے نہ پائے اور کچھ چھوٹنے نہ پائے، کچھ بچنے نہ پائے''مَا اُنْزِلَ''کو پہنچایئے''بلغ''فرمایا اور نبی کو تاکید کی گئی کہ اگر آپ نے کوتاہی کی تو فرض منصبی میں کوتاہی سمجھی جائے گی''فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ''(المائدۃ:۶۷) آپ نے اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا (یہاں پر حضرت والا آبدیدہ ہوگئے) معلوم ہوا کہ امت کے پاس جو سب سے بڑی امانت نبی کے مجاہدے کے بعد صحابہ کی قربانیوں کے بعد پہنچی وہ قرآن ہے، آج مسلمان اس کے لیے کس قدر متساہل ہے اور اپنی نسلوں کو قرآن سکھلانے سے کس قدر غافل ہے، اس کو A.B.C. کے الفاظ قرآن سے پھیرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں، انگلش میڈیم کا تصور اپنے بچوں کے لیے جہنم میں لے جانے کا انتظام کرتا ہے، اس کو قرآن وسنت سکھائے بغیر دنیا کے حوالے کررہا ہے، کس قدر افسوس کی بات ہے (یہاں پر حضرت پر رقت طاری ہوگئی) کہ مسلمان کبھی اللہ ورسول سے صلح نہیں کرتا تھا، اللہ اور رسول کے بدلے کوئی چیز نہیں لیتا تھا، لیکن آج کا مسلمان تھوڑی سی چمک دمک دیکھ کر اپنے قرآن سے ناآشنا ہے، خود پڑھنے کی فکر نہیں بچوں کو پڑھانے کی فکر نہیں ان کو اللہ کے تعلق میں لانے کی فکر نہیں، اللہ خیر کا معاملہ فرمائے۔

اگر قرآن نہیں تو جہان نہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس قرآن تک ہی دنیا کو باقی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اگر قرآن نہیں تو جہان نہیں، یادرکھنا یہ P.C.S.-I.S. اس جہان کو بچا نہیں سکتے، اس دنیا کے ڈگری

ہولڈر اس جہان میں رحمت نہیں برسا سکتے اللہ کی رحمت کے جالب (اللہ سے لینے والے) قرآن اور حاملین قرآن ہیں اس لیے ہمیں اپنی نسلوں کے لیے سب سے زیادہ فکر اس بات کی ہونی چاہیے کہ ہم اس کا تعلق قرآن سے جوڑ پائے کہ نہیں، قرآن ان کو ملا کہ نہیں، قرآن پڑھنے کا سلیقہ آیا کہ نہیں، آپ اپنے دین و مذہب کو اپنانے کے بعد کسی بھی جائز لائن میں جا سکتے ہیں اگر بچے کی طرف سے دین و امانت میں آپ کو اطمینان ہے کچھ بھی بنے، تم کہیں بھی جاؤ، کہیں بھی رہو لیکن مسلمان ہونے کی ترجمانی باقی رہنی چاہیے۔ آج حال یہی ہے کہ تین دن پرائمری اور انگلش میڈیم میں پڑھنے گیا سب صاف کسی بھی ہندی انگلش اسکول میں گیا اپنی ساری اسلامی شناخت کو چھوڑ کر مٹا کر چلا گیا اور اگر کچھ زیادہ درجات پڑھ لیا تو سوال ہی نہیں وہ انگریز کا فوٹو کاپی بننا چاہتا ہے، امریکہ اور یورپ کی یادگار ربننا چاہتا ہے، اپنے گھروں میں اپنے دین و مذہب کی چیزوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

مسلمان بغاوت کے راستے پر:

آج مسلمان کے نیچے جانے اور تنزلی کے اسباب کیا ہیں؟ اللہ و رسول، دین و مذہب، قرآن سے دوری، یہ وہ سارے اسباب ہیں جس سے مسلمان ترقی نہیں کر سکتا جب تم خود دین و مذہب کے نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارا کیوں ہوگا، سیدھی سی بات ہے ''اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ'' (محمد:۷) اگر تم نے اللہ کے دین کی مدد کی اور اس کو اپنایا تو اللہ کی نصرت اور مدد تمہارے ساتھ ہے، میں اس کی مثال دیتا ہوں جیسے کسی ملک کا باشندہ ملک کے قانون کا پالن کرتا ہے فالو کرتا ہے تو ملک اس کی دیکھ ریکھ اور اس کو اپنا رعایا کہہ کر اس کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کرتی ہے ورنہ وہ پٹ جائے مر جائے اس سے کیا مطلب باغی کو کوئی مار کر پھینک دے اس سے کیا مطلب بلکہ بادشاہ خوش ہوگا کہ چلو باغی مر گیا اچھا ہے، آج مسلمان

بغاوت کے راستے پر جا رہا ہے مسلمان قرآن وسنت سے بیزاری کا راستہ اپنا رہا ہے اس کو اپنی نسلوں کے دین کی فکر نہیں رہی، یقیناً تمہیں دنیا کی بھی ضرورت ہے لیکن دین کو باقی رکھتے ہوئے ضرورت ہے، آج یقیناً اس معاشرے کو ڈاکٹر بھی چاہیے .P.C.S.-I.S بھی چاہیے لیکن وہ مسلمان بھی رہے، اگر مسلمان نہ ہو،تو بھرے ہوئے ہیں آپ کو بنانے کی ضرورت نہیں اگر اسلام چھوڑ کر رہنا ہے وہی چوری چماری کی زندگی گزارنی ہے، وہی رشوت لینے کا معاملہ ہے تو آپ سے اچھے رشوت لینے والے پہلے سے موجود ہیں اس کو تو جہنم میں جانا ہی ہے چاہے دو ہاتھ نیچے رہے چاہے دو ہاتھ اوپر رہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بروزِ محشر ہمیں پہچاننے میں دشواری نہ ہو:

مسلمان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے مسلمان بن کر تمام شعبوں کی ترجمانی کریں، مسلمان بن کر اپنے گھروں میں اسلامی ماحول پیدا کریں، آج حال یہ ہے کہ مسلمان اسلامی اور نبوی صورت بنانے کے لیے تیار نہیں ہمارے حضرت والا ہردوئی فرماتے تھے کہ جب پولس اپنی ڈیوٹی پر وردی نہیں پہنتا تو معطل کر دیا جاتا ہے، داروغہ وردی کے بغیر کام کرے تو معطل ہو جائے گا، آج امت اپنے نبی کی وردی پہننے کے لیے تیار نہیں اس کی داڑھی رکھنے کے لیے تیار نہیں نبی کی شناخت باقی رکھنے کے لیے تیار نہیں، اپنے کو نبی کا کہلانے کے لیے تیار نہیں، بھائی جب ہم ان کا بننا نہیں چاہتے تو وہ ہم کو کیوں اپنا بنائیں گے، پہلے ان کے بن کے دیکھو پھر ان کے رحم وکرم کی بارش کو دیکھو، امت کو اپنی شکل بچانے میں تکلیف ہو رہی ہے اپنے کو نبی کا بتلانے میں زحمت ہو رہی ہے اس لیے میں بڑی ہمدردی کے ساتھ کہتا ہوں کہ اپنے کو پہچوانے میں کمی نہ ہونے پائے نبی کو پہچاننے میں دشواری نہ ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا امتی کہنے میں دشواری نہ ہو اس لیے اپنی شناخت کو، اپنے شعائر کو،

اپنی شکل وصورت کو اپنے کو مسلمان بتلانے میں کسی شفارسی کی ضرورت پیش نہ آئے کہ وہ آکر بتلائے کہ بھائی یہ بھی مسلمان ہے جب نبی پہچاننے سے ان کار کردے گا تو بہت دیر ہوجائے گی، بہت دیر میں پھیرا لوٹے گا اس لیے ہمارا کام ہے جو نبی کے پہچاننے میں ہم کمی کوتاہی کررہے ہیں اسے دور کیا جائے تو بہ کی جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دین کی قدر دانی کی توفیق نصیب فرمائے۔

زندگی سے غفلت بہت نقصان دہ ہے:

دنیا کی زندگی بہت چند دنوں کی ہے اس کی قدر کرنے کی ضرورت ہے دیکھتے دیکھتے گزر رہی ہے، آپ بیس بیس سال کے ہوگئے اس کا جائزہ لیجئے ساٹھ سال کے ہوگئے اس کا جائزہ لیجئے آپ کو ایک گزرا ہوا لمحہ دکھائی پڑے گا گزری ہوئی داستان لگے گی اور کچھ نہیں جیسے خواب دیکھا ایسے ہی زندگی دکھ رہی ہے بھائی جو بچی ہے اس میں کیا ٹھہراؤ ہوسکتا ہے؟ ہمارے حضرت والا تھانوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آج مسلمان آخرت کی تیاری کو اگلی زندگی پر موقوف رکھتا ہے اور موجودہ زندگی کو غفلت سے گزار رہا ہے اور کہتا ہے ابھی بہت زندگی باقی ہے، اسے معلوم نہیں کہ یہ برف کی سِل کب پگھلتے پگھلتے ختم ہوجائے اور اس کی زندگی ساتھ چھوڑ دے اس لیے غفلت بہت نقصان دہ ہے اپنے اعضاء وجوارح کی قدر کرو اپنی زبان کی قدر کرو اس سے تلاوت سیکھو اس کے ذریعے ذکر وغیرہ کی کچھ نیکیاں اکٹھا کرو اگر اپنے آپ کی قدر نہیں کیا تو پھر اس دنیا سے جانے کے بعد اس دنیا میں کسی کو دوبارہ آنے کی اجازت نہیں، اس دنیا سے کچھ کما کر جنت بنانے کی گنجائش نہیں آپ کا گزرا ہوا جو کل ہے اس گزرے ہوئے کل میں آپ ایک سبحان اللہ کا اندراج نہیں کرا سکتے تو پوری زندگی میں بھلا کیسے اندراج کرا سکتے ہیں؟ آپ اپنے گزرے ہوئے کل کو دیکھو اس گزرے ہوئے کل میں

''قل ھو اللہ'' پڑھ کر فرشتے سے کہیں کہ اس کے اجر کو لکھ دو وہ کہے گا روزنامچہ بند ہو گیا اب کہیں انٹری نہیں ہو سکتی جو ہے اس کو آگے کرا لو ورنہ وہ بھی چلی جائے گی۔

موت کا تعلق بیماری اور تندرستی سے نہیں:

آج ہر آدمی غافل ہے سمجھتا ہے ہم تو بہت دور ہیں ذرا قبرستان جا کر دیکھو ہر عمر کے لوگوں سے قبرستان بھرا ہوا ہے، جوانوں سے بھی، بچوں سے بھی، بڑے بڑے گاما پہلوان سے بھی، بڑے بڑے تندرست لوگوں سے بھی، بہت بڑی غفلت کی بات چل رہی ہے کہ تندرست سمجھتا ہے کہ ہم سے موت بہت دور ہے، یاد رکھنا موت کا تعلق تندرستی اور بیماری سے بالکل نہیں ہے بہت سے تیماردار پہلے رخصت ہو گئے اور بیمار رہ گئے، اس لیے بیماری کا تعلق الگ ہے، بیماری کے پیٹ سے موت نہیں آتی، موت بیٹھے بیٹھے ہارٹ اٹیک میں چلا جاتا ہے ایسے واقعات سنانے کی ضرورت نہیں آپ دیکھتے ہی رہتے ہیں کہ تندرست بات کرتے کرتے چلا گیا بلکہ آج تندرست والی موت بڑھ گئی ہے، حادثات بڑھ گئے ہیں گاڑیوں، ٹرینوں، جہازوں کے حادثات میں بڑے بڑے تندرست سکنڈوں میں چلے گئے، موت ایک تیسری چیز کا نام ہے اللہ فرماتے ہیں ''خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ'' (الملک:۲) میں نے موت کو پیدا کیا اور حیات کو بھی پیدا کیا وہ الگ چیز ہے وہ تندرستی اور بیماری سے نہیں جڑی ہوئی ہے، وہ تیسری چیز ہے اس کا ایک وقت طے ہے آ جائے گی اور زندگی کی کہانی ختم، آج لوگ یہی کہتے ہیں فلاں بیمار ہے تو پریشان ہے، صحت مند ہے تو غفلت میں ہے، کہتا ہے فلانے کا آج انتقال ہو گیا، حادثہ ہو گیا اور سوچتا ہے ہمارا تو کوئی نمبر ہی نہیں، عمر دنیا میں ضائع ہو رہی ہے ختم ہو رہی ہے ہر ایک اپنے متعلق مطمئن ہے بس اللہ فہم سلیم عطا فرمائے۔ **وما علینا إلّا البلاغ**

مجلس نمبر (۱۶)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

ہمارا دشمن امریکہ نہیں، ہم خود ہیں:

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ سے مانگیں کہ ہمیں اس زندگی سے آخرت بنانے کا ڈھنگ عطا فرمائے، اس زبان سے نیکی کمانے کا سلیقہ عطا فرمائیں، اس دماغ سے کسی کی بھلائی سوچنے کی صلاحیت عطا فرمائیں، آج ہاتھ پیر ہے لیکن نیکی نہیں کمارہے ہیں ہمارے ہاتھ پیر ہم کو نقصان پہنچارہے ہیں ہماری زبان ہم کو خسارے میں ڈال رہی ہے، ہماری آنکھوں سے گناہوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہمارے نامۂ اعمال میں چڑھتا جارہا ہے جس نیکی کو ہم پکڑ سکتے تھے اس کو پکڑنے کے لیے تیار نہیں، آپ ہی بتلائیے ہمارا دشمن کون ہے؟ امریکہ ہے؟ نہیں، ہم خود اپنے دشمن ہیں ''اَعْدَىٰ عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ'' (کشف الخفاء الرقم: ۴۰۲) یہ تمہارا دشمن جو تم کو خدا سے باغی کررہا ہے، خدا اور رسول سے دور کررہا ہے وہ تمہارا نفس ہے جو تمہیں غلط چیزوں کا حکم دے کر تم کو اللہ سے اپنے محسن سے دور کررہا ہے سب سے بڑا دشمن تمہارا اپنا نفس ہے اس لیے سب لوگ اپنا سر پیٹیں گے ہائے میں اپنے کرتوت سے جہنم میں جارہا ہوں، یہ کوئی نہیں کہے گا کہ امریکہ نے یہاں ڈھکلوادیا اور رسیا نے بم برسادیا وہ بم برسادے گا تو تم شہید ہوجاؤ گے اگر تم اللہ کے نام پر مرے تو تمہارے گناہ دھل جائیں گے اگر تم اس کے کہے جانے کی وجہ سے مارے گئے تو وہ بھی تو کچھ اپنے رحمٰن ورحیم ہونے کا ثبوت دے گا (حضرت والا یہاں پر آبدیدہ ہوگئے) آج ایک آدمی کسی

کے نام پر پٹتا ہے تو اس کو جلال آجاتا ہے کہ اچھا میرے آدمی کو مار دیا اگر آپ بھی کسی کے ہیں اور صحیح ہیں تو اس کو بھی رحم آئے گا لیکن افسوس ہے کہ ہم اس کے بننا نہیں چاہتے جس نے سب کچھ بنایا، اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

پڑھنے کے بعد کڑھنے کی ضرورت ہے:

اس وقت مختصر سی بات کہنی ہے، وقت کم ہے اللہ تعالیٰ ان بچوں کو ان کے گھر والوں کو دین عطا فرمائے دیکھیے علم الگ چیز ہے دین الگ چیز ہے، علم دین کہا جاتا ہے ایک آدمی کو مٹھائی بنانے کا ڈھنگ ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا پیٹ بھر جائے، اس لیے پڑھنے کے بعد کڑھنے کی ضرورت ہے اس کے بعد اس علم پر چڑھے رہنے کی ضرورت ہے، بڑی نگرانی کے بعد تب جا کر اس علم کا فیض ملتا ہے باقی رہتا ہے، ورنہ تربیت نہیں ہوئی تو پڑھا پڑھایا سب لے کر جہنم میں چلا جائے گا، خود رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی کہ دیکھو اس کو باقی رکھنے کی فکر رکھنا نوکری تو مل جاتی ہے لیکن نوکری باقی رہے اس کے لیے بڑی ذمہ داریاں نبھانی پڑتی ہیں، بڑی دیکھ ریکھ کرنی پڑتی ہے ابھی آپ نے دعا سنی اللہ کے رسول نے فرمایا ''اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ'' اے اللہ مجھے اس قرآن کو پڑھنے کی دن ودن، رات ورات توفیق عطا فرما، ہروقت مجھے پڑھنے کا شوق عطا فرما اور ہر وقت پڑھ کر اجر حاصل کرنے کا ڈھنگ عطا فرما نبی تو ہر وقت کی تلاوت مانگتا ہے اور آپ صبح تین بار ''قل ھو اللہ'' پڑھنے سے تھک جاتے ہیں۔

منٹوں میں کروڑ پتی بننے کا نسخہ:

اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کو اتنا آسان کر دیا کہ جو چاہے منٹوں میں کروڑوں نیکیاں حاصل کر کے اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے لوگ کہتے ہیں ہم حافظ نہیں، میں کہتا ہوں تم ''قل

ھواللہ‘‘ کے حافظ ہو ۱۰۰ مرتبہ ’’قل ھواللہ‘‘ پڑھو ۳۳ قرآن کا ثواب مل جائے گا، سورۂ فاتحہ کے تم حافظ ہو کہ نہیں ہو؟ ہر مسلمان سورۂ فاتحہ کا حافظ ہے اگر سو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے تو ۶۶ قرآن کا اللہ اسے اجر عطا فرمائیں گے اس لیے اللہ نے چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل کر کے دلیل پوری کر دی حجت کو تام کر دیا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم آپکا قرآن نہیں پڑھ سکتے تھے آپ کے قرآن سے نفع اٹھانے کے لیے حافظ ہونا ضروری تھا عالم ہونا ضروری تھا اللہ فرمائیں گے اگر تم سورہ فاتحہ پڑھتے تو بیس پارے کا اجر تم کو ملتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن سے سچا تعلق عطا فرمائے، قرآن شروع کرتے ہی انسان اللہ سے قریب ہو جاتا ہے جہاں بسم اللہ پڑھا فوراً یہاں سے وہاں تک سارے حجابات ہٹ جاتے ہیں فوراً وہ اللہ سے کلام کرنے لگتا ہے، آپ اتنا قرب پانے کے لیے موقع نکالنے کے لیے تیار نہیں، اللہ قرآن کی تلاوت کی لذت عطا فرمائے، مناجات کا لطف عطا فرمائے (یہاں حضرت پھر آبدیدہ ہو گئے) اگر آدمی قرآن صحیح پڑھنے کے لیے ٹھان لے کسی بھی عمر میں صحیح کر سکتا ہے، قرآن صحیح پڑھنا فرض ہے اگر قرآن صحیح پڑھنا نہیں سیکھا تو قرآن غلط پڑھنے پر بہت بڑا گناہ ہے اس لیے قرآن صحیح پڑھنے کی فکر کیجئے کسی حافظ کو مقرر کر لیجئے، کسی قاری سے ۱۵/۲۰ منٹ ایک گھنٹہ لے لیجئے ان شاء اللہ چند دنوں میں مہینہ دو مہینہ میں قرآن صحیح ہو جائے گا۔ اللہ توفیق دے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین.

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆